وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ... فِي الْأَرْضِ

ہم چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں یعنی انہیں [illegible] اور وہ [illegible] وارث بنا کر ان کی حکومت قائم کریں

(القرآن الحکیم)

قرآنی دستورِ انقلاب

یعنی

سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر

کی

حکیمانہ تشریح

از

حضرتِ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

شیخ بشیر احمد، بی اے لودیانوی

[illegible]ن میں امام الائمہ، حجۃ اللہ فی الارض، امام ولی اللہ محدث دہلوی کے فلسفے کے مطابق دکھایا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم کا منشا اقتصادی اور علمی سرمایہ داروں کے خلاف عالمگیر انقلاب [illegible] کرنا ہے

بیت الحکمت، لاہور

[illegible] آنے | طبع اول | تعداد اشاعت: ۱۰۰۰

297
6 قر
18

Marfat.com

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ﴿۵﴾ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں جن لوگوں کو کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں یعنی انہیں ملک کے رہنما اور حکومت کے وارث بنا کر ملک میں مضبوطی کے ساتھ قائم کریں

(القرآن الحکیم)

قرآنی دستورِ انقلاب

یعنی

سورۂ مزمّل اور سورۂ مدثّر

کی

حکیمانہ تشریح

از

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

شیخ بشیر احمد بی۔ اے لودیانوی

جس میں امام الائمہ، حجۃ اللہ فی الارض، امام ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فلسفے کے مطابق دکھایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کا منشا اقتصادی اور علمی سرمایہ داروں کے خلاف عالمگیر انقلاب برپا کرنا ہے

بیت الحکمت، لاہور

ہدیہ: دو روپے آٹھ آنے — طبع اوّل — تعداد اشاعت: ۱۰۰۰

Marfat.com

DATA ENTERED
18886

باسمہ سبحانہ

مَیں یہ اوراق اپنے کہن سال جواں فکر اُستاذِ معظّم مُجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ وعلی اساتذتہ ومشائخہ کے نام نامی سے معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کے فیض سے یہ قلمبند ہوئے ہیں اور جنھوں نے مسلمانانِ ہند کو قرآنی انقلاب اور فلسفۂ ولی اللّٰہی سے روشناس کرایا اور جنھوں نے خدا تعالیٰ کے قانون کو دنیا میں بلند کرنے کی کوشش میں اپنی جان و مال، اپنے عزیز و اقارب اور مُلک و وطن سب کچھ ہیچ سمجھا اور ایک بلند نظر، صاحب عزیمت انقلابی کی طرح زندگی بسر کر کے آخر کار یکم رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ کو بحالتِ صوم جان جاں آفریں کو سپرد کی۔

تعزیہ

نیاز آگیں: بشیر احمد بی۔اے، لودیانوی

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

Marfat.com

DATA ENTERED

کلمات طیبات

از حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم سنہ ۱۹۳۹ء ہندی میں واپس وطن پہنچے۔ اُس کے بعد جب کبھی لاہور آئے اور اپنے عزیزوں کی خاطر وہاں رہے، مولوی بشیر احمد صاحب، بی۔اے، لودیانوی، ہم سے قرآن شریف سمجھنے کے لئے مسلسل ملتے رہے، وہ ہمارے افکار لکھتے بھی رہتے تھے۔ اس طرح اُنھوں نے کئی سو٭ صفحے تیار کر لئے۔ اُنھوں نے قرآنِ عظیم کا مُطالعہ بہت عرصہ پہلے سے مختلف اساتذہ کی صحبت میں جاری رکھا تھا، اِس لئے وہ ہمارے طرزِ تفکر کا انقلابی نقطہ تدریجاً سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ اب اُن کی خواہش ہے کہ ہمارا فکر لوگوں کو پڑھائیں یا پریس کے ذریعے سے پھیلائیں۔

٭ تقریباً ساڑھے تین ہزار صفحات

Marfat.com

ہمیں سندھ ساگر انسٹی ٹیوٹ کے متعلق علمی مرکز میں جس کا نام محمد قاسم ولی اللہ کالج آو تھیالوجی تجویز کیا ہے، ایسے ہی اُستاذ کی ضرورت تھی۔ ہم نے انھیں اپنے ابتدائی تجارب میں شریک بنالیا ہے۔ اُنھوں نے اپنے اَفکار کا نمونہ سُورۂ مزّمّل اور سُورۂ مدّثّر کی تفسیر میں پیش کرنا پسند کیا ہے۔

ہماری تقریریں بہت سے دوستوں نے ضبط کر لی ہیں۔ مگر آج تک ہم نے کسی کی تصحیح اپنے ذمّے نہیں لی۔ مولوی بشیر احمد اور مولوی خدا بخش؁ کی محنتوں کا ہم پر خاص اثر ہے، اس لئے ہم نے اس رسالے پر نظر ثانی منظور کی۔ ہم شہادت دیتے ہیں، کہ ان اَفکار کی ذمّہ داری میں ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہیں۔ ہم اپنے دوستوں سے سفارش کرتے ہیں کہ وُہ اپنی یادداشتیں اس طرزِ تفکّر کے مطابق بنالیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

(حضرت مولانا)
عُبَیدُ اللہ
سندھی

؁ رفیق شفیق مولوی خدا بخش صاحب مہتمم کتبہ بیت الحکمت، لاہور جن کا مسلسل ایما اس وقت ان اوراق کی اشاعت کا باعث ہوا۔

Marfat.com

دریا بہ حباب اندر

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۱۷ تا ۳۸
تفسیرِ سورۂ مُزّمّل	۳۹ تا ۱۲۹
انقلاب! انقلاب! (ڈاکٹر اقبالؒ)	۴۱
انقلاب کی تیاری	۴۵ تا ۷۸
انقلاب کے بنیادی اصول	۷۹ تا ۸۸
سرمایہ پرستوں سے باز پرس	۸۹ تا ۱۰۰
انقلاب کی منزلِ اوّل —— قومی انقلاب	۱۰۱ تا ۱۱۶
انقلاب کی منزلِ دُوم —— بین الاقوامی انقلاب ..	۱۱۷ تا ۱۲۸
خلاصۃ الکلام	۱۲۹
تفسیرِ سُورۂ مُدّثّر	۱۳۴ تا ۲۰۸
بین الاقوامی انقلاب کے اصول	۱۳۷ تا ۱۶۴
بین الاقوامی پروگرام کے مخالفین	۱۶۵ تا ۱۸۰
آگے بڑھنے کی دعوت	۱۸۱ تا ۱۸۸
بین الاقوامی پروگرام کی تفصیل	۱۸۹ تا ۲۰۰
خلاصۃ الکلام	۲۰۱
نظرِ بازگشت: مُزّمّل اور مُدّثّر کا تقابل	۲۰۳ تا ۲۰۸

Marfat.com

جملہ حقوق بحق بیت الحکمت، لاہور
محفوظ ہیں

مولوی خدا بخش، مہتمم مکتبۂ بیت الحکمت، لاہور
نے
گیلانی برقی پریس لاہور میں
باہتمام
منشی ضمیر احمد خان پرنٹر طبع کرا کر
بیت الحکمت، لاہور
سے
شائع کی

سنہ ۹۴۳ ہندی

Marfat.com

فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون
۱۷ تا ۳۸	مُقدّمہ
۱۷	جدوجہد عالمگیر حرکت ہے .. ..
۱۷	جدوجہد کی دو صورتیں : .. ..
	ارتقاء
	انقلاب
۱۸	انقلاب کے تین اجزاء .. ..
(۲۰)	(جہاد کے بجائے 'انقلاب' کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے؟)
۲۲	قرآن حکیم کی تعلیمات انقلابی ہیں .. ..
۲۳	قرآن کا انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف تھا .. ..
۲۶	موجودہ یورپ اور اُس کے محکوم ممالک کی حالت .. .. ..
۲۸	قرآن کا انقلاب : مساکین کی تنظیم .. ..
۳۰	دنیاوی اور اُخروی زندگیاں مسلسل ہیں .. ..
۳۰	قرآنی انقلاب کی حامل جماعت کیا چاہتی ہے ؟ .. ..
۳۱	مسئلۂ 'قیامت' اور قرآن کے بین الاقوامی انقلاب میں مشابہتِ تامّہ

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شانِ نزول کا بیان ضروری نہیں ہے	۳۴
شانِ نزول کے ساتھ آیات کی پابندی کا نقصان ..	۳۵
تفسیرِ سُورۂ مُزّمّل	۳۹تا۱۳۳
انقلاب! انقلاب! ——— ڈاکٹر اقبالؒ	۴۱
رفقاءِ انقلاب کی تیاری	۴۵تا۷۸
پیرایۂ آغاز	۴۷
ایک غلط فہمی کا ازالہ لفظ مُزَّمِّل کے متعلق	۴۸
المزّمّل کی پہلی تشریح	۴۹
'الحاشر' کے معنی	۵۰
(تمام اسلامی جنگیں مدافعانہ نہیں تھیں)	(۵۱)
نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم زامیل ——— رفقاء ——— تیار کریں گے	۵۲
[جملۂ معترضہ:	۵۳
انقلاب کے شروع میں رفقاء ہی تیار کئے جاتے ہیں	۵۳
رفاقت کی پہلی منزل	۵۵
رفاقت کی دوسری منزل	۵۵
حضرت محمد رسول اللہ کا تعلق اپنے رفقاء کے ساتھ	۵۵
(۱) آپ نبیُ لاشریک' ہیں	۵۶
(۲) آپ معلّمِ شفیق ہیں]	۵۶

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۵۷	'الحاشر' کی تشریح فلسفہ ولی اللّٰہی کے مطابق .. .. ..
۵۷	حشر میں ہمارے اعمال ہی متشکل ہو کر پیش ہوں گے .. ..
۵۹	اعمال و اخلاق بہشت و دوزخ پیدا کریں گے .. .. ..
۵۹	واقعاتِ حشر کی مزید تشریح .. ..
۶۰	'میزان' کیا ہے؟ .. ..
۶۰	'حوضِ کوثر' کیا ہے؟ .. ..
۶۰	'تسنیم' کیا ہے؟ .. ..
۶۳	حوضِ کوثر اور دیگر انبیاء کے حوض .. ..
۶۴	اب انقلابِ عمومی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے اتّباع ہی سے آسکتا ہے
۶۵	المزّمّل کے دوسرے معنی .. ..
۶۶	'قومی' اور 'بین الاقوامی' انقلاب کا بار .. ..
۶۷	انقلاب عمومی کے لئے رفقاء خاص کی تیاری .. .. ..
۶۷	جملۂ معترضہ : تہجّد کی نماز عوام کے لئے نہیں ہے ..
۶۸	آیتِ قیامِ لیل منسوخ نہیں ہے .. ..
۶۸	'ترتیل' کے معنی .. ..
۷۱	بے سمجھے پڑھنے سے روحِ انقلاب فنا ہو جاتی ہے .. ..
۷۱	انقلاب کے لئے رفقاء کو سمجھانا ضروری ہے .. .. ..
۷۲	'قولِ ثقیل' کے معنی .. ..

Marfat.com

مضمون		صفحہ
انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف کرنا مقصود ہے ..	...	۷۲
عرب کی حالت	..	۷۲
جماعتِ خاصّہ کے لئے رات کا وقت کیوں ؟	..	۷۴
عوام سے ربط ــــ دن میں	..	۷۵
اِنقلاب کے بُنیادی اُصُول		۷۹ تا ۸۸
'اسم' سے مُراد تجلّی الٰہی ہے	..	۷۹
انسان کا تعلق تجلّی الٰہی سے کیوں ضروری ہے؟ ..	..	۷۹
قرآن کا 'نظامِ نَو'	..	۷۹
کام کرنے کے دو اُصُول	..	۸۰
قرآنِ حکیم کی انقلابی تعلیم کی خصوصیّت	..	۸۰
کائنات کا ترقی یافتہ مادّی حصّہ	..	۸۱
عالمِ مثال	..	۸۲
قرآنی اصولِ انقلاب کے عملی فائدے	..	۸۲
قرآن کے انقلابی نظریّے کی ضرورت	..	۸۳
انقلاب کی جولانگاہ ــــ عرب کے مشرق و مغرب میں	..	۸۵
قرآن کا منشا : مصنوعی "خداؤں" کا خاتمہ	..	۸۶
مخالفوں کی مخالفت پر صبر کرو	..	۸۷
تیاری سے پہلے اقدام مضرّ ہوتا ہے	..	۸۸

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۸۹تا۱۰۰	**سرمایہ پرستوں سے باز پُرس**
۹۱	مکذّبین کسریٰ وقیصر ہیں .. ..
۹۱	سرمایہ پرستوں سے باز پُرس ہوگی .. ..
۹۱	حضرت مسیحؑ کا ارشاد سرمایہ پرستوں کے بارے میں .. ..
۹۳	حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا فرمان سرمایہ پرستوں کے بارے میں
۹۵	باز پُرس کیوں ہوگی؟ .. ..
۹۵	افرادِ انسانی اور 'انسانِ کبیر' کا تعلّق .. .. ..
۹۷	صالحیّت کا معیار مساکین کی خدمت ہے .. .. ..
۹۸	انقلاب اور قیامتِ کبریٰ
۹۸	کھانے پینے کے نظام کی اہمیّت .. ..
۹۹	فارغ البال ظالم لوگوں کو سزا .. ..
۱۰۱تا۱۱۳	**انقلاب کی منزلِ اوّل ــــ قومی انقلاب**
۱۰۳	قومی انقلاب کی دعوت .. ..
۱۰۳	نبی اکرم صلعم کی دو حیثیتیں .. ..
۱۰۵	حضرتِ موسیٰؑ کی مثال .. ..
۱۰۶	فرعونی ملوکیّت کا خاتمہ .. ..
۱۰۷	نظرِ بازگشت .. ..
	چھٹی صدی کے فراعنہ ــــ کسریٰ وقیصر .. ..

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اِنقلاب کے لئے تدبیر الٰہی کے طریقے	۱۰۹
کسریٰ و قیصر اور ان کے تتبع میں قریش کو انذار	۱۱۰
اس پیشین گوئی کی تصدیق	۱۱۰
اِنقلاب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت	۱۱۱
قرآن تنبیہ کرتا ہے	۱۱۲
اب کون بچے گا؟	۱۱۳
اِنقلاب کی منزلِ دُوم ——— بینُ الاَقوامی اِنقلاب	۱۱۷تا۱۲۸
دوسرے رکوع کی تمہید	۱۱۸
قیامِ شب کا حکم دائمی نہ تھا	۱۱۸
ترمیمِ حکم کے دُوسرے اسباب : (۱) مرض (۲) سفر (۳) قتال	۱۱۸
ایک اہم نکتہ : قرآن کی تعلیم کے انقلابی ہونے کا ثبوت	۱۲۰
عدمِ تشدّد طبعی اصول نہیں	۱۲۱
نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مکّی اور مدنی زندگی : ایک شبہے کا ازالہ	۱۲۲
نماز اور زکوٰۃ کا دائمی قانون	۱۲۵
سرمایہ محدود کرنے کا قانون	۱۲۶
انفرادی اور اجتماعی مفادات کا تلازُم	۱۲۷
بین الاقوامی کام زیادہ شاندار کام ہے	۱۲۷
قیامِ ضبط کی ضرورت	۱۲۸
خلاصۃ الکلام	۱۲۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
تفسیر سُورۂ مُدّثّر	۱۳۳تا۲۰۸
بَینُ الاَقوامی اِنقلاب کے اُصُول	۱۳۷تا۱۶۴
سُورۂ مزّمّل کے ساتھ ربط	۱۳۷
سُورۂ مدّثّر کا مضمون	۱۳۸
مُدّثّر کے معنی	۱۳۹
نبی اکرم صلعم کی سیرتِ مبارکہ کا ایک نکتہ	۱۳۹
اِسلام کا جامع انقلاب	۱۴۱
انقلاب میں اشاعت کی ضرورت	۱۴۲
اِنقلاب کا اُصُولِ اوّلیں : انسانی قانون سے بغاوت	۱۴۳
قرآنی سیاسیات کی تشریح	۱۴۴
نبی اکرم صلعم کے لئے مشورہ واجب تھا	۱۴۵
حضرت علیؓ کا نظریّہ	۱۴۵
حضرت عمرؓ کا نظریّہ	۱۴۶
خُضوع یا اِخبات اِلی اللہ	۱۴۷
اس جذبے کا نفسیاتی تجزیہ	۱۴۷
لباس کی پاکیزگی	۱۴۸
اِس کا نتیجہ	۱۴۸
نفسیاتی نجاستوں سے اجتناب	۱۴۸
اس کا نتیجہ	۱۴۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اِنقلاب کی دوسری مدّ	۱۴۹
باطنی پاکیزگی	۱۴۹
انقلاب کی تیسری مدّ	۱۵۰
انتفاع کا امتناع	۱۵۱
انقلاب کا بنیادی اُصول	۱۵۱
سرمایہ پرستارانہ نظام کی بربادی کے اسباب — امام ولی اللہ دہلوی کے نظریات	۱۵۲
(۱) ناحق مال بٹورنا	۱۵۳
(۲) گراں بار ٹیکس	۱۵۳
کسریٰ و قیصر کی تباہی کی مثال	۱۵۴
ایرانیوں اور رومیوں کی عیّاشی	۱۵۶
اٹھارویں صدی کی دِلّی کی حالت	۱۵۷
ٹیکسوں کی بھرمار	۱۵۸
عوام کی حالت	۱۵۸
انسانی معاشرے پر اقتصادی بدحالی کا اثر	۱۵۹
بیکاری کی مصیبت	۱۵۹
اِنقلاب کے لئے استقامت کی ضرورت	۱۶۰
خلاصہ	۱۶۱
قرآن کے انذار کا نتیجہ	۱۶۱

Marfat.com

مضمون	صفحہ
قیامت اور انقلاب	۱۶۲
بین الاقوامی پروگرام کے مخالفین	۱۶۵ تا ۱۸۰
سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا تجزیہ	۱۶۷
سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا انجام	۱۶۹
مخالفانہ جانچ پڑتال	۱۷۰
مخالفانہ پروپیگنڈہ	۱۷۲
ارتجاع کا انجام	۱۷۳
جہنّم کی حقیقت	۱۷۴
ایک نفسیاتی نکتہ	۱۷۵
قرآن بین الاقوامی یاد دہانی ہے	۱۸۰
آگے بڑھنے کی دعوت	۱۸۱ تا ۱۸۸
ارتجاع غالب نہیں آسکتا	۱۸۳
انقلاب کی پہلی منزل — عرب پر قبضہ	۱۸۳
بین الاقوامی منزل	۱۸۳
مخالفین کو جنگ میں سزا ملے گی	۱۸۴
نبی اکرم صلعم کا اعلان	۱۸۵
انقلاب میں آگے بڑھو	۱۸۶
پیچھے رہنے والے برباد کر دیے جائیں گے	۱۸۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
انسان کے اعمال کس طرح محفوظ رہتے ہیں: امام ولی اللہ کا نظریہ	۱۸۷
انقلاب کے پیشرو	۱۸۸
بین الاقوامی پروگرام کی تفصیل	۱۸۹ تا ۲۰۰
ارتجاع کا نفسیاتی تجزیہ	۱۹۱
(۱) تعلق باللہ کی ضرورت	۱۹۱
(۲) مساکین کی تنظیم کی ضرورت	۱۹۳
بیکار مباحثے	۱۹۳
(۳) اعمال کی ذمہ داری سے انکار	۱۹۴
دوبارہ انذار	۱۹۴
انقلاب کی تمثیل	۱۹۵
نزاع پیدا نہیں ہونے دیا جائے گا	۱۹۶
انقلاب سوسائٹی کے اندر سے پیدا ہوتا ہے	۱۹۸
قرآنی انقلاب کے تجربے کی دعوت	۱۹۸
یہ انقلاب عدل قائم کرے گا	۱۹۸
خلاصۃ الکلام	۲۰۱
نظرِ بازگشت: مُزّمّل اور مُدّثّر کا تقابل	۲۰۳

Marfat.com

إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ ﴿١٩٦﴾

مقدمہ

بے شک میرا پروردگار وہ ہے جس نے انسان کے نوعی تقاضوں کے مطابق یہ ضابطۂ حیات (القرآن حکیم)
اُتارا اور وہی صالحین کی جماعت کو (اس خدمت کے لئے) اپنا دوست بناتا ہے اور بناتا رہے گا

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کائنات میں تغیّر و تبدّل اور کشمکش کا سلسلہ اس قدر ہمہ گیر ہے کہ اس کا کوئی گوشہ اس سے بچا ہوا نہیں ہے۔ بے جان مادّے کے طبعی تغیّرات سے لے کر حیوانات کی جہد للبقاء (Struggle for Existence) تک ہر جگہ یہ سلسلۂ تغیّرات کارفرما نظر آتا ہے۔ حیوانات میں جوں جوں شعور بڑھتا جاتا ہے کشمکش حیات پیچیدہ سے پیچیدہ تر صورت اختیار کرتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نوعِ انسان میں یہ معمولی تنازع للحیات سے بڑھ کر جہاد فی سبیل اللہ یعنی اصولوں کی خاطر جنگ کی منزل پر پہنچ چکی ہے۔

انسانی معاشرہ (سوسائٹی) میں ایک طبقہ دوسرے طبقے پر غلبہ پا کر مغلوب طبقے سے ناجائز انتفاع (Exploitation) شروع کر دیتا ہے تو مغلوب طبقہ کمزور ہونے کے باعث غالب طبقے کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور دبتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حد آجاتی ہے جس سے آگے وہ دب نہیں سکتا۔ اس وقت وہ طبقۂ بالادست کے خلاف جدوجہد کرنے لگتا ہے۔

یہ جدوجہد دو صورتیں اختیار کرتی ہے:۔

(۱) ارتقائی جدوجہد:۔ اس میں غلط کار طبقے کی اصلاح کی کوشش صرف وعظ و نصیحت سے کی جاتی ہے اور مغلوب طبقے میں بھی احساس عمل اس

Marfat.com

طریق سے پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر اس وعظ و نصیحت کے پیچھے کوئی طاقت نہ ہو تو وہ بالکل بے نتیجہ رہتی ہے اور اگر برسر اقتدار جماعت مخالفانہ نشر و اشاعت (Counter-propaganda) شروع کر دے تو پھر اس تبدیلی چاہنے والی جماعت کی کامیابی معلوم!

(۲) انقلاب - اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے۔ کہ خرابی پیدا کرنے والی مقتدر جماعت کے خلاف کوئی صاحب فکر، دعوت و تبلیغ شروع کرتا ہے۔ اور وہ اپنے گرد ایسی جماعت پیدا کر لیتا ہے۔ جو اپنے نصب العین پر اپنا سب کچھ ـــ جان و مال، عزیز و اقارب، اور اپنی ہر محبوب شے ـــ قربان کرنے کو تیار ہوتی ہے۔ یہ جماعت صاحب اقتدار جماعت سے وہ آلۂ اقتدار چھیننے کی کوشش کرتی ہے جس کے بل بوتے پر وہ کمزور جماعت سے انتفاع کر رہی تھی۔ یہ طریق کار اکثر اوقات تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اس انقلابی طریق کار کے تین ضروری جز ہیں :-

(۱) نصب العین (Ideal)

(۲) جماعت (Party)

(۳) لائحہ عمل (Programme)

نصب العین سے مراد یہ ہے۔ کہ کوئی جماعت اپنے سامنے سوسائٹی میں ایک غلط نظام پاتی ہے۔ وہ جماعت اسے برباد کر کے اس کی جگہ صحیح نظام لانا چاہتی ہے تو یہ تخریب اور اسکی جگہ صالح نظام کے قیام کا ارادہ اس کا نصب العین کہلاتا ہے

Marfat.com

گفت رومی ہر بناء کہنہ کآباداں کنند
می ندانی اوّل آں بنیاد را ویراں کنند

جماعت سے مراد یہ ہے کہ چند لوگ جو ہم فکر ہیں وہ اپنے فکر کے مطابق عمل کرنے پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی اونچ نیچ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے نصب العین کو جانتے ہیں اور اس کی خاطر ہر خطرہ برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ وہ ایک جسم کی طرح کام کرتے ہیں۔ اس حیثیت میں وہ جماعت کہلاتے ہیں۔

لائحہ عمل یا پروگریم سے مراد یہ ہے کہ وہ جماعت جس کا نصب العین معیّن ہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایک طریق کار سوچتی ہے۔ اس پر خوب اچھی طرح غور و فکر کرتی ہے اور آخر کار سب افراد اسے تسلیم کر کے اس پر گامزن ہونا قبول کر لیتے ہیں۔

جب تک کسی جماعت میں یہ تینوں اجزا نہ پائے جائیں وہ انقلابی نہیں کہلا سکتی۔ اس جماعت کا فکر شروع سے آخر تک ایک ہی رہتا ہے۔ البتہ طریق عمل یا لائحہ عمل حسب ضرورت بدل سکتا ہے۔

چونکہ صاحب اقتدار جماعت لڑے بھڑے بغیر اپنا اقتدار چھوڑ نہیں سکتی۔ اس لئے انقلاب میں عموماً جنگ ناگزیر ہوتی ہے۔ اس لئے انقلابی جماعت جنگ کو بطور ایک ضرورت کے جائز سمجھتی ہے مگر لڑنے اور نہ لڑنے کا فیصلہ حالات کے مطابق کرتی ہے۔ ابتدا میں وہ خاموشی کے ساتھ کام کرتی ہے۔ اور رائے عامہ کو اپنے ساتھ ملاتی ہے۔ یہاں تک کہ زمام اقتدار سنبھالنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اس تیاری کے زمانے میں وہ مخالف کی

Marfat.com

طرف سے ہر قسم کے اشتعال کے باوجود وہ کھلم کھلا لڑائی سے پرہیز کرتی ہے اور بطریق احسن طرح دی جاتی ہے۔ اور سب حملوں کو نہایت استقامت اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہے۔ اس کے ارکان کو اپنے نصب العین کا پورا پورا علم ہوتا ہے۔ اور سب میں وحدۃِ فکری ہوتی ہے۔ اس لئے دشمن کا پروپیگنڈہ یعنی "فکری حملہ" ان کو گمراہ نہیں کر سکتا۔ ان کی وحدۃِ فکری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان میں وحدۃ عملی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے نفع و نقصان کو مشترک سمجھتے ہیں۔ اس لئے دشمن کا "اقتصادی حملہ" بھی انہیں منتشر نہیں کر سکتا۔

اگر قرآن حکیم کی تعلیمات پر مجموعی حیثیت سے نظر ڈالی جائے تو وہ بالکل انقلابی نظر آتی ہیں۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عمل بالکل قرآنی انقلاب کی عملی تفسیر معلوم ہوتا ہے

پہلے نصب العین کو لیجئے۔

قرآن حکیم میں جا بجا اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کی دعوت دی گئی ہے۔

ہم نے یہاں لفظ جہاد چھوڑ کر عمداً انقلاب کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جہاد کے لئے جس نظام کی ضرورت ہے۔ اس سے ہم محروم ہو چکے ہیں لفظ جہاد میسر نہ رہنے کی حالت میں لفظ انقلاب سے بڑھ کر عوام کے لئے کوئی معنی خیز لفظ موجود نہیں ہے۔ جو ہم استعمال کر سکیں۔ اگر ہم انقلاب کے تخیّل کو اپنا لیں اور ہندوستان کے اندر اسے کامیاب بنا لیں تو ہم اس سے اگلی منزل کی تیاری کر سکتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں اس کے بغیر آگے بڑھنے کا اس وقت کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ انقلاب کو کامیاب بنانے کا واحد ذریعہ ہمارے نزدیک درجہ نو آبادی کا حصول ہے۔

Marfat.com

یہ ایمان کیا چیز ہے؟ کسی بات کو نصب العین بنا کر اسے اپنا نا کہ اس پر پورے اطمینان اور انشراح قلب کے ساتھ اپنا سب کچھ قربان کیا جا سکے ایمان ہے۔ اس ایمان کے مرکز میں قرآن حکیم کو لے آیئے تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی مقدس جماعت کا عمل بالکل انقلابی نظر آئے گا۔ چنانچہ قرآن حکیم فرماتا ہے۔ کہ هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین ——— صحیح اور پائدار قانون ——— دے کر محض اس لئے بھیجا ہے کہ وہ اسے تمام مجموعہ ہائے قوانین پر غالب کر دیں) اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی زندگی پر نظر ڈالیں تو بے شک و شبہ نظر آتا ہے کہ انہوں نے قرآن حکیم کو اپنا نصب العین بنایا اور اپنا سب کچھ اس پر قربان کر دیا۔

اس کے بعد جماعت کو لیجئے:۔

صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی ایک خاص تعداد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شروع سے آخر تک کام میں شریک رہی۔ قرآن حکیم میں ان کا ذکر عموماً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ آتا ہے۔ چنانچہ سورۂ فتح میں ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی) اور سورۂ توبہ میں ہے کہ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ شریک

ایمان ہیں) یہ وہ لوگ ہیں جن کو اس آیت میں معین کیا گیا ہے :-

السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ (یعنی مہاجرین اور انصار میں سے پہلے ایمان لانیوالے لوگ اور وہ لوگ جو اُن کی اچھی طرح پیروی کریں)

اس آیت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی جماعت کے دو حصّے کئے گئے ہیں :-

(۱) وہ لوگ جو مہاجرین اور انصار میں سے پہلے ایمان لائے۔ ان کو حِزبُ اللہ قرار دیا گیا ہے۔

(۲) وہ لوگ جو ان کی پوری پوری طرح پیروی کریں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قیامت تک رسول اللہ صلعم اور آپ کی پہلی جماعت کی پیروی کرتے رہیں گے

اب پروگریم لیجئے :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ حزب اللہ کہلاتا تھا۔ اس کا پروگریم وہی ہے جو قرآن حکیم نے دیا تھا۔ یہ جماعت اپنے فیصلے قرآنِ حکیم اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریحات کے مطابق کرتی رہی۔ ان کے بعد جو لوگ ان کی پیروی پوری پوری طرح کرینگے (مُتّبِعین باحسان) وہ بھی قرآن حکیم اور تشریحات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مطابق فیصلے کریں گے اور جہاں نئے حالات میں نئی صورتیں پیدا ہوں وہ اپنے متفق علیہ یا اغلبیّت کے فیصلوں سے کام لیں گے۔ امیر اس جماعت میں سے ہوگا۔ اور وہ اپنے رفقاء کے مشورے سے کام کریگا۔

18886

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کی شہادت تک کے زمانے میں جسے امام الائمہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ خیر القرونؐ[1] قرار دیتے ہیں اسی طرز پر کام ہوتا رہا۔ اور اس سے سرِ مو تجاوز نہیں ہوا۔ اس کے بعد اختلافات کا ظہور ہونے لگا۔ اس لئے حضرت امام کے نزدیک صرف حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت تک کا زمانہ قابلِ سند ہے۔

قرآنِ حکیم کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ تو سارا قرآن ان انقلابی اصولوں پر صحیح اُترتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اسے پہلے پہل دُنیا سے روشناس کرایا۔ اُنہوں نے اسے انقلابی رنگ ہی میں پیش کیا نہ کہ ارتقائی رنگ میں۔ صفحات مابعد میں سورۂ مُزّمّل اور سورۂ مدّثر کی جو تشریح کی گئی ہے وہ انہی اصولوں پر کی گئی ہے (الخطا منی والصواب من عند اللہ)

قرآنِ حکیم نے جو انقلاب پیدا کیا وہ حقیقت میں کسریٰ ایران اور قیصرِ روم[2] کے خلاف تھا

---

[1] شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ "قرنِ اوّل زمانِ آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات و قرنِ ثانی زمانِ شیخین و قرنِ ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پدید آمد و فتنہا ظاہر گردید" (ازالۃ الخفا حصہ ۱ صہ ۱۲۱) (یعنی قرنِ اوّل سے مراد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک ہے جو ہجرت سے وفات تک ہے اور قرنِ دوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ ہے اور قرنِ سوم سے مراد حضرت عثمانؓ کا عہد ہے۔ اس کے بعد اختلافات اور فتنوں کا ظہور ہو گیا)

[2] شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ: لاجرم داعیۂ ظہورِ دینِ حق و قصدِ انتقام از کفرہ فجرہ برہم زدنِ دولتِ کسریٰ و قیصر را آشیانہ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیانِ موجودہ در شہر آنہا برہم خوردہ باشد (ازالۃ الخفا صہ ۴۶) (یعنی لامحالہ دین کے ظہور اور قانون شکن کفار سے انتقام کے عزم سے مراد کسریٰ و قیصر کی حکومت کی تباہی تھی۔ کہ یہ دونوں حکومتیں تباہ ہو جائیں گی تو موجودہ دینوں میں سے بڑے دین خود بخود تباہ ہو جائیں گے)

Marfat.com

اس وقت کی مہذب دُنیا کا بہت بڑا حصّہ ان دونوں حکومتوں کے ماتحت آچکا تھا چنانچہ کسریٰ ایران کی حکومت مشرق میں سرحد ہندوستان تک پہنچ چکی تھی اور قیصر روم کی حکومت مغرب میں انتہائے مراکش تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس عظیم الشان خطے میں انسانوں کی بہت وسیع آبادی موجود تھی۔ لیکن وہ انسانیت کے حقوق سے محروم کردی گئی تھی۔ امیروں۔ جاگیرداروں اور شاہی خاندانوں نے مل کر کسانوں تاجروں اور پیشہ ور لوگوں کو اس بُری طرح لوٹنا کھسوٹنا شروع کر رکھا تھا کہ وہ بیچارے گدھوں اور بیلوں کی حالت تک پہنچ گئے تھے جن کو صرف اس لئے زندہ رکھا جاتا ہے کہ انسان کے کام آتے ہیں۔ سیاسی گروہ کے ساتھ علمی اور مذہبی گروہ نے بھی گویا "سازش" کر رکھی تھی۔ اور یہ آخرالذکر گروہ عوام کو اپنے حال پر مطمئن رکھنے کے لئے مذہب سے تلقین بہم پہنچاتا تھا اور اس کام کی اُجرت کے طور پر سیاسی گروہ کی لوٹ کھسوٹ میں سے حصّہ پاتا تھا۔ بیچارے عوام چکّی کے ان دو پاٹوں ——— اقتصادی سرمایہ داری اور علمی سرمایہ داری ——— کے بیچ میں پس کر رہ گئے تھے۔ امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی رح نے ان کی حالت کا دردناک نقشہ حجۃ اللہ البالغہ میں کھینچا ہے۔ وہ چشم عبرت بیں کے لئے دیدہ کشا ہے۔

ان حالات کا تجربہ اُس زمانے میں مکّے کی زندگی میں وہاں کے فارغ البال لوگوں نے پیدا کر رکھا تھا۔ یہاں بھی رؤسا کا ایک طبقہ تھا۔ جس نے عوام الناس کو اقتصادی لحاظ سے اور "پروہتوں" کے گروہ نے

Marfat.com

ذہنی لحاظ سے غلام بنا رکھا تھا۔

دُنیا کی یہ حالت تھی جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔ قرآن حکیم اس حالت کا نقشہ ان بلیغ الفاظ میں کھینچتا ہے:-

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

(الروم : ۴۱) (لوگوں کے کرتوت کی وجہ سے خشکی و تری میں فساد برپا ہو چکا تھا) اس کے متعلق امام ولی اللہ فرماتے ہیں۔ کہ :-

فلما عظمت هذه المصيبة واشتد هذا المرض سخط عليهم الله والملئكة المقربون وكان رضاه تعالى في معالجة هذا المرض بقطع مادته

(حجة الله البالغة جلد اول صـ۱۰۶)

(یعنی جب یہ مصیبت یعنی اقتصادی لوٹ کھسوٹ حد کو پہنچ گئی اور مرض نے شدت پکڑی تو خدا تعالےٰ اور اس کے مقرب فرشتے سخت ناراض ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی حکمت اور مشیت نے فیصلہ کیا۔ کہ اب اس میں اصلاح حال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے اس مرض سے انسانیت کو نجات دلانے کے لئے اس کا مادہ ——— کسریٰ اور قیصر کی حکومت ——— ہی جسم انسانیت سے کاٹ کر پھینک دی جائے)

اس انقلاب عظیم کے برپا کرنے کے لئے

بعث نبیاً امیاً صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لم یخالط

Marfat.com

العجم والروم ولم یترسم برسوم وجعله میزاناً یعرف به الهدی الصالح المرضی عند اللہ من غیر المرضی ...... وقضی بزوال دولتهم بدولته وریاستهم بریاسته بانه هلك کسریٰ فلا کسریٰ بعدهٗ وهلك قیصر فلا قیصر بعدهٗ

(ایضاً)

اللہ تعالےٰ نے اس نبی کو مبعوث فرمایا جو ان پڑھ تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جو ایرانی اور رومی رسم و رواج سے آزاد تھا۔ اسے اللہ تعالےٰ نے ہدایت صالح کے لئے جو خدا تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے معیار مقرر کیا۔ تاکہ اسے دیکھ کر نا پسندیدہ کا علم ہو...... اور فیصلہ کیا کہ اس نبیؐ کی حکومت کے ذریعے سے کسریٰ و قیصر کی کی حکومتوں کو اور اس کی لیڈرشپ کے ذریعے سے ان کی لیڈرشپ کو ختم کر دیا جائے تاکہ کسریٰ و قیصر فنا ہو جائیں اور پھر ان کی کسرویت و قیصریت نہ رہے)

آج یورپ میں اور اس کے سیاسی اور فکری محکوم ملکوں میں چند بالائی طبقوں کی مالی بلندی اور عوام کی معاشی پستی کی جو حالت ہے اور اس کے نتیجے کے طور پر اخروی زندگی سے جو "بے نیازی" اور غفلت ہے وہ رومی اور ایرانی حکومتوں کے بالکل مشابہ ہے۔ اور ان بالائی طبقوں کی ذہنیت اور عوام سے انتفاع کے اصول وہی ہیں جو ان دو حکومتوں میں

Marfat.com

تھے۔ امام ولی اللہ دہلویؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ وَمَا تراہُ مِن ملوکِ بلادِكَ یغنیكَ عن حکایاتھم (یعنی تمہارے اپنے ملک کے امراء اور حکام کی جو حالت ہے اسے دیکھ لو تو تمہیں دوسرے ملکوں کے امراء اور حکام کی حالت دیکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی) یہ فقرہ آج بھی اتنا ہی صحیح ہے جتنا امام ولی اللہ دہلویؒ کے زمانے میں تھا۔ آج بھی ہندوستان کی وہی حالت ہے کہ ایک طرف ایک چھوٹا سا سرمایہ دار اور سرمایہ پرست طبقہ ہے جس کی آمدنی ہزاروں سے لے کر کروڑوں تک ہے۔ دوسری طرف وسیع مفلس طبقہ ہے۔ جس کی آمدنی صرف چند آنے ماہانہ ہے۔ طبقہ بالادست نے زیردست طبقے کو قابو میں کیا ہوا ہے۔ اور زیردست طبقہ اپنے انسانی حقوق کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی طاقت رکھنا تو ایک طرف یہ سمجھنے کی استعداد بھی نہیں رکھتا کہ اس کے انسانی حقوق کیا ہیں اور اس کے فرائض کیا ہیں۔ قرآن حکیم نے آکر بتایا۔ کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ بلا امتیاز سب انسانوں کے لئے ہے۔ (خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا) (جو کچھ زمین میں ہے وہ سب تم سب کے لئے ہے) انسانوں کے کسی خاص طبقے کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص کو اس میں سے اس کی ضرورت کے مطابق حصّہ ملنا چاہئے۔ جو لوگ ذرائع پیداوار پر قبضہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور محتاجوں کو انکی ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہیں دیتے۔ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے۔ وہ جانتے نہیں کہ اللہ کی نعمتوں کو ٹھیک طور پر استعمال کر کے کس بلند درجے پر پہنچ سکتے ہیں اور اب ٹھیک طرح استعمال نہ کر کے

Marfat.com

کس گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ سوسائٹی کے ایک بڑے حصے کی ضروریات سے انسان کس طرح اندھا ہو جاتا ہے اور پھر اس غفلت سے کس قدر نقصان اٹھاتا ہے!

اگلے صفحات میں جن دو سورتوں کی تشریح کی گئی ہے۔ ان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فارغ البال لوگوں کا فرض ہے کہ وہ کھانے پینے کے معاملے میں اپنے محتاج بھائیوں کی خبر گیری کریں لیکن کسی محتاج کو چند لقمے دے کر اس کا پیٹ بھر دینا خبر گیری میں داخل نہیں ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو لکڑیاں بیچ کر خود کمانا سکھایا۔ یہ ہے اصل میں محتاجوں کی خبر گیری کرنا۔ آج کل ہماری سوسائٹی میں جس ذلیل طریق سے محتاجوں کو ٹکڑے دیا جاتا ہے۔ یہ ان کو تباہ کرنے کا بدترین ذریعہ ہے۔ ضرورت ہے کہ محتاجوں کی خبر گیری کے لئے جابجا منظم محتاج خانے ہوں۔ جہاں محتاجوں کو اس طرح کھلایا پلایا جائے کہ ان کی انسانیت کو صدمہ نہ پہنچے۔ اور جو لوگ کام کر سکتے ہیں ان کے لئے کام بہم پہنچایا جائے۔ یا ضرورت ہو تو ان کے لئے آلات کار بہم پہنچائے جائیں۔ یہ ہے ان کی خبر گیری۔

اس انقلاب کے لئے قرآن حکیم مساکین کی اجتماعی تنظیم کا پروگرام پیش کرتا ہے۔

قرآن حکیم کمزور انسانی افراد کو انسانی اجتماع میں یہ حقوق کیوں دیتا ہے؟ یعنی وہ مرفہ الحال لوگوں کو کیوں مجبور کرتا ہے کہ اپنی کمائی میں سے ایک

Marfat.com

حصہ ۵ محتاجوں اور مسکینوں کے لئے ضرور نکالیں جو ان کا حق قرار دیا گیا ہے؟ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے فردِ انسانی کی ساخت کچھ ایسی رکھی ہے کہ وہ اجتماع ہی میں آگے بڑھ سکتا ہے۔ انفرادی زندگی میں اسے اپنی پوشیدہ قوتوں کو بروئے کار لانے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اور وہ جامد (Atrophied) ہو کر رہ جاتا ہے۔ فرد کی حالت انجماد کا اثر اجتماع انسانی کے دوسرے افراد پر خود بخود پڑتا رہتا ہے۔ اس لئے اجتماع کو ان مضر اثرات سے بچانے کے لئے افراد کی خبرگیری ضروری ہے۔ جو اجتماع محتاجوں کی خبرگیری نہیں کرتا وہ توڑ دینے کے قابل ہے۔ اصل میں اس کا نام " اجتماع " رکھنا ہی ظلم ہے۔ اجتماع فقط افراد کی خبرگیری کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ افراد کی خبرگیری نہیں کرتا تو وہ برباد کر دیئے جانے کے لائق ہے۔

محتاجوں کی خبرگیری کے لئے قرآن حکیم نے زکوٰۃ مقرر کی ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ کا موجودہ نصاب اس زمانے میں مقرر ہوا تھا جب بیت المال عام لوگوں کی خبرگیری کرنے پر قادر تھا۔ اگر مسلمانوں کی زکوٰۃ کی آمدنی افراد کی خبرگیری کے لئے ناکافی ہو تو ہر ایک سرمایہ دار کا سارے کا سارا سرمایہ لے کر اس کام میں صرف کیا جا سکتا ہے۔

افراد کو اجتماع میں رکھ کر قرآن حکیم ان کے اندر بعض

---

۵ وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (یہ اس شخص کا حق ہے جس کی حالت سوال تک پہنچ جائے۔ اور جو اسباب معاش سے محروم ہو گیا ہو) (الذاریات: ۱۹)

Marfat.com

اخلاق کی تکمیل کرنی چاہتا ہے۔ ان اخلاق کی تکمیل سے انسان کے نفس کے اندر ایسی کیفیات جمع ہو جاتی ہیں، جن کا مجموعہ (Sum total) انسانی معاشرے (Society) کو بلند کر دیتا ہے۔ اور یہی کیفیات اس کے مرنے کے بعد کی زندگی میں اس کے لئے مفید ثابت ہوتی ہیں۔

امام ولی اللہؒ انسان کی زندگی کو ایک اکائی مانتے ہیں جس کا ایک حصہ اس دنیاوی زندگی میں گزارا جاتا ہے اور دوسرا حصہ اسی سے پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے اوپر بھی ترقی جاری رہتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی سوسائٹی میں رہتا ہوا اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کے جو اثرات اپنے نفس کے اندر جمع کرتا ہے۔ وہی اگلی زندگی میں جا کر اس کے لئے جنت کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ اور وہ اعمال بد اور اخلاق رذیلہ کے جو اثرات جمع کر لیتا ہے وہ اس کے لئے جہنم کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں۔ پس قرآنی انقلاب کا منشا صرف یہ ہے کہ معاشرہ انسانی میں اچھے اخلاق کی حکومت ہو۔ یعنی وہ جماعت حکمرانی کرے جو قرآن کے تجویز کردہ مذکورہ بالا اخلاق لوگوں میں پیدا کرے۔ قرآن حکیم یہ اخلاق خارج سے انسانوں کے سر تھوپتا نہیں۔ بلکہ یہ اخلاق خود فطرت انسانی

ے امام الائمہ امام ولی اللہ کے نزدیک قرآن جن اخلاق کی تکمیل چاہتا ہے وہ چار اساسی اخلاق ہیں یعنی (۱) اخبات (۲) طہارت (۳) سماحت (۴) عدالت۔ ان کی تفصیل کے لئے ان کے رسالہ ہمعات (شائع کردہ بیت الحکمت لاہور) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ان کا اجمالی ذکر سورۃ مدثر میں بھی کیا گیا ہے۔

Marfat.com

کے تقاضے ہیں۔ جن کو اسے سوسائٹی میں رہ کر پایۂ تکمیل کو پہنچانا چاہیے۔ قرآن حکیم ان اخلاق کے لئے مشق کے طریقے بھی تجویز کرتا ہے اور مواقع بھی بہم پہنچاتا ہے۔ جو جماعت یہ اخلاق اپنے اندر پیدا کرے گی وہ بدنی اخلاقی اور عملی طہارت کو اپنا شعار بنائے گی۔ وہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرے گی۔ اور اسباب کو استعمال کرتی ہوئی بھی صرف خدا پر بھروسہ کریگی۔ اور اس کام سے وہ کوئی ذاتی نفع جوئی نہیں کریگی بلکہ اسکا مطمح نظر صرف خدمت خلق محتاجوں کی خدمت ہو گا۔ کیونکہ یہ خوشنودی خدا کا موجب ہے۔ اس غرض کے حصول کے لئے وہ ایسا عدل قائم کرے گی۔ جو سوسائٹی کے کسی خاص طبقے کو فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ سب طبقات کی ضرورتیں پوری کرنے کا کفیل ہو گا۔ چنانچہ وہ ذی استطاعت لوگوں پر حسب ضرورت ٹیکس لگائیگی اور اس طرح جو آمدنی ہوگی وہ مساکین اور غربا میں تقسیم کرے گی۔

یہ قرآنی انقلابی جماعت جب برسر اقتدار آئے گی تو وہ یقیناً ان لوگوں سے بازپرس کرے گی جو عدالت کی راہ میں حائل ہوں گے۔ یا جو طہارت اور دیگر اخلاقِ فاضلہ کی خلاف ورزی کریں گے۔ اور عوام کو خدا تعالےٰ کی طرف جانے والے چھوٹے سے چھوٹے راستے —— صراطِ مستقیم —— سے روکیں گے۔ یہ جماعت ہر ملک میں پہلے قومی پیمانے پر کام کرے گی لیکن انسانیت کے اصولوں کو پیش نظر رکھے گی۔ اور بین الاقوامی خلافت کے مقام پر پہنچ کر بھی کسی خاص قوم یا طبقے کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر کام نہ کریگی۔ بلکہ تمام نوع انسان کی انسانی

Marfat.com

ضرورتوں کے مطابق حکم کرے گی۔ اس جماعت کی پیدا کردہ قومیتیں صحیح بین الاقوامی اجتماع پیدا کرنے کا باعث بنیں گی۔

یہ ہے وہ بین الاقوامی انقلاب جو قرآن حکیم پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی مدعا ہے اس دعا کا جو ہر انسان کو مانگنی چاہیئے۔ کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (ہم کو بین الاقوامی انصاف کرنے والوں کا لیڈر بنا)

قرآن حکیم نے جس بین الاقوامی انقلاب کی طرح ڈالی اس سے پہلے سینکڑوں قومی انقلابات ہر ملک اور ہر قوم میں آئے۔ لیکن قرآن حکیم جس نوعیت کا جامع انقلاب لانا چاہتا ہے۔ اس نوعیت کا انقلاب اب تک رونما نہ ہوا تھا۔ اس لئے اس کی نوعیت کو سمجھنا آسان نہ تھا۔ اگر قرآن حکیم کسی خاص ملک یا قوم کے مقامی انقلاب کو عنوان بنا کر اپنے بین الاقوامی انقلاب کا تصوّر دلاتا تو اس بین الاقوامی انقلاب کے خدوخال پوری طرح ذہن نشین نہ ہو سکتے۔ کیونکہ ایک قوم کے قومی انقلاب کو صرف وہی قوم سمجھ سکتی ہے۔ جس میں وہ انقلاب آیا۔ دوسری قومیں اسے نہیں سمجھ سکتیں اور نہ اس سے عبرت حاصل کر سکتی ہیں۔

ان حالات میں قرآن کے لئے ضروری تھا کہ اپنے بین الاقوامی انقلاب کو روشناس کرانے کے لئے کسی ایسے فکر کو عنوان بناتا جو تمام اقوام میں معروف ہوتا۔ وہ قیامت کا فکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک روز یہ کائنات منتشر ہو جائیگی اس کے بعد خداوند تعالیٰ تمام انسانوں سے ان کے اعمال کی باز پرس کرے گا۔ یہ فکر بادنٰے تبدیلی تمام اقوام عالم

Marfat.com

میں مسلّم ہے اور مسلّم رہا ہے چنانچہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے تک یہودیوں اور عیسائیوں کی بدولت یہ فکر مہذب دُنیا کے ایک بہت بڑے طبقے میں روشناس ہو چکا تھا۔ پھر ہندوؤں میں بھی پرلے کا مسئلہ اس فکر کے قریب قریب موجود ہے۔ اور اسی طرح تمام دیگر اقوام میں یہ فکر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ قرآن نے اپنے بین الاقوامی انقلاب کو روشناس کرانے کے لئے اسی فکر کو ذریعہ بنایا۔ اس طرح قرآن حکیم یہ کہنا چاہتا ہے کہ جس طرح نوع انسان پر ایک دن آنے والا ہے جب اس کے افراد سے اس بارے میں باز پرس کی جائے گی کہ طاقتوروں نے کمزوروں کے حقوق کہاں تک ادا کئے۔ اور کمزوروں کی خدمت کتنی کی۔ اسی طرح دنیا میں قرآن حکیم کی علمبردار جماعت انہی اصولوں پر طاقتوروں سے باز پرس کرے گی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی پہلی تقریر میں جو انہوں نے عہدۂ خلافت پر قائم ہوتے وقت کی فرمایا کہ تم میں سے ہر کمزور طاقتور ہے۔ جب تک میں اس کا حق نہ دلاؤں اور ہر طاقتور کمزور ہے جب تک اس سے کمزور کا حق نہ لیا جائے۔ یہ انقلابی جماعت ساری نوع انسان کے جملہ مفادات کی محافظ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے عالمگیر یا انسانیت گیر انقلاب کی تشبیہہ قیامت کے کائنات گیر انقلاب کے سوا اور کس انقلاب سے دی جا سکتی تھی؟ مگر افسوس ہے کہ اس انقلاب اور قیامت کا جو ربط ہے۔ اسے سوچنے والے عالم بہت کم ملتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے انسانیت گیر حادثے سے پہلے قرآن کے جامع اور کامل انسانیت گیر انقلاب کا ہونا ضروری ہے۔ یعنی یہ ضروری ہے کہ انسانی مجامع کے اندر ایک ایسی

Marfat.com

بین الاقوامیت پیدا ہو جس میں تمام اقوام عالم شامل ہوں۔ اور اس مرکزی ادارے کے اوپر جو اقوام کو کنٹرول کرے۔ قرآن حاکم ہو۔ دُنیا نے ایک مرتبہ یہ نظارہ حجاز میں دیکھ لیا ہے۔ اور دوبارہ پھر دیکھے گی۔ جب اسے قائم کرنا اپنا فرض بنا لے گی۔ اور اب کے اس تحریک کا آغاز اس جگہ سے ہوگا جہاں قرآن کا علم و فہم سب سے زیادہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

ہمارے مفسرین جب قرآن حکیم کی آیات کی تفسیر کرنے بیٹھتے ہیں تو عموماً قرآن حکیم کے بیان کردہ واقعات کو بعض خاص واقعات و اشخاص سے وابستہ کر کے تشریح کر ڈالتے ہیں اور اسے شانِ نزول کا بیان کہتے ہیں۔ چنانچہ اگلے صفحات میں جن دو سورتوں کی تشریح کی گئی ہے ان کی بعض آیات کی توضیح مفسرین نے شخصی واقعات ہی کے رنگ میں کی ہے۔ اس بارے میں ہم امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی رحؒ کے مسلک کے تابع ہیں جو فرماتے ہیں کہ

> خاص واقعات کو جن کے بیان کرنے کی زحمت اُٹھائی گئی ہے۔ اسباب نزول میں چنداں دخل نہیں ہے۔ سوائے صرف بعض آیات کے جن میں کسی ایسے واقعے کی طرف اشارہ ہو جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں یا اس سے پیشتر واقع ہوا۔ کیونکہ سُننے والے کے دل میں اشارے سے ایک گہرا انتظار پیدا ہو جاتا ہے۔ جو قصّے کی تفصیل معلوم کئے بغیر دُور نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ان علوم (تفسیر) کی اس طرح تفصیل کریں کہ خاص خاص واقعات کے بیان کرنے کی تکلیف نہ کرنی پڑے (فوز الکبیر فی اصول التفسیر)

Marfat.com

مثلاً سورۂ مدثر میں آیات ۸-۲۵ میں سرمایہ پرست اشخاص کا نفسیاتی تجزیہ (Psychological Analysis) کیا گیا ہے۔ ان آیات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ایک منکر ولید بن مغیرہ سے وابستہ کر کے فارغ ہو جانا کافی نہیں۔ بلکہ ان آیات کو ہر زمانے پر چسپاں کر کے دیکھا جائے۔ اور ہر شخص اپنی ذہنیت کا جائزہ لے کر فیصلہ کرے۔ کہ وہ کہاں تک اس سرمایہ پرستانہ ذہنیت میں مبتلا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اسلامی تاریخ کے اس دور میں جب ہمارے امرا نے عوام کی طرف سے جواب طلبی سے بچنے کی کوشش کی بعض علما نے ان آیات کو عہد نبوی کے اشخاص و واقعات سے وابستہ کر کے عوام میں یہ غلط تصور پیدا کر دیا کہ ان آیات کا اطلاق عام نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ یہ کہ اس ذہنیت کے پیدا کر دینے کے ساتھ ہی اس قسم کی تعلیم بھی دینی شروع کر دی کہ مَا اقامو الصلوٰۃ فادفعوا الیھم (یعنی جب تک امرا و حکام صرف نماز پڑھتے رہیں ان کو زکوٰۃ ادا کرتے رہو) ان کو معلوم نہیں کہ جو امیر ہو کر محتاجوں کی خدمت نہیں کرتا وہ روح زکوٰۃ کا منکر ہے۔ اور ایسے شخص کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ اس لئے تنہا نماز قائم کرنے کو دین کا مدار نہیں بنایا گیا۔ اس کے لئے یہ آیت کریمہ سامنے رکھنی چاہیے۔ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (یعنی ان کو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں خالص کر کے اس کے واسطے بندگی، ابراہیمؑ کی راہ پر، اور قائم رکھیں نماز اور دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی) (سورہ البینہ: ۵)

Marfat.com

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امرا تو اپنی غیر ذمہ دارانہ حرکات سے کیا باز آتے عوام کو ٹیکس ادا کرتے رہنے پر مجبور کر دیا گیا۔ جن سے امرا عیش بلکہ عیاشی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اور رفتہ رفتہ عوام کے دلوں سے انقلاب کا تصوّر اور امراء سے جواب طلبی کا وہم تک جاتا رہا۔ حالانکہ بقول علامہ جصّاص الرازی الحنفی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بھی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا واجب تھا۔ ضرورت ہے کہ آج پھر مسلمان اس بھولے ہوئے سبق کو یاد کرلیں کہ ہمارے ملک کے امرا اور حکام ہمارے آگے جوابدہ ہیں۔ یہ وہ کلمۂ حکمت ہے جسے اہلِ امریکہ نے ایک حد تک سمجھا اور اعلان کیا کہ No taxation without representation (جو لوگ ہمارے سامنے جوابدہ نہیں ہیں ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ کوئی ٹیکس وصول کریں) شہریت (Citizenship) کا یہ وہ ابتدائی اصول ہے جس کی معقول ترین صورت اسلام نے پارٹی پالٹیکس (Partv Politics) کی شکل میں پیش کی ہے اور جس کی عملی شکل خلافت راشدہ کا عہد مبارک تھا۔[ع]

الغرض قرآنِ حکیم کی تعلیم انقلابی تعلیم ہے۔ اس انقلاب کا پہلا مطمح نظر قیصر وکسریٰ کی حکومتوں کی بربادی تھی اور اس کا دائمی منشا اس کے قانون کا غلبہ ہے۔ جس کا ایک اہم ذریعہ مساکین کی تنظیم ہے۔ یہ وہ حشر خیز اصول ہے جس سے دُنیا میں قرآنی انقلاب کی قیامت صغریٰ برپا ہوتی ہے۔ اور جس

ع بقول امام الائمہ امام ولی اللہ رح یہ زمانہ شہادت عثمان رضؓ تک ہے
از لۃ الخفاء ص ۱۲۱

Marfat.com

کے بعد قرآن کی حامل جماعت فارغ البال غاصب طبقوں سے جواب طلبی کرتی ہے۔ حجاز میں یہ نمونہ انقلاب ایک دفعہ رونما ہو چکا ہے جس کی آخری لہریں بعض ملکوں میں اب تک ہچکولے لے رہی ہیں۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ہمیشہ انسانیت کے کچلے ہوئے طبقات میں ظاہر ہوا ہے اور اب پھر ایسے ہی طبقات میں رہ گیا ہے۔ تو اگر مسلمان ہوشیار ہو گئے تو دُنیا کو ایک انقلاب عظیم کی توقع رکھنی چاہیئے۔ جو نہ صرف جامع ہوگا۔ بلکہ عالمگیر بھی ہوگا۔ اور وہ انقلاب قرآن حکیم کے اصولوں پر ہوگا۔ ممکن ہے کہ امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی رح کے طریقے کا ہندوستانی مسلمان بھی اس انقلاب میں اچھا خاصہ حصّہ لے۔ اب ہمارے ملک کے حاملین قرآن کا فرض ہے کہ وہ زمانے کی نبض پہچانیں۔ اور امام ولی اللہ دہلوی رح کی حکمت کو سمجھ کر قرآن حکیم کو اپنائیں جو اس دورِ حکمت میں جامع اور عالمگیر انقلاب برپا کرنے والی واحد کتاب ہے۔ وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّهُمُ اللّٰهُ فِي الْاَرْضِ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ؀

دار الرشاد، گوٹھ پیر جھنڈا

ضلع حیدر آباد (سندھ)

۱۳۴۴ھ ہندی

Marfat.com

Marfat.com

چیست قرآں؟ خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیرِ بندۂ بے ساز و برگ
اقبالؒ

سُورۂ مُزّمّل

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب! اے انقلاب!

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب
از جفائے دِہ خدایاں کشتِ دہقاناں خراب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

شیخِ شہر از رشتۂ تسبیح صد مومن بدام
کافرانِ سادہ دل را برہمن زُنّار تاب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

میر و سُلطان نرد باز و کعبتینِ شاں دُغل
جانِ محکوماں زتن بُردند و محکوماں بخواب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

(اقبالؒ)

Marfat.com

Marfat.com

رفتارِ انقلاب کی تیاری

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۂ مزمل

رفقاءِ انقلاب کی تیاری

پیرایۂ آغاز انقلاب! انقلاب! اے انقلاب!

فطرتِ انسانی کے تقاضے ـــــ خدا پرستی ـــــ سے انکار کرنے والے سرکشوں کی گردن توڑنے والا انقلاب! فطرۃِ انسانی کی تکمیل کرنے والی کمزور قوموں کو سربلند کرنے والا انقلاب! ظالموں سے بازپرس کرنے والا انقلاب! اجتماعِ انسانی کو مادّی اور روحانی امراض سے پاک کرنے والا انقلاب فطرتِ انسانی کا وہ گوہرِ نایاب ہے جسے وہ کبھی بھی فراموش نہیں کرسکتی!

معاشرۂ انسانی اپنے ابتدائی دور میں ایک خاص نہج پر چل رہا تھا۔ کہ نباض فطرتِ انسانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے نئی ترقی یافتہ بنیادوں پر قائم کیا۔ ان کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام ان کے بعد حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ان کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے انہی اصولوں پر کام کیا جن کی طرح

Marfat.com

انبیاء کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈال گئے تھے۔

صدیاں گزر گئیں! ابراہیمی انقلاب کے اصول تجربے میں آتے آتے انسانیت میں مسلّم ہو گئے اور ترقی یافتہ نوعِ انسان نے ان کے مطابقِ فطرۃ ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

اب انسانی رہنمائی کے لئے آخری اور دائمی ہدایت نامے کی ضرورت تھی۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ حکیم کی شکل میں لاتے۔ اس میں وہ تمام اصولِ حیات اور ضوابط جمع کر دیئے گئے ہیں جن پر انسانی فطرت قائم ہے۔ ان کو بروئے کار لانے اور روئے زمین پر مستحکم طور پر قائم کرنے کے لیے جن ابتدائی قواعد کی ضرورت ہے۔ ان میں سے چند سورۃ مزمّل میں بیان کیے گئے ہیں۔ ان اصولوں پر پہلے جزیرہ عرب میں اور پھر اہلِ عرب کی مدد سے دنیا کے باقی حصوں میں انقلاب برپا ہوا۔

(۱) یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ! [اے مزّمّل!]

ایک غلط فہمی کا ازالہ لفظ مزّمّل کی کئی تشریحات کی گئی ہیں۔ بعض نے اس کے معنے کئے ہیں :- المتزمّل فی ثوبہٖ وذالک علی سبیل الاستعارۃ، کنایۃ عن المقصّر والمتھاون بالامر و تعریضا بہٖ[۵] (یعنی کپڑوں میں لپٹا ہوا جو بطور استعارہ ہے۔ اور اس میں کنایہ اس طرف ہے۔ کہ وہ شخص کام کرنے میں قصور کرتا ہے۔ اور سستی سے کام لیتا ہے۔ اور یہ اسے گویا تعریض کے طور پر کہا گیا ہے)

---

۵ المفردات القرآن للراغب الاصفہانی

Marfat.com

لیکن اس شخص کے متعلق جو اپنے فکر اور اپنی قوت کے ساتھ انسانیتِ عامہ کو ترقی دینے، خلق اللہ کی خدمت کرنے اور ان کا تعلق اللہ سے جوڑنے کے لئے اتنا بے تاب تھا۔ کہ قرآن حکیم کو کہنا پڑا کہ

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء: ۳)

(یعنی یہ جو تیرے پیش کردہ لائحہ حیات (Programme of Life) کو نہیں مانتے تو کیا ان کی خاطر اپنی جان ہلکان کر ڈالے گا؟)

اور جس کا یہ حال تھا کہ اللہ کی مخلوق کو راہِ ہدایت دکھانے کا بوجھ اٹھاتے اس کی کمر دُہری ہوئی جاتی تھی۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الانشراح: ۳)

(اور ہم نے تیرا بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر کو دُہرا کر رکھا تھا)

اور جو لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے راستے معلوم کرنے کے لئے بیقرار تھا۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (۹۳: ۷) [اور اس نے تجھے تلاش میں گم پایا۔ اور پھر تجھے ہدایت دی]

اس کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ اپنے کام میں سست اور کاہل تھا ع

یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

پس لفظ مُزّمّل کے وہ معنی لئے جانے چاہئیں، جو اس سورت اور حضرت نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارک کے مناسب ہوں۔

المزمّل کی پہلی تشریح | (۱) (ا) مؤطا امام مالکؒ میں ایک روایت آتی ہے۔ کہ:-

عن ابن شهاب، عن محمد بن جبير بن مطعم ان النبي

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قال: لی خمسۃ اسماء، انا محمد، وانا احمد، وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب۔ (یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں:۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے اللہ تعالے کفر کو مٹاتا ہے۔ اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں میں اُٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں)

علماء کرام نے حضرت نبی اکرم صلعم کے بیسیوں نام گنوائے ہیں۔ تو ان پانچ ناموں کی خصوصیت کیا ہے؟ ذرا تامّل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ وہ نام ہیں جو قرآن حکیم میں آتے ہیں۔ چنانچہ محمد اور احمد تو صاف مذکور ہیں:۔

محمد رسول اللہ والذین معہ (الفتح: ۲۹)

یاتی من بعدی اسمہ احمد (۶۱: ۵)

الحاشر کے معنی — الحاشر کی تشریح کرتے ہوئے امام الائمہ امام ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔ قیل معنی قولہ علی قدمی انہ اماھم یوم الحشر یحتاجون الی شفاعتہ (المسوّی جلد ۲ صفحہ ۵۱۶ باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کہ "میرے قدموں میں اُٹھائے جائیں گے" کے یہ معنی ہیں کہ وہ یوم حشر میں ان کے امام ہونگے اور وہ ان کی شفاعت کے محتاج ہوں گے۔

اس سے ظاہر ہے کہ الحاشر کے معنی ہیں جمع کرنے والا۔ چنانچہ قرآن حکیم

Marfat.com

میں آیا ہے کہ :-

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ (النمل : ۱۷) (یعنی سلیمانؑ کے لئے اس کے لشکر جمع کئے گئے)

نیز قرآنِ حکیم میں الحشر نام ایک سورت بھی ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں۔کہ :-

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ (سورہ حشر : ۲-۳)

حضرت امام الائمہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:-

اوست آنکہ برآورد آناں راکہ کافر شدند از اہلِ کتاب از خانہائے ایشاں دراوّل جمع کردن لشکر (فتح الرحمان) (یعنی وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کفر کرنے والوں کو پہلی مرتبہ لشکر جمع کرنے کے وقت میں گھر سے نکالا)

یہاں اول الحشر سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جارحانہ حملہ ہے جو آپ نے ۴ھ میں بنی نضیر[ؑ] پر کیا۔ گویا الحاشر کے معنی ہیں لوگوں کو جمع کرتے

ؑ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگیں مدافعانہ تھیں جارحانہ نہ تھیں عیسائی مشنری (Missionaries) یہ پراپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ اسلام وحشیانہ مذہب ہے جس میں قتل و خونریزی اور غارتگری کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس قسم کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر مسلمان علما نے بیسویں صدی عیسوی کے شروع میں یہ نظریہ پیش کرنا شروع کر دیا کہ اسلام کی جنگیں ہمیشہ مدافعانہ رہی ہیں اس نے کبھی کوئی جارحانہ حملہ نہیں کیا۔ مگر درحقیقت یہ رکیک عذرداری سے بڑھ کر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلام میں جنگ جائز ہے یا نہیں؟ اگر اسلام جنگ کو جائز قرار دیتا ہے (اور اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ وہ جنگ کو جائز بلکہ ضروری قرار دیتا ہے) تو اس کے بعد یہ افسر جنگ کے اختیار تمیزی (Discretion) پر موقوف ہوتا ہے کہ وہ خود آگے بڑھ کر حملہ کرے یا غنیم کے حملے کی محض مدافعت کرے ظاہر ہے کہ اس کا قرآن کے فیصلے سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

والا۔اسی طرح المزمّل کے معنی میں زمیلوں کو جمع کرنے والا یعنی قرآن کی انقلابی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے انقلابی عناصر کو جمع کرنے والا یا اس تحریک کے لئے جس قسم کے رفقاء کار کی ضرورت ہے۔اس قسم کے رفیق جمع کرنے والا۔ نبی اکرم صلعم زمیل (رفقاء) تیار کریں گے (ب) اب لفظ المزمّل پر ایک اور نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالتے ہیں:۔

اونٹ کے کجاوے میں عموماً دو آدمی سوار ہوا کرتے ہیں۔ایک ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف تاکہ بوجھ دونوں طرف برابر رہے۔ان کو ایک دوسرے کے زَمِیل کہتے ہیں اور مُزَامَلَۃ کے معنی ہیں ایک دوسرے کا زمیل بننا۔پس لغوی اعتبار سے بھی مُزَمِّل کے معنی ہوتے زمیل یعنی رفقاء راہ تیار کرنے والا۔یعنی جتنا قرآن آپ سمجھتے ہیں اتنا ہی دوسروں کو سمجھا کر انسانیت کی خدمت کے لئے تیار کرتے ہیں۔اور چاہتے ہیں۔کہ جس محنت و مشقت سے وہ خود اپنے نصب العین کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی محنت و مشقت سے آپ کے ساتھی بھی اسے کامیاب بنائیں۔

لفظ مُزَمِّل میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے۔جس سے کثرت کے معنی ظاہر ہوتے ہیں یعنی کثرت سے زمیل ——— رفقاء راہ ——— تیار کرنے والا۔گویا جو شخص آپ سے ایک آیت[۲] بھی سیکھ لیتا ہے وہ اسی حد

---

[۱] الماحی کے لئے دیکھو سورۃ المدثر میں لفظ مُدّثر کی تشریح، اور العاقب کے معنی حضرت امام الائمہ نے بیان کئے ہیں کہ آپ آخری نبی یعنی الخاتم النبیین ہیں۔

[۲] ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ بلّغوا عنّی ولو آیۃً (یعنی ایک آیت بھی مجھ سے سیکھ جاؤ تو اسی کی آگے تبلیغ کرو)

Marfat.com

تک آپ کا نہ میل بن جاتا ہے۔

یہ جوز میل تیار ہوں گے یہی آگے چل کر آپ کی فوج کے سپاہی بن جائیں گے۔ اور پھر آپ کے بعد آپ کی نیابت کریں گے۔ اور خلافت چلائیں گے اس تنزمیل سے اجتماع (الحشر) پیدا ہوگا۔

جملۂ معترضہ

انقلاب کے شروع میں رفقاء ہی تیار کیے جاتے ہیں	جب حکومت منظم ہو جاتی ہے۔ تو آدمی دو قسم کے ہو جاتے ہیں یعنی حکم دینے والے اور حکم ماننے والے لیکن

نئی حکومت پیدا کرنے کے لئے جو انقلاب پیدا کیا جاتا ہے۔ اس میں شروع شروع میں اس قسم کی تمیز نہیں ہو سکتی پہلی منزلیں صرف رفیق (Colleague s) تیار کئے جاتے ہیں مثلاً دو آدمی اپنے اپنے گھر سے کسی سمت کو سفر کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ دونوں راستے میں مل جاتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے رفیقِ راہ ہیں۔ ان میں حقیقی معنوں میں کوئی افسری ماتحتی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح انقلاب کی ابتدا میں صرف رفقاء راہ تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ سب کے سامنے ایک نصب العین (Ideal) لکھنے لفظوں میں پیش کر دیا جاتا ہے اس کو کامیاب بنانے کے لئے جو راستہ اختیار کرنا ہوتا ہے وہ سخت خطرناک ہوتا ہے۔ سوسائٹی ان کے نصب العین کو پسند نہیں کرتی۔ ان کے گھر کے عزیز و اقارب تک دشمن ہو جاتے ہیں محلے والے دشمن ہو جاتے ہیں

Marfat.com

گاؤں اور شہر والے دشمن ہو جاتے ہیں پھر سارا ملک دشمن ہو جاتا ہے اور اگر ملک میں کوئی حکومت ہو تو وہ بھی ان کی دشمن بن جاتی ہے۔ ان لوگوں کو اپنے نصب العین کی کامیابی کے لئے ان سب کی مجموعی دشمنی کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اگر انقلابی کارکن یہ سب کچھ سمجھ کر محسوس کرلیں۔ کہ ان کا نصب العین اتنا دلچسپ اور بلند ہے کہ وہ اس کے لئے ان سب عداوتوں اور مصیبتوں کو برداشت کر سکیں گے۔ اور اپنے نصب العین پر اپنا مال، اپنی جان، اپنے بیوی بچے، اپنے عزیز و اقارب اپنا تمام مال و متاع ـــــ غرضیکہ سب کچھ قربان کر دیں گے۔ تو ان کا کام آسان ہو جاتا ہے۔

اس راہ میں سب سے بڑا سنگ گراں مخالف حکومت کا ہوتا ہے لیکن وہ کیا کر سکتی ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ پھانسی دے دیگی حضرت موسٰے علیہ السلام کے مقابلے میں مصری جادوگر آئے لیکن جب وہ حضرت موسٰے پر ایمان لے آئے تو انہوں نے کیا کہا تھا؟ یہی نا کہ لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۲۰: ۷۲) (یعنی اے فرعون! یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم تجھے ان دلائل و براہین کے مقابلے میں جو ہم سمجھ چکے ہیں ترجیح دینے لگیں اور تجھے اس ذات واحد سے بالاتر سمجھنے لگیں جس نے ہمیں پیدا کیا تو جو کچھ کر سکتا ہے کر گزر، اور حقیقت میں تو کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ تو ہماری اس چند روزہ دنیاوی

Marfat.com

زندگی کے متعلق کچھ کرسکتا ہے تو جو کچھ تو کرنا چاہتا ہے کر گزر۔)

الغرض ایک انقلابی، گھر میں بیٹھ کر ایک بلند مقصد کے حصول کے لئے فیصلہ کرتا ہے۔ اور پھر اس نصب العین کو لے کر گھر سے نکلتا ہے وہ تلاش کرتا ہے تو اس نصب العین کے شیدائی کتنی اور بھی مل جاتے ہیں یہ اس کے رفقاءِ کار ہیں۔ جب یہ لوگ آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو ہم خیال پا کر اجتماعی طور پر کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک سوسائٹی (Society) پیدا ہو جاتی ہے۔

رفاقت کی پہلی منزل | اس مرحلے پر سب سے مشکل چیز کیا ہوتی ہے؟ وہ یہ کہ ایک صاف تخیل (Idea) پیش کر کے فیصلہ کرانا اور پھر اسے قبول کر کے چل نکلیں تو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرنا۔ یہ رفقاء سمجھتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے پر کوئی فوقیت نہیں رکھتے فکر کو عمل میں لانے کے جذبے کے لحاظ سے ہم سب برابر ہیں انقلابی تخیل صاف ہو تو یہ بات آسان ہو جاتی ہے۔

رفاقت کی دوسری منزل | اس کے بعد دوسرا مرحلہ آتا ہے۔ کہ تخیل (Idea) کو ساتھیوں کے ذہنوں کی انتہا تک پہنچا دیا جائے۔ اور وہ اسے اچھی طرح سمجھ کر فیصلہ کرلیں کہ وہ اس پر قربان ہو سکتے ہیں اور اپنا سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر بعد میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ او ہو! میں تو دھوکے میں رہا۔ میں تو یہ سمجھا تھا مگر یہ تو بات ہی اور نکلی، تو سب کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلعم کا تعلق اپنے رفقاء کے ساتھ | اس نقطۂ نگاہ سے حضرت محمد رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلّم کی پوزیشن پر غور کیا جائے تو آپ کی دو حیثیتیں نظر آتی ہیں :-

(۱) آپ نبی ہیں | آپ صاحبِ فکر ہیں اور ساتھ ہی خدا کے پیامبر بھی ہیں۔ خدا کا جو پیغام آپ کو پہنچتا ہے آپ کا فکر اسے جذب کر لیتا ہے۔ ناواقف لوگوں کو محسوس ہوتا ہے کہ آپ اپنی بات فرما رہے ہیں۔ پھر آپ وہ فکر دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ آپ کی ذاتی حیثیت ہے۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا یعنی آپ پیام قبول کرنے میں کسی کو شامل نہیں کر سکتے اور نہ کسی کو رسول بنا سکتے ہیں۔ آپ کو جو پیام الٰہی پہنچا وہ حرف بحرف کتابی شکل میں دُنیا کے سامنے موجود ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اس کے باہر کوئی وحی نہیں ہے۔ اب ہر قوم اپنا پروگریم اس آئین مکتوبی سے لے گی۔ آگے جا کر وہ سب قومیں قرآن کی پوری تشریح میں مل جائیں گی۔

(۲) آپ معلم شفیق ہیں | آپ کی دوسری حیثیت فکر سکھانے والے کی ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے :- یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (الجمعہ : ۲) (یعنی انہیں قانونِ الٰہی اور اس کی حکمت سکھاتا ہے) آپؐ خود فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً (میں تو اُستاد بنا کر بھیجا گیا ہوں) مُعَلِّم کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ ایک چیز جانتا ہے جو وہ دوسروں کو اپنے برابر سمجھا دیتا ہے۔ اس علم کو پہلے سیکھنے اور بعد میں سیکھنے کا جو طبعی فرق ہے وہ تو ہمیشہ قائم رہے گا۔ لیکن علم سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس سے کام کی جو ہمّت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں اِن دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جب تک اُستاد کی تعلیم میں یہ طاقت نہ ہو اسے

Marfat.com

صحیح معنوں میں مُعَلِّم نہیں کہا جاتا۔

ہم نے یہ مضمون خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے لیا ہے۔ ان کے پاس دربار دہلی کا ایک امیر آگیا۔ شاہی کارندوں نے اسے طلب کیا۔ تو وہ نہ گیا۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ کیا آپ اسے بھی اپنے جیسا (یعنی تارک الدنیا) بنادیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں اپنے سے بہتر بنانا چاہتا ہوں۔

یہ آپؐ کی شانِ معلمی ہی تھی جس کی وجہ سے آپ کی محبت آپ کے صحابہ کے دلوں میں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ تھی۔ یہ بات کسی حاکم کو حاصل نہیں ہوسکتی۔

الغرض اَلمُزَّمِّل کے معنی ہیں قرآن حکیم سمجھا کر ترمیل یعنی رفتار تیار کرنے والا۔

الحاشر کی تشریح فلسفہ ولی اللّٰہی کے مطابق	(ج) حجۃ الاسلام امام الائمہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ انسانی حیات

وحدانی چیز ہے۔ یہ جو دنیاوی زندگی شروع ہوئی ہے۔ یہی ترقی کرتے کرتے اُخروی زندگی بن جائے گی۔ اور اُس زندگی میں انسان کے پہلے اعمال ہی ایک خاص شکل اختیار کرکے اُس کے لئے جنّت کی نعمتیں یا دوزخ کے عذاب کی صورتیں پیدا کردیں گے۔ چنانچہ حضرت امام الائمہ فرماتے ہیں کہ :۔

حشر میں ہمارے اعمال ہی متشکل ہوکر پیش ہوں گے	فالتشبحات الحشریۃ فی حقہ اتم واوفر ولذلک اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اکثر عذاب

امتہ فی قبورھم وھنالک امور متمثلۃ تتساوی النفوس فی مشاھدتھا کالھدایۃ المبسوطۃ ببعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم تتشبح حوضا و

Marfat.com

تتشبح اعمالها المحصاة علیها وزنا إلی غیر ذلك وتتشبح النعمة بمطعم هنئ و مشرب مرئ و منکح شهی و ملبس رضی و مسکن بهی (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صہ۳۷)

(یعنی حشر میں انسان کے اعمال اور اخلاق جو شکلیں اختیار کریں گے۔ وہ اس شخص کے حق میں پوری پوری طرح ظاہر ہوں گی۔ اس لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امّت کے عذاب کا اکثر حصّہ قبروں میں پورا ہو جائے گا [یعنی میری امت چونکہ کمزور ہے اس لئے حشر کی تصویریں زیادہ نہیں بنیں گی۔ لوگ تھوڑی ہی سی بات سے جلدی سمجھ جائیں گے]

حشر میں بعض کاموں کی شکلیں ظاہر ہونگی جن کو تمام روحیں یکساں طور پر سمجھ سکیں گی۔ مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے نبی ہونے کے بعد جو فیض وہدایت آپ کے ذریعے سے پھیلی وہ ایک حوض کی شکل میں ظاہر ہو گی [یعنی لوگوں نے دُنیا میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فیض حاصل کیا اور اُسے آگے بڑھانے میں جو جدوجہد کی وہ ایک حوض کی شکل میں ظاہر ہوگی۔ جس میں پانی ہوگا۔ یہی حوض کوثر ہے جو حقیقت میں قرآن حکیم سے استفادے کا مظہر ہے] اور ان کے جتنے اعمال محفوظ ہیں وہ سب ترازو میں تلیں گے۔ اور اچھے کھانوں خوبصورت عورتوں عمدہ لباسوں اور اچھے گھروں کی شکل میں ظاہر ہوں گے)۔

Marfat.com

ایک اور جگہ عالمِ مثال کی کیفیت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ :-

ہمارے اعمال و اخلاق ہی ہماری جنّت دوزخ پیدا کرینگے

وسِرُّ ھٰذہٖ الواقعۃ تمثل الاعمال والاخلاق السیّئۃ والحسنۃ فی المثال وتنعّم النفس وتوجّعھا بالحقائق المثالیہ (البدور البازغہ صفحہ ۱۵۴) یعنی اس میں راز یہ ہے کہ اچھے اور بُرے اعمال اور اچھے اور بُرے اخلاق عالمِ مثال میں پہنچ کر مثالی صورتیں اختیار کر لیتے ہیں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ :-

واقعات حشر کی مزید تشریح

وچوں ازیں موطن در گزرد عالمے دیگر پیش آید او را در لسانِ شرع یوم المحشر گویند۔ حقیقت آں موطن آنست کہ دریں نفوس ارضیہ بسیارے از احکامِ فردیہ کہ از اختلاطِ عناصر و زجہتِ مادہ ظلمانیہ پیدا شدہ برہم خورد و ایں نفس بمنزلہ جسمِ شفاف محاکاتِ صورتِ نوعیہ نماید و احکامِ صورتِ نوعیہ بطریقِ ظہور و غلبہ پدیدار شود چنانکہ در محسوسات صورت نوعیہ در افراد انسان تقاضا مے کند کہ بدین و رجلین و عینین و اذنین پیدا شوند لیکن گاہے عائقے از عوائق استعداد مادہ ازاں منع کند چنیں ناقص الخلقت اکمہ و اقطع و اسک پیدا شود اینہمہ از قبیل مادہ است نہ از قبیل صورت نوعیہ، ہم چناں در امور معقولہ صورت نوعیہ را مقتضیات است از عقل سلیم کہ بلوث اوہام ملوث شدہ و استعداد قبول علوم حقہ از مبدأ فیاض بر وجہ آں داشتہ و از خیال صحیح کہ شیٔ را بصورت مناسبہ او کہ بر طبق شکل عالم مثال است

متشنج سازد پس احکام فردیت فرو نشینند و احکام نوعیہ غالب آیند ہمہ مقتضیاتِ نوع در عقل و خیال بر روئے کار آید و صورت فردیت قبول ظہور احکام نوع کند و باتم وجوہ محاکاتِ آں نماید چنانکہ در افرادِ نوع ممکن نشود کہ بہتر از آں احکام نوع ظاہر شوند۔ لقد کشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد

پس دریں موطن وقائع چند ظہور کنند از میزان و حساب و تجلی الٰہی و حوض و تطائرِ صحف اعمال بطرف یمین و شمال و شہادت ایدی دارجل و صراط و ابیضاضِ وجوہ و اسودادِ آں و شفاعتِ رُسل۔

میزان کیا ہے؟ | پس میزان عبارت است از ظہور صورتِ مقدار اعمالِ حسنہ و سیئہ و معرفتہ تاثیر ہر یکے از قبیلتین بشکلیکہ عالم مثال تقاضا کند از کفتین و مانند آں درمیان عالم مثال و عالم شہادۃ بآں معنی کہ اجسام خارجیہ شکل پذیر قوای مثالیہ گردد

- - - - - - - - - -

حوضِ کوثر کیا ہے؟ | و حوض صورتِ ہدایت و رشد سے است کہ از تجلی اعظم بر نفسِ نفیس حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ریختہ است و از آنجا از راہِ قوای پیغامبر در عالم شہادت جاری شدہ و اوانی حوض صورت قدر ہدایاتے کہ افراد مسلمین قبول آں کردہ اند۔

تسنیم کیا ہے؟ | عطیہ مقربین آبِ چشمہ تسنیم باشد کہ تمثال لذات عقلیہ است کہ از ادراک مجردات حاصل آید (تفہیمات الٰہیہ جلد اول ص ۲۵۵-۲۵۳ ملخصاً)

Marfat.com

(یعنی اس منزل سے گزر جائے تو وہ ایک اور عالم میں داخل ہوتا ہے جسے شرع کی زبان میں حشر کا دن کہتے ہیں۔ اور اس مقام کی حقیقت یہ ہے کہ ان نفوس ارضیہ کی بہت سی انفرادی باتیں جو عنصروں کے باہمی ملاپ اور کثیف مادے سے پیدا ہوئی تھیں۔ جاتی رہتی ہیں اور اب ہر ایک نفس شفاف جسم کی طرح نوعی امور کا عکس پیش کرتا ہے۔ اور اس پر نوعی تقاضے ظاہر ہو کر غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ مادی دنیا میں انسان کی صورت نوعیہ تقاضا کرتی ہے کہ ایک فرد کے دو دو ہاتھ پاؤں آنکھیں اور کان ہوں لیکن کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ مادے میں دو دو اعضا پیدا کرنے کی استعداد نہیں ہوتی۔ اس وقت جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ لنجا لنگڑا یا کانڑا یا بوچہ ہوتا ہے۔ اس ناقص الخلقت بچے کی پیدائش میں قصور مادے کا ہے نہ کہ صورت نوعیہ کا۔

ایسے ہی غیر مادی زندگی کے امور میں صورتِ نوعیہ کے تقاضے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ انسان کے اندر ایسی عقلِ سلیم ہو کہ وہ اوہام کی غلاظت سے ناپاک نہ ہوئی ہو۔ اور اس پاکیزگی کے سبب سے وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صحیح علوم لے سکے اور وہ یہ بھی تقاضا کرتی ہے کہ انسان کی قوّت متخیّلہ صحیح ہو۔ تاکہ وہ چیزوں کو عالم مثال کی کیفیّت کے مطابق شکل دے سکے۔

الغرض اس موطن میں جا کر انفرادیت کے احکام چھوٹ جاتے ہیں

Marfat.com

اور نوعی تقاضے غالب آجاتے ہیں۔ اور عقل اور خیال کی قوتوں کے لحاظ سے نوعی تقاضے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور فرد انسانی نوعی تقاضوں کو ایسی پوری طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس سے زیادہ اس سے ممکن نہیں ہوتا۔ یہ وہ کیفیت ہے جس کے متعلق قرآن حکیم کہتا ہے کہ لقد کشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد (بیشک ہم نے تیرے پردے اتار دیئے ہیں اس لئے آج تیری نگاہ تیز ہے)

چنانچہ اس موطن میں نفس انسانی کو بعض واقعات پیش آتے ہیں۔ مثلاً میزان۔ حساب۔ تجلی الٰہی، حوض کوثر۔ اعمال ناموں کا اُڑ کر دائیں یا بائیں ہاتھ میں آجانا۔ ہاتھ پاؤں کا انسان کے اعمال کی شہادت دینا۔ پل صراط پر سے گزرنا۔ چہروں کا سفید یا سیاہ ہو جانا۔ اور رسولوں کا شفاعت کرنا۔

ان میں سے میزان سے مراد یہ ہے کہ عالم مثال میں انسان کے اچھے بُرے اعمال ایک خاص "مقدار" اختیار کر کے ظاہر ہونگے۔ اور ان کی خاص قسم کی تاثیر ظاہر ہوگی۔ اور یہ مقدار اور تاثیر عالم مثال کے "مادے" کے مناسب حال ہوگی۔ مثلاً ترازو وغیرہ جو عالم مثال اور عالم مادی کے بین بین ایک قسم کے مادّے سے ظاہر ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کہ مادی اجسام مثالی قوتوں کی شکل میں ظاہر ہوں گے - - - - -

- -

اور حوض سے مراد یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک پر تجلیِ اعظم سے جو ہدایت نازل ہوئی اور آپ کے قویٰ کے ذریعے

Marfat.com

سے دنیا میں پھیلی وہ وہاں حوض کوثر کی مثالی شکل میں ظاہر ہوگی۔ اور اس حوض میں جو پانی پینے کے برتن ہونگے وہ تمام مسلمانوں کی قبول کردہ ہدایت ہوگی جو برتنوں کی شکل میں ظاہر ہوگی۔ ــــ

ــــ

اس عالم میں خدا کے خاص مقرب بندوں کو چشمۂ تسنیم سے پانی پلایا جائے گا۔ یہ پانی کیا ہوگا؟ یہ مجردات ادراک سے حاصل شدہ عقلی لذات ہوں گی۔ جو پانی کی شکل میں انہیں پلائی جائیں گی۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

حوض کوثر اور دیگر انبیاء کے حوض

والحوض ھدایتہ صلی اللہ علیہ وسلّم تجسّدت ھناك ماءً بمشابھۃٍ قویۃٍ بین العلم والماء وارٰی ان لکل نبیٍ حوضاً غیر ان حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ام الحیاض (الخیر الکثیر ص۱۱۴)

یعنی حوض کوثر اصل میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پھیلی ہوئی ہدایت ہے۔ جو عالم مثال میں جا کر پانی کی شکل اختیار کرے گی کیونکہ علم کو پانی سے خاص مشابہت ہے۔ میری رائے میں ہر ایک نبی کا جدا جدا حوض ہوگا۔ البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سے بڑا ہوگا)

بیانات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ جو لوگ اس دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر یا آپ کی تعلیمات اور نمونے کے

Marfat.com

مطابق انقلاب برپا کریں گے۔ وہ مرنے کے بعد کی زندگی میں آپؐ کی امامت میں جمع ہو جائیں گے۔ ایسے ہی جو لوگ دوسرے انبیاء کرام کی معیت میں کام کر چکے ہیں وہ اپنے اپنے نبی کی معیت حاصل کریں گے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔ کہ :-

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء : ۶۹) (یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا یعنی انبیا، صدیقین شہدا اور صالحین پر۔ یہ بہت اچھے رفیق ہیں)

اب انقلاب عمومی حضرت محمدؐ رسول اللہ ہی کے اتباع سے آسکتا ہے

حنیفی اولوالعزم انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کوشش کرتے رہے کہ تمام دنیا میں تورات کو پھیلا کر امامت کبریٰ (بین الاقوامی قیادت) حاصل کریں لیکن یہ مقامِ محمود حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حاصل کر سکے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب انقلاب عمومی اپنے مختلف ادوار میں آپ کے اتباع سے باہر نہیں جا سکتا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جو انقلاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا خاصّہ ہے وہ ایک دن میں ساری دُنیا میں نہیں پھیل سکتا۔ اس انقلاب کا پہلا حصّہ وہ تھا جو خلافت راشدہ سے شروع ہو کر عباسی حکومت کے خاتمے تک کامیاب رہا۔ جب قریش میں اس انقلاب کو آگے بڑھانے کی طاقت نہ رہی تو اس انقلاب نے آگے بڑھنے کے لئے ایک اور

Marfat.com

قوم ـــــ ایرانیوں ـــــ کو ذریعہ بنایا۔ لیکن قریش کے تنزل اور ایرانیوں کے عروج کا درمیانی وقفہ انقلاب کی "رات" تھی۔ اس میں نئی قوم تیار ہوئی۔ اس کے بعد ترکمانی قوموں نے اس انقلاب کو آگے بڑھایا اور پھر ہندوستانی قوم نے اسے اپنایا۔ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر یہ انقلاب ساری دنیا میں کامیاب رہا۔ ان ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ خیال کرنا غلطی ہے یہ سب ایک سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ جب تک انسانیت روئے زمین پر قائم ہے۔ یہ انقلاب کسی نہ کسی شکل میں آگے بڑھتا رہے گا۔ اور آخر میں ایک ایسا زمانہ آسکتا ہے۔ کہ تمام اقوام جو اس انقلاب سے مانوس ہو چکی ہوں۔ ایک سطح پر آکر اس کے ماتحت مل جائیں۔ اس وقت یہ انقلاب عمومی مکمل ہوگا۔

پس المزّمّل سے مراد وہ صاحب امامت کبریٰ ہے جس کے ماتحت تمام اقوام عالم جمع ہوں گی۔ یہ گویا الحاشر ہی کا دنیاوی مظہر ہے۔

المزّمّل کے دوسرے معنی امام ائمۃ انقلاب	(۲) اِزمَلَ یا اِزْدَمَلَ کے دوسرے معنی ہیں حَمَلَ بمرۃٍ واحدۃٍ (المنجد) (یعنی اونٹ کی طرح بوجھ اٹھا کر ایک ہی ہچکے سے اٹھ کھڑا ہوا)

ازدمله: احتملهٗ ومنه قوله تعالیٰ یا ایها المزمل یعنی بوجھ اٹھالیا (صراح)

رازی نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے۔ کہ مُزّمّل کے معنی ہیں وہ شخص جس پر بھاری کام ڈال دیا گیا ہو۔ کیونکہ زمل کے معنی ہیں حمل عہ

عہ قال عکرمہ یا ایها الذی زمّل امرًا عظیما ای حمله، والزمل الحملُ وازدمله احتمله (تفسیر کبیر للرازی جلد ہشتم ص۲۳۵ س۳)

Marfat.com

یہ بار کیا ہے؟ قومی اور بین الاقوامی انقلاب

یہ بار جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھایا قومی اور بین الاقوامی انقلاب کا بار تھا۔ اور تعجب یہ ہے کہ آپ نے پہلے اپنی قوم کو ترقی دے کر بین الاقوامی درجے کے کام کرنے والے کارکن تیار کرنے کا انتظار نہیں کیا۔ گو اگر آپ ایسا کرتے تو بھی کسی عقلمند کو اس پر اعتراض نہ ہوتا لیکن آپ نے بین الاقوامی انقلاب کو مؤخر نہیں کیا۔ بلکہ دونوں کام ایک ہی وقت شروع کر لئے۔ یہ نہایت مشکل کام تھا۔ لیکن آپ نے جوانمردی، ہمّت، محنت اور مشقت سے کام لیا اور پورے کے پورے بوجھ کو سنبھال کر اُٹھ کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ کے فضل سے بہت جلد منزل مقصود پر پہنچ گئے چنانچہ آپ نے قریش کی ذہنیت ایسی تیار کی کہ وہ جہاں انصار مدینہ کے ساتھ مل کر کام کر سکے وہاں بلالِ حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلمان فارسیؓ وغیرہ غیر عربوں کے ساتھ اور ان کے ماتحت بھی کام کر سکے۔

جو شخص سیاسی اجتماعیت میں اس قسم کا بارگراں اُٹھاتا ہے وہ امام انقلاب کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم الملۃ ملّی یعنی آخری درجے کے امام ائمۃ انقلاب ہیں۔ مولانا محمد قاسمؒ اس آخری درجے کا نام خاتم النّبیّین رکھتے ہیں۔ اس سے اُوپر کوئی درجہ ہی نہیں ہے۔

(۲) قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (۳) نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا (۴) اَوْ زِدْ عَلَيْهِ

[رات میں سے کچھ وقت کم کر کے کھڑے رہا کرو۔ آدھی رات یا اس سے بھی کم یا اس پر کچھ بڑھا لو]

Marfat.com

مثلاً بارہ گھنٹے کی رات ہو تو چھ گھنٹے یا چار گھنٹے یا آٹھ گھنٹے تک رات کو کھڑے ہو کر نماز میں قرآن کی تلاوت کیا کر۔

انقلاب عمومی کے لئے ضروری ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو تعلیم دے کر امامانِ انقلاب تیار کریں۔ جو آپ کے خلیفہ ہو سکیں اور ان کے علاوہ انقلابی کارکن تیار کریں جو اسے آگے بڑھائیں۔

امامانِ انقلاب کی تیاری کے لئے خاص تعلیم کی ضرورت ہے جس کے لئے وقت بھی خاص چاہیئے۔ اور عوام کی تعلیم کے لئے جداگانہ وقت درکار ہے۔ اس تقسیم اوقات کی اس لئے ضرورت پڑی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت خصوصی (قومی) اور بعثت عمومی (بین الاقوامی) کے دونوں کام ایک ہی وقت میں کرنا چاہتے ہیں۔

جملۂ معترضہ

تہجد کی نماز عوام کے لئے نہیں ہے | اس آیت میں تہجد کی نماز کی طرف اشارہ ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر پڑھتے رہے۔ یہ عام مسلمانوں پر فرض نہیں، حنفی نماز عشاء کے ساتھ جو تین وتر پڑھتے ہیں وہ اسی نماز تہجد کے قائم مقام سمجھے جاتے ہیں۔ ان کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ صحابہ میں فقہ حنفی کے امام حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے اپنے کسی شاگرد سے فرمایا کہ یا اھل القرآن اوتروا (اے قرآن کی تعلیمات کے حاملو! وتر پڑھا کرو) ایک بدوی نے بھی یہ بات سن لی اور پوچھا کیا فرمایا آپ نے؟ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ لیس لک (تیرے

Marfat.com

اور تجھ جیسوں کے لئے نہیں) اس سے معلوم ہوا کہ وتر مسلمانوں کی خاص جماعت کے لئے ہیں، عوام کے لئے نہیں۔

یہ آیت منسوخ نہیں | حقیقت یہ ہے کہ جو شخص قرآن حکیم سکھاتے اس کے لئے تہجد ضروری ہے اور یہ اس کے لئے درجہ اختصاص (Special Qualification) رکھتی ہے۔ اس لئے یہ آیت منسوخ نہیں کہی جا سکتی۔ جب کبھی وہی حالت پیدا ہو جائے جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی تو یہ آیت پھر زیر عمل آ جائے گی۔

(ب) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا [اور آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر، سمجھا سمجھا کر قرآن پڑھا کر]

ترتیل کے معنی | شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ: وترتیل کن بواضح خواندن (فتح الرحمن) یعنی ایسے پڑھ کہ سننے والے اسے خوب سمجھ سکیں۔

(۲) رَتَّلَ: آرمیدہ و پیدا خواندن (صراح) آرام سے ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف پڑھنا۔

(۳) التَّرْتِيْلَ: ارسالُ کلمةٍ من الفمِ بسهولةٍ واستقامةٍ (راغب) (یعنی منہ سے آہستہ آہستہ پختگی کے ساتھ الفاظ نکالنا)

(۴) وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا اي اقرأه على تمهلٍ فانه يكون عونا على فهم القرآن وتدبره وكذالك كان يقرأ صلوٰت الله وسلامه عليه (ابن کثیر، جلد چہارم صـ۴۳۴) (یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کیونکہ اس طرح قرآن حکیم کے سمجھنے اور اس پر تدبّر کرنے میں مدد ملتی ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلّم ایسے ہی پڑھا کرتے تھے)

Marfat.com

(۵) قالت عائشۃُ رضی اللہ عنہا کان یقرأُ السورۃ فیرتلہا حتی تکون اطول من اطولِ منہا (ابن کثیر ایضاً)

(ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم قرآن حکیم کی سورتوں کو ایسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتے تھے کہ طویل سے طویل سورت کے پڑھنے سے بھی زیادہ دیر لگ جایا کرتی تھی)

(۶) حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ :-

اگر انصاف وہی فائدہ اصلی از نزول قرآن اتعاظ است بمواعظ آں و اہتدا است بہ ہدایت آں، نہ صرف تلفظ بآں اگرچہ تلفظ ہم مغتنم است، پس چہ مسلمانی بدست آوردہ است کسے کہ مدلول قرآن نفہمد و کرام حلاوت دارد آنکہ مدلول کلام اللہ را نداند؟ (دیباچہ قلمی، فتح الرحمٰن)

(یعنی انصاف سے کام لو تو معلوم ہوگا۔ کہ قرآن حکیم نازل ہونے کا اصلی فائدہ تو اس وقت ہے کہ انسان اس کی نصیحتوں سے عبرت حاصل کرے۔ اور اس کی ہدایت کی باتوں سے سیدھی راہ چلنا سیکھے۔ نہ کہ صرف یہ کہ اس کے الفاظ زبان سے ادا کرتا رہے (گو تلفظ بھی غنیمت سہی) تو جو شخص قرآن حکیم کے معنی سمجھے بغیر اس کی تلاوت کرتا ہے وہ بھلا اسلام کس طرح سیکھ سکتا ہے؟ اور جو شخص اس کلام الٰہی کا مطلب نہیں سمجھتا وہ اس کے بے سمجھے پڑھنے سے بھلا کیا مزہ حاصل کر سکتا ہے؟

Marfat.com

(۷) حضرت شیخ نظام الحق والدین، نظام الدین دہلوی رح فرماتے ہیں کہ :-

وقتِ خواندن قرآن باید کہ دل خوانندہ را تعلق بحق باشد و اگر آں میسر نشود باید کہ در حالتِ قرآن خواندن جلال و عظمت حق بر دل بگذراند یکے از حاضراں سوال کرد ایں معنی ہماں تعلق بحق است کہ در مرتبہ اولیٰ فرمودہ اند گفت کہ خیر آں بذات حق بود ایں بصفات حق است و اگر آں ہم میسر نشود باید کہ آنچہ مے خواند معانی آں بر دل گزراند (فوائد الفواد ص۱۷)

یعنی قرآن حکیم پڑھتے وقت چاہیے کہ پڑھنے والے کا دل حق سبحانہٗ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرے اور اگر یہ حالت حاصل نہ ہو سکے تو چاہیے کہ قرآن حکیم پڑھتے وقت حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کا جلال اور عظمت اپنے دل میں بٹھائے۔

حاضرین میں سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! یہ دوسری بات وہی نہیں ہے جو پہلے فرمائی ہے؟

حضرت نے جواب دیا کہ نہیں پہلے ذات حق سبحانہٗ تعالےٰ کا ذکر تھا اب صفات حق سبحانہٗ، تعالےٰ کا بیان ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر یہ دوسری حالت بھی میسر نہ ہو تو پڑھنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ پڑھے اس کا مطلب اپنے دل میں بٹھائے۔

(۸) خود قرآن حکیم فرماتا ہے کہ :-

(۱) اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (سورہ یوسف: ۲)

یعنی ہم نے (تم عربیوں کی خاطر) قرآن عربی زبان میں اُتارا ہے تاکہ تم اسے

Marfat.com

پڑھو۔ اور اس سے عقل سیکھو۔

ظاہر ہے کہ سمجھے بغیر عقل کس طرح سیکھی جا سکتی ہے؟

(ب) پھر ایک جگہ ارشاد ہے کہ

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(النسآء: ۴۳)

(یعنی مدہوشی کی حالت میں نماز مت پڑھو بلکہ اس وقت پڑھو جب تم اپنے منہ سے نکلنے والے الفاظ کا مفہوم سمجھنے کے قابل ہو جاؤ)

بے سمجھے پڑھنے سے روح انقلاب فنا ہو جاتی ہے

سمجھ کر پڑھنے کی اتنی تاکیدوں کے باوجود مسلمان صرف بے سمجھے پڑھنے کو کافی سمجھنے لگ گیا ہے معلوم نہیں کس زمانے میں مسلمانوں میں یہ خیال پیدا کر دیا گیا کہ قرآن کا مطلب سمجھے بغیر صرف شین قاف درست کر کے پڑھنے کا نام ترتیل ہے اور صرف یہی کافی ہے۔ چنانچہ آج کروڑوں مسلمان اس پر جمے بیٹھے ہیں۔ خصوصاً لڑکیوں کی تعلیم تو اسی پر ختم ہو جاتی ہے کہ انہیں ناظرہ پڑھا دیا جائے۔ باوجودیکہ ہر ایک مسلمان کو قرآن حکیم سے اتنی محبت ہے کہ وہ اس پر اپنی جان تک دینے کو تیار ہے۔ مگر ہمارے غفلت مآب اُستادوں نے ہماری ذہنیت کو تباہ کر دیا ہے آج کلام الٰہی کو بے سمجھے پڑھنے کا مادہ جتنا مسلمانوں میں ہے کسی میں نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ اس استعداد والی قوم یوں برباد ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس میں سے انقلابی روح فنا ہو رہی ہے۔

انقلاب کے لئے رفقاء کو سمجھانا ضروری ہے

حقیقت یہ ہے کہ کوئی انقلابی تحریک

Marfat.com

اس وقت تک کامیاب ہو ہی نہیں سکتی جب تک اس کے ارکان اس تحریک کے اصولوں سے بخوبی واقف ہو کر انہیں اپنا نہ لیں۔ اور پھر اپنا سب کچھ ان پر قربان نہ کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیت میں قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۵) اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا [ہم تجھ پر ایک وزنی بات ڈالنے والے ہیں]

قول ثقیل کے معنی | قرآن حکیم کی تعلیم دے کر انقلاب کے لئے تیار کرنا قولِ ثقیل — وزنی بات — ہے۔

انقلاب کسریٰ و قیصر کے خلاف | جس زمانے میں قرآن حکیم نازل ہوا قیصر روم اور کسریٰ ایران متمدن دُنیا کے بیشتر حصوں پر قابض تھے۔ دُنیا کی تاریخیں ان دونوں سلطنتوں کی عیاشیوں اور ظلموں سے بھری پڑی ہیں۔ یہ سلاطین اور ان کے امرا خود تو دادِ عیش دیتے تھے مگر انہوں نے اپنے ماتحت عوام میں فسادِ عظیم برپا کر رکھا تھا۔ ٹیکسوں کی وہ بھرمار تھی کہ عوام میں سے کوئی شخص کھانے پینے اور ٹیکس ادا کرنے کے واسطے کمانے کے سوا اور کسی بات پر غور کرنے کے لئے ایک گھنٹہ بھی نہیں نکال کر سکتا تھا۔ قرآن حکیم ان دونوں بڑی شہنشاہیتوں (Imperial Powers) کے خلاف انقلاب برپا کرنا چاہتا تھا۔ یہ آسان چیز نہ تھی۔

عرب کی حالت | اس مسئلے کا یہ پہلو بھی قابل غور ہے کہ علم اور صنعت و حرفت ان دونوں طاقتوں میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اس لئے خود ان طاقتوں کے واسطے

Marfat.com

سے یہ انقلاب کس طرح لایا جا سکتا تھا؟ عرب کی علمی اور طبعی ترقی ایسی نہ تھی۔ کہ ان میں سے قیصر و کسریٰ کے مقابلے کے لئے لشکر تیار ہو سکتے۔ ادھر عرب کی تنظیمی قابلیت اور صلاحیت صرف قریش میں تھی۔ اگر قریش حنیفی ملت کو قائم کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں جو ان کے ذہنوں کے بہت نزدیک تھی۔ تو انقلاب آسان ہو جائے۔ لیکن قریش کا بالائی اور دولتمند طبقہ طبعاً قیصر و کسریٰ کی طرف مائل تھا۔ اور انہی کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کیونکہ ان ملکوں کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ کہ ایک ایسی مختصر جماعت تیار کریں جو قریش کے رجعت پسندوں پر غالب آجائے اور پھر عرب کے انقلابیوں کو ساتھ ملا کر قیصر و کسریٰ کے ملکوں میں انقلاب کی لہر دوڑائیں اور ان ملکوں کے انقلاب پسندوں کی مدد سے قیصریت اور کسرویت کا خاتمہ کر دیں۔ اور یہی قرآن کا اصلی مقصد تھا۔ لیکن قریش کو ارتجاعی (Reactionary) عناصر سے پاک کر کے عرب کے متفرق قبائل کو انقلاب پر جمع کرنا اور ان کے واسطے سے قیصر و کسریٰ کے ممالک میں انقلاب برپا کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ ہے وہ قولِ ثقیل جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کی تفصیل کسی اور جگہ اس آیت میں بیان کی گئی ہے کہ :-

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصف ۶۱ : ۹)

(یعنی خداوند تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور

Marfat.com

دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو دیگر تمام ادیان پر غالب رکھے۔ خواہ مشرک اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں)

(۶) اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا۔

(رات کا اٹھنا یقیناً بہت روندتا ہے۔ اور بات سیدھی نکلتی ہے)

(مولانا محمود حسن شیخ الہند)

حضرت امام الائمہ شاہ ولی اللہ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

ہر آئینہ قیام شب زیادہ تر است در موافقت زبان با دل و درست تر است در تلفظ الفاظ (فتح الرحمان)

(یعنی رات کا قیام دل اور زبان میں موافقت پیدا کرنے کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہے اور الفاظ منہ سے نکالنے کے لئے بہت بہتر ہے)

جماعت خاصہ کے لئے رات کا وقت کیوں؟

رات کا وقت جماعت خاصہ (Special Class) کی تیاری کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کیونکہ دن بھر کی مشقت کے بعد محنت کش اور نفس کش لوگ ہی خصوصیت سے جمع ہو سکتے ہیں۔ جو شخص رات کو قرآن حکیم سننے آئے گا اسے اس کی طرف رغبت خاص ہو گی۔ اور اجتماع اور فکر سے روکنے والے امور پر غالب آنے پر قادر ہو گا تبھی آئے گا اور ظاہر ہے کہ جس شخص میں نفس کشی کی یہ نفسیاتی (Psychological) حالت پیدا ہو جائے گی وہ قرآن حکیم کا کام پوری ذمہ داری سے کرے گا۔

آدمی شب بیدار اور نیند پر قابو رکھتا ہو تو وہ رات کو جب بازاری لین دین

Marfat.com

اور گھر کی ضرورتوں اور تشویشوں سے نسبتاً فارغ ہوتا ہے۔ تو اچھی طرح سوچ سکتا ہے۔ اور اچھی طرح سوچتا ہے تو اچھی طرح بات بھی کر سکتا ہے۔
رات کو قرآن حکیم کے پڑھنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ شور و شغب کم ہونے کے باعث بات خوب سمجھی سمجھائی جا سکتی ہے۔
یہ تو ہوئی رات کی بات دن کا ذکر آگے آتا ہے۔

(۷) اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا (البتہ تیرے لئے دن میں لمبا شغل ہے)

عوام سے ربط — دن میں | انقلاب عمومی کے لئے صرف رات کی خاص جماعت کی تعلیم کافی نہیں ہے۔ بلکہ عوام تک پہنچ ہونی اشد ضروری ہے۔ عوام سے تعلق (کانٹکٹ contact) پیدا کرنے کے لئے دن ہی کا وقت ہو سکتا ہے۔ جب ان سے واسطہ پڑتا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب کے بنیادی اُصول

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب کے بنیادی اصول

(۸) (ا) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ (اور اپنے رب کا نام یاد کر)

اسم سے مراد تجلّی الٰہی | امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی رح کی حکمت میں اسمِ الٰہی سے مراد تجلّی الٰہی ہوتی ہے۔ اسم الٰہی کے یاد رکھنے سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنا فراموش شدہ تعلق یاد کرو۔ اِسے اِقتراب بھی کہتے ہیں۔

انسان کا تعلق تجلّی الٰہی سے کیوں ضروری ہے؟ | قرآنی تحریک (The Quranic Movement) کو حقیقی معنوں میں جامع اور صحیح معنوں میں انقلابی بنانے کے لئے اور اسے نوعِ انسان کی مادی یعنی اقتصادی اور عقلی (یا بالفاظِ دیگر بہیمی اور ملکی) ضرورتوں کے پورا کرنے والی بنانے کے لئے اس تحریک کا تعلق تجلّی الٰہی سے قائم کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ انسان اپنی ساخت کے اعتبار سے بہیمیت (حیوانیت) اور ملکیت (عقلیت) کا مجموعہ ہے اور ملکیت کا تعلق براہِ راست خداوند تعالےٰ کے ساتھ ہے۔ جب یہ تجلّی الٰہی انسانی ذہن میں جم جائیگی تو ہر دم اس کی یاد رہے گی اور وہ زبانی ذکر بھی کرے گا۔ یہ زبانی ذکر حقیقت میں اس اندرونی یاد کا عنوان ہو گا۔

قرآن کا "نظامِ نو" | قرآن حکیم جو "نظامِ نو" پیدا کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد کیا ہے؟ وہ یہ بات انسانوں کے ذہن نشین کرنی چاہتا ہے کہ انسانوں پر حکومت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ قیصریت اور

Marfat.com

کسرویت یعنی شہنشاہیت (Imperialism) چند امراء کی حکومت (Oligarchy)
کو توڑ کر ان کی جگہ ایسی حکومت (State) پیدا کرنی چاہتا ہے جس کا مرکز اور محور قرآن ہی کا قانون الٰہی ہو۔ اور اس کے سوا وہ کسی اور قانون کے اتباع کو برداشت نہیں کرتا۔ کیونکہ شخصی، عائلی، قبائلی، شعوبی اور قومی قانون تک تو شاید عقلمند انسان وضع کر سکیں لیکن بین الاقوامی قانون خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ وُہی تمام اقوام کی ضرورتوں اور ذہنیتوں کو جانتا ہے۔ جن کا جاننا کسی ایک انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اور نہ کوئی جماعت یہ کام کر سکتی ہے پس اس قرآنی بین الاقوامی قانون کا نوع انسان میں قیام ضروری ہے تاکہ نوع انسان اپنی طبعی رفتار پر ترقی کرتی رہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تجلّیِ الٰہی سے تعلق قائم کرنا ہر ایک فرد انسانی کے لئے ذاتی اور طبعی ضرورت ہے۔ اور کوئی اجتماع انسانی جس میں اس ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا ہو افراد کی ترقی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔

(ب) وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا (اور سب سے پوری طرح کٹ کر صرف اسی کی طرف ہو جا)

کام کرنے کے دو اصول | دُنیا میں کام کرنے کے دو اصول اب تک چلے آتے ہیں:۔

(۱) مادّی اسباب کے بھروسے پر کام کرنا۔

(۲) مادّی اسباب سے کام لینا لیکن ان کو نتائج اور کامیابی میں مؤثر بالذات نہ ماننا یعنی اُن کو صرف آلات کی حیثیت دینا۔

قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم کی خصوصیت | قرآن حکیم کی انقلابی تحریک میں کسی دوسری تحریک

Marfat.com

کے مقابلے میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ مادی اسباب سے کام لینا ضروری قرار دیتی ہے۔ لیکن ——— ان اسباب کو کامیابی کا کفیل نہیں سمجھتی۔

مادّے کا ترقی یافتہ حصّہ | حقیقت یہ ہے کہ کائنات محض مادّے اور اس کی خاصیّات کے مجموعے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ایسی قوتیں بھی موجود ہیں۔ جو مادّے سے قدرے مختلف ہیں۔ چنانچہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے فلسفے کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کائنات میں ایسی چیزیں بھی ہیں جو غیر مادی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اس عالم مادی سے علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مادی قوتیں ہی ترقی کر کے مثالی اور رُوحانی بن گئی ہیں۔ یہ غیر مادی چیزیں ہی حقیقت میں ان مادی اشیاء کی بنیاد ہیں۔ حکمیات جدیدہ (Modern Science) کا رُخ بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ سرآمد حکماء یورپ سر جیمز جینز (James Jeans) کہتے ہیں کہ :-

> "I incline to the idealistic theory that consciousness is fundamental and that material universe is derivative from consciousness not consciousness from material."

"یعنی میں اس تخیلی نظریے کی طرف مائل ہوں۔ کہ شعورِ ذہنی بنیادی چیز ہے۔ اور مادی کائنات اس شعورِ ذہنی ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ شعور مادّے سے پیدا ہوا ہو۔"

ایک جرمن حکیم ماکس پلانک (Max Planck) کہتا ہے کہ

> "I regard consciousness as fundamental and regard matter derivative from consciousness."

Marfat.com

"یعنی میں شعور ذہنی کو اصلی اور اساسی شے مانتا ہوں اور مادے کو اس
سے نکلا ہوا سمجھتا ہوں۔"

عالمِ مثال | الغرض امام ولی اللہ اور ان کے اتباع غیر مادی مادے کو اس عالمِ مادّی ——— عالمِ شہادی ——— کی اصل مانتے ہیں۔ اور اسے عالمِ مثال (Non-material world) کی اصطلاح سے ظاہر کرتے ہیں۔ اس لئے قرآنِ حکیم کی انقلابی تحریک کے کارکن مادّے کی ہستی اور اس کے خواص و افعال کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں ایک غیر مادی اصل سے خارج شدہ مان کر اس غیر مادّی اصل الاصل ——— خداوند تعالیٰ ——— پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جو اس مادی اور غیر مادی عالم سے ماوراء ہے۔ اور جو ان دونوں کی اصل ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ مادّی اسباب کو اپنا کفیل اور کارساز نہ سمجھو بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کو اس ساری مادی اور غیر مادّی ——— شہادی اور مثالی اور روحانی ——— کائنات کا خالق اور مالک مان کر اس پر اور صرف اس پر بھروسہ کر کے کام کرو۔

قرآنی اصول انقلاب کے عملی فائدے | اس کا عملی نتیجہ یہ نکلے گا کہ :۔

(۱) قرآنی انقلاب کے کارکن اپنے لئے مادی نفع جوئی نہ کریں گے۔ یعنی یہ انقلاب پیدا کر کے وہ اپنی ذات کے لئے کوئی مادی فوائد (Material gain) حاصل نہیں کریں گے۔ بلکہ ان سے بالاتر رہ کر صرف رفاہ عامہ کے لئے کام کریں گے۔

(۲) وہ ان مادی اسباب سے کام لیں گے جو انہیں حاصل ہوں لیکن ان پر بھروسہ نہ کریں گے یعنی اپنے آپ کو ان مادی اسباب کے ساتھ اس طرح وابستہ

Marfat.com

نہ کریں گے کہ جب تک مکمل اسباب حاصل نہ ہوں وہ کوئی کام ہی نہ کریں۔ بلکہ خدا پر بھروسہ رکھ کر کام شروع کر دیں گے اور یقین رکھیں گے۔ کہ جوں جوں ضرورت پڑتی جائے گی خداوند تعالیٰ ان کے لئے اسباب پیدا کرتا رہے گا۔

قرآن کے انقلابی نظریئے کی ضرورت | انقلاب کے اس جدید نظریئے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کا سبب یہ ہے کہ عالم اسباب کی تمام قوتیں جن کے بل بوتے پر انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ ان انقلابیوں کو حاصل نہیں ہیں بلکہ وہ سب انکے مخالفین (قیصر و کسریٰ اور رؤساء مکہ اور رؤساء عرب) کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ اپنی کامیابی ان اسباب ظاہری سے وابستہ کرلیں تو وہ کبھی حرکت نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان بے بس اور بے کس لوگوں کو سکھایا گیا کہ دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے اسباب صرف مادیات ہی کی سرحد پر ختم نہیں ہو جاتے بلکہ حقیقی اور مؤثر اسباب مادی سرحدوں سے پرے واقع ہیں۔

اگر دنیا میں کامیابی کا آخری انحصار محض اور صرف اسباب مادی پر ہوتا تو جن قوموں کو یہ مادی اسباب کامل طور پر حاصل ہیں وہ کبھی نہ گرتیں اور محکوم اور غلام اقوام جو ان اسباب سے محروم ہوتی ہیں وہ کبھی ترقی نہ کر سکتیں۔ مگر چڑھتی ہوئی قوموں کا گرنا اور گری ہوئی قوموں کا اُٹھنا ظاہر کرتا ہے کہ مادی اسباب کے علاوہ بعض غیر مادی اسباب بھی ہیں۔ جو قوموں کو گرانے اور اُٹھانے میں اثرانداز ہو رہے ہیں۔ قرآن حکیم بنی اسرائیل کی گری ہوئی قوم کے متعلق کہتا ہے کہ:-

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (القصص: ۵۔۴)

(یقیناً فرعون نے ملک میں بہت سرکشی کی اور اہل ملک میں نفاق ڈالکر تقسیم کر دیا پھر وہ ان میں سے ہر ایک کو کمزور کرنے لگا۔ چنانچہ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو جیتی رکھتا تھا۔ یقیناً وہ بڑے مفسدین میں سے تھا۔ اور ہم چاہتے تھے کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو ملک میں ضعیف بنا دیا گیا تھا۔ اور ان کو لیڈر بنا دیں اور ملک کے وارث بنا دیں)

پس مادی اسباب سے کام لیتے ہوئے بھی خدا ہی پر بھروسہ کرنا ضروری ہے جو ان مادی اسباب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور عوام سے کسی قسم کی مادی اُجرت طلب کرنے کے خیال سے قطع نظر کر کے محض خدا کی خاطر کام کرنا اس قرآنی تحریک کا طغرائے امتیاز ہے۔

اس تعلیم کے پیش نظر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے رفقاء کو سکھایا کہ اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ ہی سے مانگو۔[۵] یعنی تمام اسباب کو مان کر اور استعمال کر کے بھی اُن سے بے تعلق رہو۔ اور کامیابی کا انحصار ان مادی ذرائع کے بجائے ان کی اصل پر رکھو۔ قرآن مادے کا انکار نہیں کرتا بلکہ نظر بلند کر کے اسماء حُسنیٰ تک پہنچتا ہے جو مادے کی اصل ہیں۔

---

۵ عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیسأل احدکم ربہ حاجتہ کلّھا، حتی یسأل شسع نعلہ اذا انقطع (المشکوٰۃ المصابیح)

(ہر شخص اپنی ہر ایک حاجت اللہ تعالےٰ ہی سے طلب کرے، یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالےٰ ہی سے مانگے)

Marfat.com

گری ہوئی قوموں، بے بس جماعتوں اور اسباب سے محروم لوگوں کو اُٹھانے کے لئے اس بلند فکری سے بہتر اور کیا حوصلہ افزا تعلیم ہو سکتی ہے؟ ع

دارو ہے ضعیفوں کا لَاغَالِبَ اِلّا ھُو

اب بتایا جائے گا کہ اس تحریک انقلاب کی کامیابی کے لئے بہترین خطہ کونسا ہے۔

(۹) (ل) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ: [وہ مشرق اور مغرب کا پروردگار ہے]

انقلاب کی جولانگاہ عرب کے مشرق و مغرب میں

اِس انقلابی تحریک کا حلقۂ عمل حقیقت میں عرب نہیں ہے۔ وہ قریش کے خلاف عداوت اور قتال کی تحریک نہیں ہے۔ بلکہ یہ انقلاب حقیقت میں اس علاقے کے لئے ہے جو عرب کے مشرق اور مغرب میں واقع ہے یعنی دراصل کسریٰ ایران (مشرق) اور قیصر روم (مغرب) کو قرآن کے قانون کے ماتحت لاکر اس تحریک کو تمام دنیا میں پھیلانا مقصود ہے کیونکہ قیصر و کسریٰ کے نظام انسانیت کے لئے برباد کن ہیں۔ ان نظاموں نے متمدن انسانیت کے ایک بہت بڑے حصے کو ایسی اقتصادی اور ذہنی غلامی میں مبتلا کر رکھا ہے کہ کسی انسان کو اپنی اصلی انسانی ضرورتوں پر غور کرنے کے وقت ہی نہیں ملتا۔ مشرق اور مغرب کے ان علاقوں میں انقلاب برپا کر کے انسانیت کو آزاد کرنا ضروری ہے۔ اور عرب کو اس انقلاب کا ذریعہ بنایا جائے گا۔

یہ تحریک ایک خاص ذہنیت بھی چاہتی ہے۔ جو نہایت سرد علاقے میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ انقلابی تحریکیں اور مستقل اور پائدار تہذیبیں کرۂ زمین کے انتہائی شمالی اور انتہائی جنوبی علاقوں میں پیدا نہیں ہوتیں اور نہ وہاں ان

Marfat.com

کے پنپنے کا سامان ہے بلکہ اس قسم کی تحریکیں ہمیشہ اس منطقے میں پیدا ہوتی رہی ہیں اور پیدا ہوتی رہیں گی جو شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہے۔ شمالی علاقے کے تمدن غیر طبعی ہیں اس لئے دیرپا نہیں ہوتے۔

(ب) لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا: [اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اسی کو اپنا کارساز مان]

اس علاقے میں نہ کسریٰ کی حکومت رہنی چاہیے۔ نہ قیصر کی "خدائی" ان کی جگہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کا قانون جاری ہونا چاہیے۔ کیونکہ کائنات کا پروردگار یعنی ساری کائنات کو ایک خاص مجموعہ قوانین کے مطابق ترقی دینے والا وہی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جسے حضرت مسیح علیہ السلام ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں کہ:-

Thy Will be done on earth as in Heaven
(Math. 6: 10)

(خدا کی مشیت کرۂ زمین پر اسی جامعیت کے ساتھ پوری ہونی چاہیے جس کاملیت کے ساتھ زمین سے باہر کی ساری کائنات میں پوری ہو رہی ہے)

قرآن کا منشا: مصنوعی "خداؤں" کا خاتمہ

پس جس طرح خدا کا قانون تمام کائنات میں جاری ہے۔ اور کوئی اس میں شریک نہیں ہے۔ ایسے ہی اس کا قانون — قرآنِ حکیم — انسانی معاشرے میں جاری کیا جائے اور تمام مصنوعی "خداؤں" کی "خدائی" ختم کر دی جائے اور بندگی صرف خدا کی کی جائے یعنی انسان اپنے آپ کو اپنے تمام اعمال و افعال اور خیالات میں خدا کے سامنے

Marfat.com

جوابدہ سمجھے۔ اِس میں لوگوں کے دکھاوے یا حاکم کے فیصلے کو کوئی دخل نہیں ہے یہ فیصلہ خود ہر ایک انسان کو اپنے دل کے اندر کرنا ہوگا۔ جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ میرا یہ کام خدا کے سامنے پیش ہوگا تو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ اس کام کو اچھا نہ سمجھے یہ ہے خدا کی بندگی۔ اس طرح جوابدہ سمجھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی ساری نوع کی یکساں خدمت کر سکے گا۔ کیونکہ وہ حقیقت میں اپنے آپ کو خداوند تعالٰے کی اس تجلّی کے حوالے کر دے گا۔ جو انسانیت کے قلب پر پڑتی ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے تمام نوع انسان کی ہمدردی اور خدمت کرنی ہوگی۔ اِس سورت میں قرآن کے انقلاب کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ ایسا انقلاب برپا کیا جائے جو انسان کے نوعی تقاضے پورے کریگا نہ کہ کسی خاص خطے یا قوم کی ضرورتوں ہی کا کفیل ہو۔

جس موطن میں اعمالِ انسانی کے یہ فیصلے ہوتے ہیں اسے حَظِیْرَۃُ الْقُدْس کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اس مقدس مقام میں تمام انبیاء اور اعلیٰ طاقتیں جمع ہوتی ہیں۔ ہر ایک چیز کا فیصلہ کرنے والی طاقت وہاں صرف تجلّی الٰہی ہے۔ انسانیت کا نصب العین یہ ہے کہ اس مقدس مقام میں اپنے لئے جگہ حاصل کرے۔ یہ انبیا کی انقلابی تحریک ہی کے نتیجے کے طور پر انسان کو مل سکتی ہے

(۱۰) وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا :۔

[جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس پر صبر کر اور ان سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہو جا]

مخالفوں کی مخالفت پر صبر کرو	قریش جو پہلے قومی عربی انقلاب کا اور پھر بعد میں

Marfat.com

عمومی بین الاقوامی انقلاب کا ذریعہ بنیں گے وہ اُمّی اور ان پڑھ ہیں۔ انہیں قرآنی انقلاب کا مقصد ذہن نشین نہیں ہوا۔ ان کو سمجھانے کے تمام طریقے ابھی استعمال کرنے ضروری ہیں۔ سب کو سمجھانے کا ایک ہی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہر شخص کو اس کی ذہنیت کے مطابق سمجھاؤ۔ ابھی ان سے لڑنے بھڑنے اور قتال کرنے کا وقت نہیں آیا۔ اور نہ تم اس کے لئے ابھی تیار ہو اس لئے ابھی مخالفت کرنے والوں کی باتوں پر صبر کرو۔ اور ایسی حالت پیدا نہ ہونے دو کہ وہ ہاتھا پائی پر اُتر آئیں۔

تیاری سے پہلے اقدام مضر ہوتا ہے اگر تیاری سے پہلے اقدام کر دیا جائے تو انقلاب ناکام رہتا ہے۔ چنانچہ ابتداء نبوت سے تین سال تک تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم اس طرح رہے کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی۔ جس کو اپنے مطلب کا دیکھتے اس سے بات چیت کر لیتے۔ اور جو چند لوگ ہم فکر ہوتے وہ رات کو کسی جگہ جمع ہو جاتے اس طرح دعوت اور تیاری جاری رہی۔

اب بھی جس ملک میں قرآن حکیم کے اصولوں پر انقلاب پیدا کیا جائے گا۔ اسے پہلے اسی منزل میں سے گزرنا پڑیگا۔ یعنی ذہنی تیاری کی منزل میں سے جس میں لڑائی کی گنجائش نہیں ہے۔

یہ اس تیاری ہی کی برکت تھی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد قرآنی انقلاب کی تحریک متعدد ارتجاعوں (Reaction) میں سے گزرنے کے بعد اب تک زندہ ہے۔

Marfat.com

سرمایہ پرستوں سے بازپُرس

Marfat.com

Marfat.com

سرمایہ پرستوں سے باز پرس

(۱۱) وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا:

(مجھے اور ان جھٹلانے والے فارغ البال لوگوں کو چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے)

| مکذبین، کسریٰ وقیصر ہیں | 'المکذبین' (جھٹلانے والے) سے مراد بین الاقوامی حلقے میں کسریٰ وقیصر ہیں۔ اور قومی حلقے میں مجازاً قریش کے وہ سردار جو انکی راہ چلتے تھے اور جو ان ہی کی طرح انقلاب کو برداشت نہ کرتے تھے یہ لوگ اس انقلاب کے پروگرام (Revetutionary Programme) کو نہیں مانتے۔

| سرمایہ پرستوں سے باز پرس ہوگی | 'اولی النعمۃ' (فارغ البال) وہ لوگ ہیں جن کے پاس انسانی ضروریات مثلاً کھانے پینے وغیرہ کا سامان وافر موجود ہے جو ان کی ضرورتوں سے زیادہ ہے۔

اس قسم کے سرمایہ پرست مخالفین سے چند دنوں کے لئے اعراض کرو۔ اور لڑائی سے بچو۔ یہاں تک کہ تمہاری تیاری مکمل ہو جاتے۔ اس کے بعد ان سے باز پرس کی جائے گی۔ اس زندگی میں وہ جماعت ان سے باز پرس کرے گی جو قرآنی اصولوں پر خدا کے حکم کے مطابق انقلاب برپا کرے گی۔ یہ دنیا میں خدا کی خلیفہ یعنی قائم مقام ہے۔ دوسری زندگی میں خداوند تعالیٰ براہ راست ان سے باز پرس کرے گا۔

| حضرت مسیح کا ارشاد سرمایہ پرستوں کے بارے میں | یہ باز پرس تمام مذاہب کا مسلّمہ اصول

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل باب ۲۵ آیات ۳۱ - ۴۶ میں ہے کہ :-

"جب ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئینگے تو اس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اس کے سامنے جمع کی جائیں گی۔ اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ اور بھیر بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کرے گا۔ اس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہے گا۔ کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو! جو بادشاہت بناء عالم کے وقت سے تمہارے لئے بنا دی گئی ہے اسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اُتارا، ننگا تھا، تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا، تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا، تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہینگے۔ اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا۔ یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اُتارا یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں ان سے کہے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے میرے اُن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اس لئے میرے ساتھ کیا۔

پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو! میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ۔ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔

Marfat.com

پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اُتارا، ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا، بیمار اور قیدی تھا تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ جواب میں کہیں گے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا پیاسا، یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی؟ اس وقت وہ ان سے کہے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا۔ اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا فرمان | انہی معنوں میں ایک روایت مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے :-

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ: "یا ابن آدم! مرضتُ فلم تعُدنی" قال "یا رب کیف اعودك وانت رب العالمین؟" قال: "اما علمت ان عبدی فلاناً مَرِضَ فلم تعدہُ؟ اما علمت انّك لو عدتہ لوجدتنی عندہٗ؟" "یا ابن آدم! استطعمتك فلم تطعمنی" قال: یا ربِّ کیف اُطعمك وانت رب العلمین؟" قال: "اما علمت انہ استطعمك عبدی فلان فلم تطعمہ، اما علمت انك لو اطعمتہٗ لوجدت ذٰلك عندی؟" "یا ابن آدم! استسقیتك فلم تسقنی" قال:

Marfat.com

"یا رب! کیف اسقیک وانت رب العٰلمین؟"
قال: "استسقاک عبدی فلان فلم تسقه- اما
انک لو سقیته وجدت ذٰلک عندی؟"

(یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت
کے روز اللہ تعالےٰ فرماتے گا۔ کہ اے ابن آدم! مَیں بیمار ہو گیا لیکن تو نے
میری خبر تک نہ لی؟ انسان کہے گا اے میرے پروردگار! تُو تو ساری اقوام
کا رب ہے۔ تیری خبر گیری مَیں کس طرح کرتا؟ اللہ تعالےٰ فرماتے گا۔ کہ کیا
تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہ کی اگر تو
اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا!

اے ابن آدم میں نے بھوک میں تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانے
کو کچھ نہ دیا۔ انسان کہے گا یا اللہ تو ساری دُنیا کا پروردگار ہے تجھے
کھانا کس طرح دیتا؟ اللہ تعالےٰ فرماتے گا تجھے خبر نہیں کہ میرے فلاں
بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے نہ دیا۔ اگر تو اسے کھانا دیتا تو
تو اسے میرے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! مَیں نے پیاسا ہو کر تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے
مجھے پانی نہ دیا۔ انسان کہے گا کہ یا اللہ تو تمام اقوام عالم کا پروردگار
ہے تجھے پانی کس طرح دیتا؟ اللہ تعالےٰ فرماتے گا کہ میرے فلاں بندے
نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے دیا نہیں۔ تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اسے
پانی دے دیتا تو اسے میرے پاس پاتا۔"

Marfat.com

الغرض قیامت کے دن قوموں کا فیصلہ اسی مسئلے پر ہوگا کہ انہوں نے مسکینوں اور بیکسوں کو کھانا اور کپڑا للہ وغیرہ دیا یا نہیں۔

بازپرس کیوں ہوگی؟ امام الائمہ امام ولی اللہ نے اپنے ایک رسالے "سطعات" میں اس امر کی تشریح کی ہے۔ کہ خداوند تعالٰی کی تجلّیات میں سے ایک تجلّی تجلّیِ اعظم کہلاتی ہے جو ساری کائنات پر اثر انداز ہے۔ اس کا ایک عکس یا نازل تجلّی عرش کہلاتی ہے جس کے نیچے ہر ایک نوع حیوانات کا ایک نمونہ موجود ہے۔ ان میں ایک نمونہ نوع انسان کا بھی ہے۔ اسے امام نوع انسانی یا انسان کبیر کہا جاتا ہے۔ اس انسان کبیر کے نمونے ہی پر تمام انسان اس دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور انسان صغیر کہلاتے ہیں۔ اس انسان کبیر کی جو روح ہے وہ تمام افرادِ انسانی کی روح ہے۔ اس انسانِ کبیر کے قلب پر عرش کی تجلی کا عکس پڑتا ہے۔ یہ گویا تجلّیِ اعظم کا تیسرے درجے کا نازل عکس ہے۔ یا یوں کہو کہ ذاتِ خداوندی کی ایک نازل تجلّی ہے۔ یہ تجلّی حشر میں ہر ایک فردِ انسانی سے مخاطب ہوگی۔ تو گویا حقیقت میں انسانیت ہر ایک فرد سے مخاطب ہو کر ان سے بازپرس کرے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز انسانی افراد اور انسانی جماعتوں کا فیصلہ مجموعِ انسانی (Humanity as a whole) کے تقاضوں کے مطابق ہوگا۔ جو فرد انسان کبیر یا انسانیت جامع کے طبعی تقاضوں کے جتنا قریب ہوگا یعنی ان کو جتنا زیادہ پورا کرنے والا ہوگا۔ اتنا ہی نیک یا صالح قرار دیا جائے گا۔

افرادِ انسانی اور انسان کبیر کا تعلق اس کی مثال ایسی ہے جیسے جسم انسانی کے

خلیات (Cells) کہ ان میں سے بہترین ——— صالح ترین ——— خلیہ وہ ہے جو سارے بدن انسانی کے طبعی تقاضوں کو پورا کرنے میں زیادہ سے زیادہ مدد دیتا ہے۔ اور دوسرے خلیات کے ساتھ مل کر بہترین مصالحت (Harmony) کے ساتھ کام کرتا ہے۔ جو خلیہ اس طرح کام نہیں کرتا وہ بیمار ——— غیر صالح ——— ہے۔ وہ خلیہ جسم انسانی کی خدمت کرنے سے بلسانِ حال "منکر" ہے یعنی "کافر" ہے۔ اس خلیے سے "بازپرس" ہو گی اور اس کی اصلاح کے لئے اس کا علاج کیا جائے گا۔

اسی طرح ہر فرد انسانی کی صالحیت کا امتحان اس نقطۂ نگاہ سے ہو گا۔ کہ اس نے دیگر افراد انسانی کے ساتھ مل کر کہاں تک مناسبت (Harmony) پیدا کی۔ جو انسان کبیر کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی فرد کے بدن میں کچھ اجزا خراب یا ناقص ہوں گے تو اس کی اصلاح کے لئے اسے جہنّم کے "شفاخانے" میں جانا ہو گا۔

اب فرض کیجئے کہ ایک انسان کے پاس خوراک کا ذخیرہ اس کی ضرورتوں سے زیادہ ہے۔ تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے بدن انسانی کے خلیے میں خون

۱؎ انسانی جسم ——— بلکہ ہر ایک جاندار جسم ——— چھوٹے چھوٹے خانوں یعنی خلیات (Cells) سے مرکب ہے۔ جن میں سے ایک کی شکل صفحہ ۱۰۰ پر دیکھیں۔ ایک خلیہ یا خانہ ایک انچ کا $\frac{1}{500}$ حصّہ ہوتا ہے۔ اس کے بیچ میں مرکزہ (Nucleus) ہوتا ہے۔ اور اس کے گرد مادۂ حیات (Protoplasm) بھرا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک چہار دیواری (Cell-wall) میں بند ہوتا ہے۔ یہ پھٹ کر بڑھتا ہے۔

Marfat.com

آتا ہے۔ اگر وہ فردِ انسانی اس ذخیرہ خوراک میں سے اپنی ضرورت کے بقدر لے کر دیگر افراد انسانی کو بھی اس میں سے ان کی ضرورت کے مطابق پہنچا دیتا ہے۔ تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے تندرست خلیہ خون کو دوسرے خلیات کی طرف منتقل کرتا رہتا ہے۔ یہ اس کا وظیفہ (Function) ہے اگر وہ فردِ انسانی خوراک جمع کر رکھے تو وہ ایسا ہی جیسے خلیے میں خون "جمع" ہو جاتے۔ تو جیسے اسی صورت میں کہا جائے گا کہ خلیہ بیمار ہے مثلاً اسے سوجن ہو گئی ہے۔ ایسے ہی فردِ انسانی کو بھی غیر صالح ——— نا تندرست، اخلاقی بیمار ——— قرار دیا جائے گا۔ اور انسانیت (امامِ نوعِ انسان) کے قلب پر جو تجلّی الٰہی پڑتی ہے وہ اس سے باز پرس کرے گی۔

صالحیت کا معیار مساکین کی خدمت ہے

الغرض اس دُنیا کی زندگی میں فرد کی صالحیت موقوف ہے اس بات پر کہ وہ دوسرے کمزور اور مسکین افراد کی کھانے پینے اور کپڑے لتّے سے کتنی مدد کی۔ اِس دُنیا کی زندگی میں انقلابی جماعت کی طرف سے جو انسان کبیر یا انسانیت عامہ کی نمائندگی کرتی ہے۔ اور اُس دُنیا میں انسان کبیر کے قلب پر پڑنے والی تجلّی الٰہی کی طرف سے گویا براہ راست خداوند تعالےٰ کی طرف سے باز پرس ہوگی۔ یہ انقلابی جماعت ان انسانیت فراموش افراد سے اس وقت باز پرس کرے گی جب وہ اپنی مرکزی طاقت مضبوط کرلے گی۔

(۱۲) اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا (۱۳) وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۴) يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا: (بیشک ہمارے پاس بیڑیاں، نیز آگ، گلے میں

Marfat.com

اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے جب زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ پھسلنی ریت کے ٹیلے بن کر رہ جائیں گے)

ان آیات میں آنے والے بہت بڑے خوفناک واقعے کا ذکر ہے۔ اور اس میں "مکذبین" کے لئے جن کا اوپر ذکر آیا ہے ایک بہت بڑا ڈراوا ہے۔

انقلاب اور قیامت امام ولی اللہ کی حکمت کے مطابق ان آیات میں آنے والی بڑی قیامت کے علاوہ چھوٹی دنیاوی قیامت —— انقلابِ عمومی —— کی طرف بھی اشارہ ہے۔

قرآن درحقیقت آنے والے انقلاب سے ڈرانا چاہتا ہے: اس کے لئے وہ قیامتِ کبریٰ کے واقعات کو جو تمام اقوام میں مسلمہ طور پر معلوم ہیں عنوان بناتا ہے۔ اگر قرآن حکیم محض عربوں کے لئے نازل ہوا ہوتا تو وہ عرب کی گزشتہ تاریخ کے واقعات مثلاً عاد و ثمود کی تاریخ کی طرف اشارہ کرنا کافی سمجھتا۔ مگر یہ عالمگیر صداقتیں لیکر آیا ہے۔ اس لئے اسے ان عالمگیر صداقتوں کے نہ ماننے والوں کی عبرت انگیزی کے لئے مسلمہ عالمگیر حوادث ہی کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے ان آیات میں انقلاب عمومی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قیامت کے عالمگیر حادثے کو ذریعہ بنایا ہے۔

کھانے پینے کے نظام کی اہمیت اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو اپنی اصلاح کے پروگرام میں کھانے پینے کے انتظام کو پوری اہمیت دینی چاہیئے اور اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کوئی شخص اس کے ہمسائے میں بھوکا نہ سوئے۔ جب اس اصول پر اصلاح شروع کی جائے گی تو اسے اپنے زمین و آسمان بدلے ہوئے نظر آئیں گے۔ وہ اس گھر میں آرام سے نہ رہ سکے گا جس میں وہ اب

Marfat.com

تک ظالمانہ انداز سے رہتا تھا وہ اس شہر میں نہ رہ سکے گا اور اس ملک میں نہ رہ سکے گا جس میں انسانیت پر ظلم ہو رہا ہو۔

فارغ البال ظالم لوگوں کی سزا | جب کسی قانون کا کوئی باغی پکڑا ہوا آتا ہے تو اُسے ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر قید خانے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اُسے وہاں بدترین غذا ملتی ہے۔ اور تمام راحتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانیت کے دشمن کو بیڑیوں میں کس کر پہلے دُنیاوی قید خانے میں ڈالا جائے گا۔ اور یہاں سے مر کر نکلتے ہی وہ جہنّم کے قید خانے میں ڈال دیا جائیگا چونکہ وہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتا تھا۔ اس لئے اسے دُنیاوی جیل میں اور اس کے بعد اُخروی جیل (جہنّم) میں ایسا کھانا دیا جائیگا جسے وہ کھا نہ سکے گا۔ اور جس طرح مساکین اسے دیکھ دیکھ ترستے تھے اب وہ کھانے کو ترسے گا۔ البتہ دنیاوی عذاب کا قاعدہ اتنا عام اور ہمہ گیر نہیں جتنا اُخروی زندگی کے عذاب کا ہے۔ کیونکہ جو شخص انقلابی جماعت کی کامیابی سے پہلے مر گیا وہ اس کے ہاتھوں سزا پانے سے بچ جائے گا۔ جو لوگ ان ایامِ انقلاب کی پوری سزا سے بچ گئے ان کے لئے آخری بازپرس کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ اس روز سب کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔ اس روز خداوند تعالےٰ لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے کے سوا اور کچھ نہ کرے گا۔

پس کھاتے پیتے لوگ جو انسانیت کی خدمت کے اصولوں سے انکار کرتے ہیں ـــــ مُکَذِّبِیْنَ ـــــ وہ اُس بڑے یوم انقلاب ـــــ قیامتِ کبریٰ ـــــ اور اس آنے والے چھوٹے یوم انقلاب

Marfat.com

ــــــ قیامت صغریٰ سے ڈریں اور ان کے پاس جو نعمت الٰہی ہے اُس میں سے ان کو بھی بقدر ضرورت دیں جو اس سے محروم ہیں۔

فائدہ ۔ ایک شخص غلطی کرتا ہے۔ اس پر گرفت کا موقعہ آچکا ہے مگر اس نے دوسری جماعت میں مل کر ایک اچھا کام بھی کیا ہے۔ اب یہ جماعتی اچھا کام اگر اس غلطی کو معاف نہیں کرا سکتا تو اسے مؤخر ضرور کرا دے گا۔ اس اصول پر انسانوں کا فیصلہ آگے پیچھے ہو سکتا ہے۔ مگر کوئی جرم بغیر بدلے کے نہیں رہ سکتا۔ اور جب اس جرم کی سزا پوری ہو جائے گی جو ہمیشہ محدود ہو گی، تو اُسی وقت سے وہ نجات پا جائے گا۔

شکل متعلقہ صفحہ ۹۶

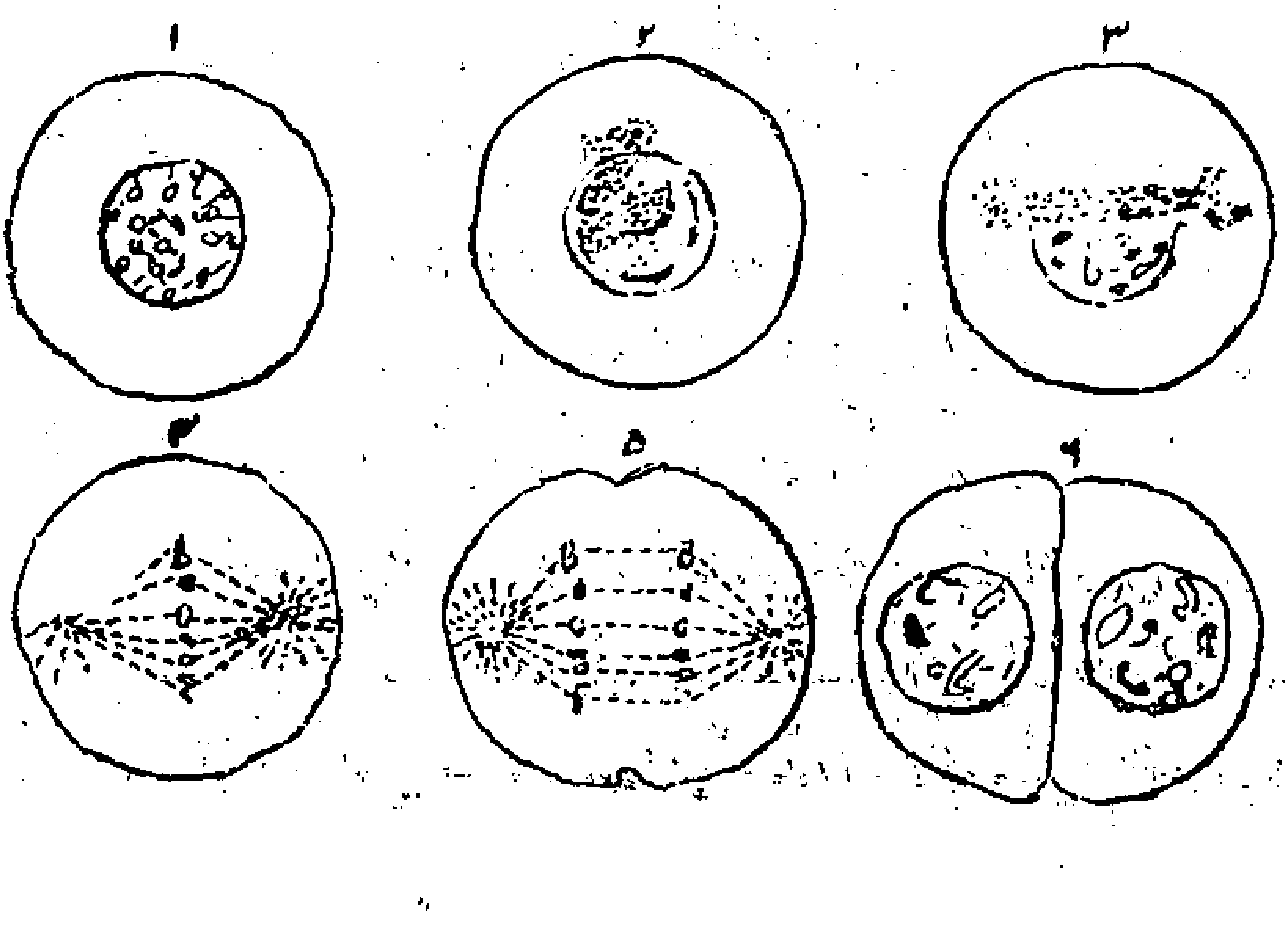

انقلاب کی منزلِ اوّل

قومی انقلاب

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب کی منزلِ اوّل

قومی انقلاب

قومی انقلاب کی دعوت | (۱۵) اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ۬ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا: (ہم نے تم عربوں کی طرف اسی طرح نگرانی کرنے والا رسول بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا)

بین الاقوامی انقلاب کے چند اصول بیان کرنے کے بعد ان کو قومی انقلاب میں استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ قومی انقلاب آگے چل کر بین الاقوامی انقلاب کی شکل اختیار کرے گا۔ اور قومی انقلاب لانیوالی جماعت ہی اس بین الاقوامی انقلاب کی مجلس عاملہ (ورکنگ کمیٹی Working Committee) بن جائے گی۔

نبی اکرم صلعم کی دو حیثیتیں | حضرت امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ عرب کے لئے قومی نبی ہیں تاکہ اہل عرب کے اخلاق و عادات کی اصلاح کریں اور ان میں قانونِ الٰہی جاری کریں۔ دوسری یہ کہ آپ تمام اقوام عالم کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت امامؒ فرماتے ہیں کہ:۔

وھذا الامام الذی یجمع الامم علی ملۃ واحدۃ یحتاج الیٰ اصول اُخری غیر الاصول المذکورۃ فیما سبق، منھا

Marfat.com

ان یدعو قوما الی السنة الراشدة ویزکیھم ویصلح شأنھم ثم یتخذھم بمنزلة جوارحه فیجاھد اھل الارض ویفرقھم فی الآفاق وقوله تعالی: (کنتم خیر امة اخرجت للناس) وذلک لان ھذا الامام نفسه لا یتأتی منه مجاھدة امم غیر محصورة واذا کان کذلک وجب ان تکون مادة شریعته ماھو بمنزلة المذھب الطبیعی لاھل الاقالیم الصالحة عربھم وعجمھم ثم ماعند قومه من العلم والارتفاقات ویراعی فیه حالھم اکثر من غیرھم (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۱۱۸)

اس بین الاقوامی دعوت دینے والے نبی کی کامیابی کے اصول ان اصولوں سے مختلف ہوں گے۔ جو ایک امام صرف اپنی قوم کے اندر دعوت کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ان میں سے ایک اصول یہ ہے کہ یہ بین الاقوامی امام اپنی قوم کو صحیح سُنّت کی دعوت دیگا۔ اور انہیں پاک کریگا۔ اور ان کی حالت درست کر کے ان کو اپنا آلۂ کار بنائے گا وہ ان کی مدد سے باقی اقوام عالم سے لڑے گا۔ اور ان کو چاروں طرف اپنی دعوت کا پیام دیکر بھیج دے گا۔ چنانچہ قرآن حکیم کی آیت کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم امّت عربیہ کا بہترین طبقہ ہو جو تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے پیدا کئے گئے ہو) اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ امام تنہا بنفس نفیس لاتعداد اقوام کے ساتھ لڑ بھڑ نہیں سکتا۔ چونکہ صورت حال یہ بن جاتی ہے

Marfat.com

اس لئے ضروری ہے کہ اس کے قانون شریعت کا جوہر تمام اقوام کے لئے خواہ وہ عرب ہوں غیر عرب جو اچھی آب و ہوا کے خطوں میں بستی ہیں۔ بمنزلہ مذہب طبیعی ہو۔ بایں ہمہ اس امام کی قوم کے علوم وارتفاقات کا دیگر اقوام کی بہ نسبت اس تعلیم میں زیادہ خیال رکھا گیا ہو)

پس بین الاقوامی دعوت دینے والا امام اپنا کام بین الاقوامی دعوت سے شروع نہیں کرے گا۔ بلکہ سب سے پہلے اپنی قوم کے صالح عناصر کو جمع کر کے قومی انقلاب برپا کرے گا اور پھر اس قومی انقلاب کی مجلس عاملہ (جو اجماعہ) دوسری اقوام میں کام کرے گی اور ان کے اندر انقلاب برپا کرے گی۔

حضرت موسےٰ کی مثال

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شاندار بین الاقوامی کامیابی اسی اصول طبعی کی پابندی کی رہین منت ہے۔ یہ اصول اس سے پہلے بھی برتنے کی کوشش کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے فرعون کے بین الاقوامی مرکزیت کو توڑنے کے لئے اسی حربے سے کام لیا۔ جب خداوند تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دعوت حنیفی کی ریاست سپرد کی (جو بین الاقوامی دعوت ہے) تو اُن کو اور ان کے رفیق کار حضرت ہارون علیہ السلام کو حکم دیا کہ :۔

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ (طٰہٰ : ۴۷)

(یعنی دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے پروردگار

Marfat.com

کے پیامبر ہیں۔ اس لئے بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے۔ اور
ان کو عذاب مت دے۔ ہم تیرے پاس تیرے رب کی کھلی نشانیاں
لے کر آتے ہیں۔ اب جو ہدایت کی پیروی کرے گا وہی سلامت رہ سکتا
ہے)

چنانچہ خدا کے دونوں پیامبر فرعون کے پاس جاتے ہیں اور حضرت موسےٰ علیہ السلام بطور نمائندہ گفتگو کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ :-

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ
(الاعراف: ۱۰۵) (میں یقیناً تمہارے رب کی طرف سے کھلی کھلی
نشانیاں لے کر آگیا ہوں۔ اس لئے اب بنی اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ
کر دو)

بالکل ایسے ہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے قریش اور عرب میں بین الاقوامی کام کو قومی رنگ میں کرنا شروع کیا اور ان مظالم سے پاک کرنے کی کوشش کی جو وہ انسانیت پر کر رہے تھے۔ اور ان کو تعلق باللہ کا وہ سبق یاد دلایا جو وہ بھول چکے تھے۔

(۱۶) فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا (فرعون
نے اس پیامبر کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اسے دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا)

فرعونی ملوکیت کا خاتمہ

فرعون کی ملوکیت بنی اسرائیل اور سب مصریوں سے ناجائز انتفاع (Exploitation) کر رہی تھی۔ اُس نے ان کو غلامی کی انتہائی ذلت میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ان سے اتنی محنت و مشقت لی جاتی تھی کہ ان کو بیلوں اور

Marfat.com

گدھوں کی طرح تمام گھریلو کاموں کے لئے استعمال کیا جانے لگا تھا۔ اہرامِ مصر (Pyramids) جیسی عظیم الشان عمارتیں جن کی تعمیر میں لاکھوں من پتھر کی سلیں لگی ہیں سب مصریوں کے ہاتھوں بنوائی گئیں۔

جب حکمران طبقہ اپنی قوم کو یوں ذلیل بنا تے تو اُسے کیوں زندہ رہنا چاہئے؟ وہ تو اپنی قوم کو آدمی ہی نہیں مانتے تھے بنی اسرائیل کی ان کے ہاں کیا قیمت ہو سکتی ہے؟ چنانچہ فرعون نے بھی بنی اسرائیل کو حضرت موسےٰؑ کے ساتھ جانے دینے سے انکار کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو آزادی کے پروگریم پر منظم کر لیا اور ان کو مصر سے نکال لے گئے۔ اب خداوند تعالےٰ نے بھی بنی اسرائیل کی خاص مدد فرمائی۔ اور ان کے دشمنوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے برباد کر دیا۔

چھٹی صدی عیسوی کے فراعنہ:	اسی طرح چھٹی صدی عیسوی کے فراعنہ (Pharoas)
کسرےٰ اور قیصر	کسریٰ ایران اور قیصر روم ——— کے لئے

ایک نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم آیا جس نے ان کو دعوت دی کہ وہ اسلام کا قانون ——— قرآن حکیم ——— قبول کر کے اسے رائج کریں اگر وہ اس قانون کو رائج نہ کریں گے تو کسانوں پر جو ظلم وہ کر رہے ہیں اس کے وہ ذمہ دار ہوں گے چنانچہ قیصر روم کو جو خط لکھا گیا اس میں یہ الفاظ خاص ہیں:-

انی ادعوك بداعیة الاسلام، اسلم تسلم یؤتیك الله اجرك مرتین فان تولّیت فان علیك اثم الیریسیین

(الصحیح البخاری باب بدء الوحی)

Marfat.com

دین تم کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر اسے مان لوگے تو دنیا
میں بھی بچ رہو گے اور اللہ تعالےٰ تمہیں اس کا دگنا اجر بھی دیگا۔ اگر تم نے
اس دعوت کو قبول نہ کیا تو تمہارے کسانوں پر جو مظالم ہو رہے ہے اور وہ اپنی
جہالت کے باعث جو غلطیاں کر رہے ہیں ان کے تم ذمہ دار ہوگے)

اس خط سے ظاہر ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انسان دوستی
شروع ہی سے ملوکیت پرستوں کے جوئے تلے دبے ہوئے لوگوں خصوصاً
کسانوں کے ساتھ تھی کیونکہ ان ممالک کی غالب آبادی ان کسانوں وغیرہ ہی
پر مشتمل تھی۔ چنانچہ امام الائمہ امام ولی اللہ دہلوی ؒ نے حجۃ اللہ البالغہ (ص ۱۰۵)
میں اس طبقے کی زبوں حالی کا جو نقشہ کھینچا ہے، وہ نہایت عبرت انگیز ہے
کسریٰ و قیصر نے یہ دعوت قبول نہ کی نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح فرعون کو
دنیا میں سزا دی گئی اسی طرح یہ دونوں سلطنتیں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں۔
اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صحیح ثابت ہوا۔ کہ ھلک کسریٰ فلا
کسریٰ بعدہ وھلک قیصر فلا قیصر بعدہ (کسریٰ و قیصر ہلاک
کر دئے جائیں گے اور ان کے بعد ان کا کوئی جانشین نہیں ہوگا)

یہ تھا وہ بین الاقوامی انقلاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے قرآن کے ذریعے سے پیدا کیا۔ اور جس کا فائدہ تمام کمزور جماعتوں کو پہنچا۔

(۱۷) فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا
(۱۸) ن السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ: (تم کس طرح بچ سکو گے اگر تم
نے انکار کیا اس دن کا جو بچوں کو بوڑھا کر دیگا۔ اور جس سے آسمان پھاڑا

Marfat.com

جائے گا)

وہ یوم انقلاب آنے والا ہے اور جس طرح قیامت کبریٰ کا عذاب ایسا خوفناک ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور آسمان پھٹ جائیں گے۔ اسی طرح چھوٹے پیمانے پر آنے والے ایام انقلاب میں تمام مخالفین کو سخت سزا دی جائے گی۔ اس یوم انقلاب کے لانے کے لئے خدائے قدیر اور مدبر السموات والارض تدابیر کر رہا ہے۔ اگر اسے قریب تر لانے کے لئے آسمانی قوتوں کو پھاڑنا تار یا بقول حضرت مسیحؑ "ہلانا" پڑے گا تو وہ بھی کر ڈالے گا۔

انقلاب کے لئے تدبیر الٰہی کے طریقے

تدبیر الٰہی کے انہی اصول کار کی تشریح کرتے ہوئے امام ولی اللہ فرماتے ہیں کہ :۔

واذا تھیأت اسباب ھذا الشر اقتضت رحمۃ اللہ بعبادہ ولطفہ بھم وعموم قدرتہ علی الکل وشمول علمہ بالکل ان یتصرف فی تلک القوی والامور الحاملۃ لھا بالقبض والبسط والاحالۃ والالھام حتی تفضی تلک الجملۃ الی الامر المطلوب۔ یعنی جب عارضی قباحت کے اسباب جمع ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کی مہربانی تقاضا کرتی ہے کہ اس عارضی قباحت کو دور کر کے مصلحت عامہ کے مطابق حالت پیدا کر دی جائے اور یہ اللہ تعالےٰ کے لئے مشکل نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ ہر چیز پر براہ راست قادر ہے۔ اور کائنات کے ذرّے ذرّے

Marfat.com

کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ اس غرض کے لئے وہ مخلوقات اور ان کی قوتوں میں تصرف کرتا ہے۔ اس کے تمام تصرفات چار قسموں میں منقسم ہو جاتے ہیں:-

(۱) قبض (یعنی جو قوتیں مصلحت کلیہ کے خلاف ہوں ان کی قوتِ عاملہ روک دی جاتی ہے)

(۲) بسط (یعنی جو قوتیں مصلحت کلیہ کے لئے مفید ہوں مگر کمزور ہوں ان کو قوی مثالیہ سے مدد پہنچا کر طاقتور بنا دیتا ہے)

(۳) احالہ (یعنی مصلحت کلیہ کے قیام کی غرض سے اگر ضرورت پڑے تو ایک عنصر کو دوسرے عنصر میں تبدیل کر دیا جاتا ہے)

(۴) الہام (یعنی مصلحت کلیہ کے قیام کے اصول کی محبت یا اس کے مخالف قوتوں کی نفرت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی جاتی ہے۔ اور وہ اس کے حق میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں)

کسریٰ و قیصر اور ان کے متبع میں قریش کو انذار

الغرض ان تدابیر کے ذریعے سے قرآنی انقلاب لایا جائے گا اور کوئی قوت اُسے روک نہ سکیگی اور نہ حجاز میں کوئی غیر انقلابی رہنے پائے گا۔ اب اگر فرعون موسےٰؑ کی تحریک انقلاب کی مخالفت کر کے بچ نہ سکا تو قیصر و کسریٰ اور ان کے ملّی اور حجازی متبعین اس انقلاب سے جو قرآن حکیم لانے والا ہے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

اس پیشگوئی کی تصدیق

تاریخ شاہد ہے کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف صحیح نکلی اور اس اعلان کے تیرہ سال کے بعد جنگ بدر میں ابوجہل اور اس کے متبعین اور

Marfat.com

چند سال کے بعد ایرانی اور رومی جنگوں میں کسریٰ ایران اور قیصر روم ہلاک ہوگئے۔

(ب) كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا: (یہ بات ہوکر رہنے والی ہے)

یہ انقلاب ہوکر رہے گا اور کوئی طاقت اسے روک نہ سکے گی!

یہ اعلانِ جنگ بدر سے تیرہ سال پہلے کیا گیا تھا۔ اور بدر میں عین اس کے مطابق ہوکر رہا۔

انقلاب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت

ہمارے اکثر مفسرین نے اپنی تفسیریں اس زمانے میں لکھیں جب قرآنی انقلاب دُنیا کے اکثر حصوں پر چھا چکا تھا اور قرآنی نظام (Quranic Order) کے مطابق مسلمانوں کی زندگی کی تنظیم ہوچکی تھی اس لئے یہ مفسرین انقلاب کی وہ کیفیت سمجھنے سے معذور رہے۔ جو صدرِ اسلام میں پیش آئی تھی اور جس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے واقعتہً زندگی بسر کی۔ اس لئے یہ مفسرین اکثر واقعات کو جو انقلاب کے زمانے میں پیش آیا کرتے ہیں۔ اور جو واقعی قیامتِ کبریٰ کا نمونہ ہوتے ہیں۔ قیامت کبریٰ ہی پر محمول کرکے خاموش ہوگئے۔ اس انقلاب کی حقیقت کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے اس قسم کا انقلاب دیکھا ہو۔ ہم خود ہندوستان میں اس انقلاب کے بعد پیدا ہوئے ہیں جو یورپین استیلا سے پیدا ہوا مگر ہم ایک واسطےؔ سے

ؔ راقم الحروف کے اُستاد مولانا مفتی عبدالحمید صاحب لودیانوی تاحال زندہ ہیں انھوں نے اپنے شہر (لودیانہ) میں پیش آنے والے واقعات راقم الحروف کو سُناتے۔ ان کو سُن کر دل دہل جاتا تھا۔ راقم الحروف نے اپنے خاندانوں کے بزرگوں سے شورش مذکور کے جو حالات سُنے وہ زبانِ قلم ادا کرنے سے عاجز ہے۔

Marfat.com

اس انقلاب کے حالات جانتے ہیں۔ جب وہ حالات سُنتے ہیں تو بدن پہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کے انقلاب کی قریب ترین مثال روسی انقلاب کی ہے۔ روس میں زار کے خاندان اور دیگر روسی امراء کے خاندانوں سے جو بیتی وہ کچھ وہی خوب جانتے ہیں جو ان قیامت خیز و حشر زا حوادث سے دو چار ہوئے۔ جو لوگ ۱۹۱۷ء ہندی کے بعد پیدا ہوتے وہ ان کی حقیقت سے کس طرح واقف ہو سکتے ہیں؟ اور صفحات تاریخ وہ خونچکاں مناظر کس طرح دکھا سکتے ہیں۔ جو آنکھوں نے ۱۹۱۷ء ہندی میں دیکھے۔ اور اس سے تھوڑا سا فرق کر کے عثمانی خلافت میں جو انقلاب آیا ہے اور شاہی خاندان جس طرح بھیک مانگنے اور بُری طرح اخلاق بیچنے پر مجبور رہا۔ مسلمانوں کا کھاتا پیتا طبقہ وہ مسلمانوں کے سامنے نہیں آنے دیتا اور نہ مسلمانوں کے سامنے روس کے انقلاب کی کوئی اہمیت نہ رہے۔ اور جتنی سزا عثمانیوں کو دی گئی وہ ہمارے عوام سُن لیں تو آنکھیں کھُلی رہ جائیں!

الغرض قرآن حکیم قیامت کبریٰ کے جس چھوٹے سے نمونے ——— انقلاب ——— کی خبر دے رہا ہے وہ واقع ہو کر رہیگا۔ اور کوئی ارضی و سماوی طاقت اسے روک نہ سکے گی!

(۱۹) (ل) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ: (یہ ایک یاد دہانی ہے)

قرآن متنبہ کرتا ہے | جو لوگ قرآن سوچتے ہیں قرآن حکیم ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔ اور جو لوگ اس کے خلاف انجذاع (Rea ction) سوچتے ہیں ان کو

Marfat.com

تنبیہ کرتا ہے۔

(فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا) (اب جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ پکڑ لے)

اب کون بچے گا؟ | اس انقلاب نے اللہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا رستہ کھول دیا ہے۔ جو شخص چاہے یہ راستہ اختیار کرلے۔ اور قرآنی تعلیم کو اپنا پروگرام بنا کر دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ رسول اللہ کا فرض یہ ہوگا کہ بھولے بھٹکے لوگوں کو یاد دہانی کراتے رہیں۔ آپ کے بعد قرآن حکیم کی تعلیم سے صحیح طور پر سوچنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے حقیقت یہ ہے کہ انقلاب وہی کامیاب ہوتا ہے جس کے کارکن انقلاب کے اصولوں کو سمجھ کر اپنا لیں اور پھر اپنی ذمہ داری پر کام کریں۔ جب تک کوئی شخص اپنے فیصلے سے انقلابی نہیں بنتا انقلاب میں وہ کوئی قیمت نہیں پاتا۔ جو لوگ اچھی طرح سمجھ کر شامل نہ ہوں وہ پھر ارتجاعی بن جایا کرتے ہیں۔ اس لئے قرآن کے اصولوں کو سمجھا کر انقلابی بنانا ضروری ہے۔

نظر بازگشت | اس رکوع میں مندرجہ ذیل مضامین آگئے ہیں:۔

(۱) قرآن حکیم کی تحریک عوام اور خواص دونوں میں جاری کی جائے تاکہ یہ اپنے انقلابی اثرات پیدا کرے۔

(۲) اس تحریک کو آگے بڑھانے کے واسطے صرف خدا پر بھروسہ کرکے کام کرنا ضروری ہے۔

(۳) اس تحریک کا ابتدائی مقابلہ بین الاقوامی میدان میں کسریٰ و قیصر

Marfat.com

کے سرمایہ پرستانہ نظام سے پیش آئے گا۔ اور قومی میدان میں ان لوگوں سے جن کی ذہنیت سرمایہ پرستانہ ہے۔

(۴) ابتدا میں انقلابی جماعت لڑنے سے باز رہے۔ اور صبر کے ساتھ تمام مصائب برداشت کرتی ہوئی تیاری کرے۔

(۵) قرآنی انقلاب کی بنیاد مسکینوں کی خدمت پر ہوگی اور اسی مسئلے پر قیامت کے روز اقوام اور افراد کا فیصلہ ہوگا۔

(۶) عمومی انقلاب برپا کرنے سے پہلے اُس کے پیشرو (Pioneers) تیار کرنے کے لئے قومی انقلاب پیدا کیا جاتے۔

Marfat.com

انقلاب کی منزل دوم

بین الاقوامی انقلاب

Marfat.com

Marfat.com

انقلاب کی منزل دوم

بَيْنَ الْأَفْوَاهِ اِنْقِلَاب

تمہید | انقلاب کی حقیقت ان کے ذہن نشین ہو گی۔ اب یہ اساتذہ ــــ ائمہ انقلاب ــــ اپنے اپنے گھروں پر لوگوں کو تیار کریں گے۔ اس لئے شب بیداری کی وہ پابندی جو ایک سال پہلے لگائی گئی تھی کہ ایک تہائی، نصف یا دو تہائی رات گئے تک کھڑے رہا کرو۔ غیر ضروری قرار دے دی گئی۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ اسے قیامت تک کے لئے منسوخ کر دیا گیا۔ اس "قول ثقیل" پر عمل کرنے کی تیاری کے لئے ضرور کم سے کم ایک سال تک بالاستیعاب (Intensive) مطالعے اور گہرے غور و فکر کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد بھی جب انہی اصولوں پر انقلاب برپا کرنے کی ضرورت ہو گی پھر یہی اصول قائم ہو جائیگا۔ اور یہ آیت زیر عمل آجاتے گی۔ یہ قیام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری عمر ضروری رہا۔ مگر عام لوگوں کو اس سے مستثنےٰ کر دیا گیا۔

(۲۰) (ا) اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ : (بیشک تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو اور تیرے ساتھیوں میں سے ایک چھوٹی سی

Marfat.com

جماعت دو تہائی سے کچھ کم یا نصف شب یا ایک تہائی رات تک کھڑی رہتی ہے اور اللہ مقدار معین کرتا ہے رات اور دن کی وہ جانتا ہے تم (ہمیشہ) اس حکم کی پیروی نہ کر سکو گے اس لئے اس نے تمہیں اس حکم کی تعمیل سے بری کر دیا۔ اب تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا آسانی کے ساتھ پڑھ سکو]

قیام شب کا حکم دائمی نہ تھا | یہ حکم تمام دنیا کے لئے اور ہر زمانے کے مسلمانوں کے لئے دائمی حکم نہ تھا۔ کہ وہ ایک تہائی یا نصف یا دو تہائی رات تہجد میں گزاریں جس میں وہ قرآن حکیم پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ زمین کے بعض حصوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں جیسے ناروے کے شمال میں ایک ماہ کی رات ہوتی ہے۔ اگر اتنی لمبی رات کا آدھا یا تہائی بھی کھڑا رہنا پڑے تو عملی طور پر یہ ناقابلِ عمل ہوگا۔ ایسی تعلیم جس میں اس قسم کے حکم ہوں عالمگیر نہیں بن سکتی۔ اس لئے خداوند تعالٰے نے انسان کی طبعی ضرورت کے مطابق قرآن حکیم کے اتنے مطالعے کا حکم دیا جس پر عمل ہمیشہ ممکن ہے۔

ترمیم حکم کے دوسرے اسباب (۱) امراض (۲) سفر (۳) قتال | اس حکم کے بدلنے میں رات دن کی کمی بیشی کے علاوہ اور بھی کئی اسباب ہیں۔ مثلاً :-

(ب) عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى : (وہ جانتا ہے کہ تم میں عنقریب بعض لوگ بیمار بھی ہو جائیں گے)

(ا) جو لوگ بیمار ہوں گے وہ اس طویل شبانہ تعلیمی عبادت کے متحمل نہ ہو سکیں گے۔

Marfat.com

(ج) وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ:
(اور دوسرے لوگ سفر کریں گے زمین پر اللہ کے فضل کی تلاش میں۔

(۲) بعض لوگ انقلابی ضرورتوں کے لئے سرمایہ جمع کرنے کی خاطر خواہ وہ اپنی ذات کے لئے ہو یا جماعت کے لئے، راتوں کو سفر کریں گے۔

(د) وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ: (اور دوسرے لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے)

(۳) بعض لوگ اس انقلابی پروگریم کو زمین میں قائم کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا کر خدا کی راہ میں لڑیں گے۔

(ہ) فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ: (اس لئے اتنا پڑھ لو جتنا آسانی سے پڑھا جا سکے)

یہ دائمی قاعدہ ہے کہ حسب ضرورت جتنا سہولت سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ مملکت State) کی تنظیم صرف علم سے نہیں ہوتی۔ بلکہ تجارت اور تحفظ مملکت کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ پس ہر شخص کو کوئی نہ کوئی منفعت بخش کام (Productive Occupation) اختیار کرنا چاہیئے۔ جو سوسائٹی کے لئے مفید ہو۔ اور جس کی قانون اجازت دے۔ انقلاب کا نتیجہ یہ ہے کہ انقلاب منظم کر کے عوام کو ارتقائی راستے پر لگا دیا جائے۔ اس وقت ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام کرنا ہوگا تاکہ ملک کی پیداوار بڑھے اس پیداوار کی تنظیم بھی انقلاب کا ایک فریضہ ہے۔ اسی کے بل بوتے پر انقلابی جماعت اپنے انقلاب کو آگے بڑھا سکتی ہے۔ اگر ملک کی پیداوار منظم نہ ہوگی تو مخالف طاقتوں کے حملوں کو برداشت نہ کیا جا سکے گا۔ اور اجتماعی طاقتیں فتور مچا دینگی۔

Marfat.com

ہر شخص کو کوئی نہ کوئی کام کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ مگر یہ افراد کے اختیار میں ہوگا کہ کونسا مفید پیشہ اختیار کریں۔ جو لوگ ان پیشوں کو اختیار کرلیں گے وہ نماز تہجد بطریق مذکور رات کو مقررہ طویل گھڑیوں میں نہ پڑھ سکیں گے۔ اس لئے قانون میں قدرے ترمیم کردی گئی۔

الغرض اب اپنی سہولت کے مطابق قرآن حکیم پر تدبر جاری رکھو اور دیکھو کہ اس کے مطابق حکومت کس طرح چلائی جائیگی۔ اس قرآن خوانی کی عملی شکل کیا ہوگی۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے۔

وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ :

ایک اہم نکتہ؛ قرآن کی تعلیم انقلابی ہونے کا ثبوت

یہ آیت نہایت اہم تاریخی چیز ہے۔ یہ بعثت کے دوسرے سال میں نازل ہوئی۔ اس میں آنے والی جنگوں کی طرف نہایت صاف وصریح اور ناقابل تاویل الفاظ میں اشارہ موجود ہے۔ اس سے قرآنی فکر کے انقلابی ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ملتا ہے۔ انقلاب اگر سوچے سمجھے ہوئے پائدار اصولوں پر برپا کیا جائے تو اس کے بنیادی فکر میں کبھی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ اگر قرآن حکیم انقلابی تحریک پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو ضرور اس میں لڑنے کا فکر شروع ہی سے موجود ہونا چاہیئے۔ گو لڑنا نہ لڑنا وقتی مصلحت کے مطابق ہوگا۔ یہ آیت اس فکر کی پوری پوری تائید کرتی ہے۔ اور قرآن حکیم کی تعلیم کو ناقابل تردید طور پر انقلابی ثابت کرتی ہے۔ اس آیت میں قتال کا جو فکر پیش کیا گیا ہے۔ وہ پہلا جرثومہ (Germ) ہے جس نے آگے چل کر انفال اور توبہ کی ترتیب اور جامعیت حاصل کرلی

سہ انفال، اور توبہ قرآن حکیم کی دو سورتیں ہیں جن میں جنگ کا بین الاقوامی قانون تفصیل سے دیا گیا ہے

Marfat.com

عدم تشدد طبعی اصول نہیں زمانہ حال کا یہ سب سے افسوسناک حادثہ ہے کہ عدم تشدد (Non-violence) کو جو انقلاب کی تیاری کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ سیاست کا لازمی اور دائمی جز قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ انسانی سیاست کی قطعی غیر طبعی ترجمانی ہے۔ قرآن حکیم اور اس کی بنیاد حکمت امام ولی اللہؒ اس سے قطعاً انکار کرتے ہیں۔ اور قرار دیتے ہیں کہ چونکہ انسان بہیمیت (Anima) اور عقلیت یا ملکیت (Persona) سے مرکب ہے۔ یہ تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ کہ انسان اجتماعی حیثیت سے اپنی ارتقائی زندگی کے کسی دور میں بھی بہیمیّت سے علیحدہ ہو جائیگا۔ اس لئے جنگ اور قتال ——— جہاد ——— جس کے ذریعے سے ملکیت یا عقلیت بہیمیت پر غالب آتی رہیگی انسانی معاشرہ (Society) کا لازمی جز رہیگا۔ انسانیت فقط عدم تشدد (Non-violence) یا مصالحت (Compromise) سے کبھی ترقی نہیں کرسکتی بلکہ ہمیشہ انقلاب (Revolution) سے آگے بڑھتی ہے۔ جس کے لئے تشدد اور عدم تشدّد دونوں ضروری ہیں۔

فائدہ :۔ ہماری شرعی اصطلاح میں جہاد کے لئے امیر، لشکر اور سامانِ جنگ کی ضرورت ہے۔ یہ اجتماع سے حاصل ہوسکتی ہیں۔ لیکن اگر اجتماع ٹوٹ چکا ہو اور سامانِ جہاد میسّر نہ ہو تو پھر ہمارے فقہا ہر مرد اور عورت کو انفرادی طور پر جہاد کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ یہ ہے **انقلاب**۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ بات انہیں حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسنؒ نے سمجھائی تھی۔ ہماری قوم میں علی گڑھ پارٹی

Marfat.com

نے جس طرح جہاد میں سستی برتی ہے وہ نہایت قابلِ افسوس ہے اور مزید براں گاندھی جی کا مستقل عدمِ تشدد کا نظریہ تباہ کن ہے۔

نبی اکرم صلعم کی مکی اور مدنی زندگی: ایک شبہ کا ازالہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کی مکی اور مدنی زندگی کا ایک ہی محور تھا ــــــ انقلاب جس کے لئے قتال لازم ہے۔ لیکن یورپ کے پراپیگنڈہ کرنے والے ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں۔ کہ آپؐ مکہ میں مسکینی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر مدینہ پہنچتے ہی حالات کچھ سازگار ہوئے تو (نعوذ باللہ) کھل کھیلے اور قافلے لوٹنے شروع کر دیئے اور رفتہ رفتہ ایک ریاست (State) کے مالک بن بیٹھے۔ چنانچہ مشہور اہل قلم مسٹر جوزف ہل (Joseph Hull) اپنے مقالے "الثقافۃ العربیۃ" (Die Kultur der Arabes) مترجمہ جناب صلاح الدین خدا بخش صاحب ایم۔ اے، بی سی ایل، بیرسٹر ایٹ لا، پٹنہ) کے صفحہ ۲۲-۲۳ پر لکھتے ہیں کہ:۔

> The man who just left Mekka and the man now entered Medina seem to be two different men. The former man an ideal preacher of a perfect religion who for his convictions, cheerfully endured scorn and persecutions and who sought no other destinction than that of being acknowledged a messenger of God. There is no trace of love of power in him—nothing to indicate that he was striving to set up a state organisation at the head of which he wished to preside. Of social reform the one thing that he sought to

Marfat.com

achieve in Mekka—supported by the doctrine of unity of God and the day of Judgment reinforced by the joys and horrors of Heaven and Hell—was the widening of the circle of duties beyond the tribe, to all faithfuls alike and to mankind at large in the event of their accepting the true faith.

He left Mekka as a Prophet but entered Medina as the Chief of a community. The "fugitives" constituted a tribe by themselves and as a corporate body were described under the name and style of **Muhajirin.** This change of position created fresh problems, set new tasks but Mohammed was quite equal to the occasion. The Prophet now retires into the background—the diplomatist now comes forward. The Prophetship is now only an ornament of the ruler, an effective weapon establishing, extending, maintaining power".

(یعنی جس شخص نے ابھی ابھی مکّے سے ہجرت اختیار کی اور جو اس کے بعد مدینے میں داخل ہوا۔ ایک نہیں دو جداگانہ اشخاص معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا ایک کامل اور مکمّل مذہب کا مبلغ تھا۔ اس نے اپنے اعتقادات اور ایمانیات کے سبب اپنے مخالفین کی طرف سے ہر قسم کا نفرت آمیز سلوک اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں۔ وہ خدا کا پیامبر مانے جانے کے سوا اور کسی قسم کے امتیاز کا خواہاں نہ تھا۔ قوت حاصل کرنے کا اسے

Marfat.com

خواب تک نہ آیا تھا۔ اور یہ ہرگز نظر نہیں آتا کہ وہ اپنے ماتحت کوئی حکومت قائم کرنی چاہتا ہے۔ وہ اہلِ مکّہ سے صرف اتنی اصلاح چاہتا ہے کہ وہ اپنے قبائلی فرائض کے حلقے کو وسیع تر کر کے تمام مسلمانوں کو اس میں شامل کر لیں اور اگر تمام دُنیا کے مسلمان اسلام لے آئیں تو ان سب کو اس حلقے میں سے لیں۔ وہ صرف اس غرض سے اہلِ مکّہ کو توحید کا سبق دیتا ہے اور یوم آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور ثواب کی توقع دلاتا ہے۔

الغرض اس نے مکّہ چھوڑا تو وہ محض ایک نبی تھا۔ اور جب مدینے میں داخل ہوا تو وہ ایک گروہ کا لیڈر تھا۔ جو لوگ ہجرت کر کے اس کے ساتھ آئے تھے اُن کا مہاجرین کے نام سے ایک الگ فرقہ بن گیا۔ اس تبدیلی نے نئے مسائل اور نئے نئے کام پیدا کر دیئے۔ مگر (حضرت) محمد (صلعم) ہر ایک مسئلے کو حل کرنے اور ہر ایک کام کو سرانجام دینے کا اہل تھا۔ اب نبی پس منظر میں چلا جاتا ہے اور اس کی جگہ سیاستدان (Diplomatist) آگے آجاتا ہے۔ اب نبوّت حکمران کے زیور کے سوا اور کچھ نہیں جسے وہ اپنی ریاست قائم کر کے اسے توسیع دینے اور قائم رکھنے میں، استعمال کرتا ہے)

دراصل مشنری لوگ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی اور مدنی زندگی میں اس قسم کی تفریق کر کے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مدینے تشریف لے جانے کے بعد آپ کا فکر (Idea) بدل گیا تھا۔ جس سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی تعلیم انقلابی (Revolutionary) نہیں ہے جو اصول

Marfat.com

انقلاب کے مطابق نہیں بلکہ حالات کے تابع تبدیل ہوتی رہتی تھی۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ جس کا ثبوت آیت زیر بحث سے مل جاتا ہے۔ مکّی زندگی میں قرآنی جماعت کو بتا دیا گیا تھا۔ کہ آگے چل کر قتال (War) ہوگا۔ چنانچہ اس کے چند سال بعد بدر سے جنگوں کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کے آخری ایام تک برابر جاری رہا اور ان کا تتمہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانے میں پیش آیا۔ جب قیصر وکسریٰ کے ممالک پر قبضہ کیا گیا۔ اس کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم انقلابی تعلیم ہے جس کا فکر (Idea) مکّہ مکرمہ میں پیدا ہوا۔ اور وہیں تکمیل تک پہنچا۔ مدینہ منوّرہ کی زندگی درحقیقت اسی فکر کی توسیع تھی۔ چنانچہ امام الائمہ حضرت امام ولی اللہ "فیوض الحرمین" (ص ۶۷) میں خلافت باطنہ اور خلافت ظاہرہ کی جو تشریح کرتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خلافت ظاہرہ سے مراد سلطنت ہے۔ اور خلافت باطنہ سے مراد وہ پارٹی ہے جو سلطنت پیدا کرتی ہے۔ یہ خلافت باطنہ مکّہ مکرمہ میں پیدا ہو چکی تھی۔ اسی کو قرآن حزب اللّٰہ قرار دیتا ہے۔

(۸) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو)

نماز اور زکوٰۃ کا دائمی قانون

تہجد کی معافی کے ساتھ عام نماز معاف نہیں ہوگئی۔ اسے ضرور قائم رکھو۔ یہ تجلّی الٰہی کے ساتھ تعلق قائم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے مساکین کی خدمت جس کے لئے زکوٰۃ کا ادارہ قائم کیا گیا ہے۔

Marfat.com

مساکین کی خدمت کے لئے اپنی آمدنی میں سے اتنا حصّہ نکالتے رہو کہ ان کا پیٹ بھر جاتے۔ یہ انقلاب کا لازمی جزء ہے ورنہ غیر انقلابی کیفیت اُوپر بیان ہو چکی ہے یعنی جو لوگ مساکین کی روٹی اور دیگر انسانی ضرورتوں کا مسئلہ حل نہیں کریں گے۔ وہ سزا کے مستوجب ہوں گے۔ حکومت قائم ہو جائے تو مساکین کے کھانے پینے وغیرہ کا منظم انتظام اس کا فرض اولین ہو گا۔ وہ عام مسلمانوں سے زکوٰۃ کا بقدر ضرورت ٹیکس وصول کر کے مساکین پر خرچ کریگی۔ اگر آمدنی کی اس مد سے یہ خرچ پورا ہوتا رہے تو اچھا ہے۔ ورنہ دوسری مدّات سے اس کام میں مدد دی جاتے گی۔ اگر دیگر مدّات بھی اس کی کفیل نہ ہو سکیں، تو مزید ٹیکس لگایا جاتے گا۔ مگر یہ اختیار اس حکومت کو ہے۔ جو اپنا حساب قوم کے سامنے پیش کرے۔ اگر وہ دارالشوریٰ میں اپنا حساب پیش نہیں کرتی تو اسے ٹیکس وصول کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ جتنا لیتی ہے ظلم سے لیتی ہے۔

(د) وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا: (اور اللہ کو ادھار دو بطریق احسن)

سرمایہ محدود کرنے کا قانون | زکوٰۃ کے علاوہ یہ قرضہ بھی قرآن کا قانون چلانے والی حکومت کو دیا جاتے گا۔ اور اس سے اس پر سود نہ لیا جائیگا۔ اس کی صورت یہ ہو گی۔ کہ ہر ایک شخص کو اپنا فالتو روپیہ سرکاری بیت المال میں جمع کرانا ہو گا۔ جہاں سے وہ جب چاہے۔ واپس لے سکتا ہے۔ اور حکومت اس پر اپنی مرضی سے جس قدر چاہے نفع دے سکتی ہے۔ جس کی شرح وغیرہ پہلے سے طے نہ ہوگی یہ نفع دینا نہ دینا اور کس شرح سے دینا یہ سب باتیں حکومت کے اختیار تمیزی

Marfat.com

پر چھوڑنا ہوگا۔

آج کل بینک آو انگلینڈ (Bank of England) نے تمام دُنیا پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کا نظام سود پر چلتا ہے۔ ہمارے بینک ایسے نہیں ہوں گے۔ ہمارے بینک امدادی بنکوں (Co-operative Societies) کے اصولوں پر ہوں گے جن میں ہلکا سود بھی نہیں لیا جائے گا۔ ان کے چلانے کے لئے سوسائٹی اپنا علیحدہ انتظام کرے گی۔

(ز) وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ:

(تم اپنی جو نیکی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پالو گے)

انفرادی اور اجتماعی مفاد کا تلازم | تم اپنے اجتماعی فائدے کے لئے جو کام بھی ان اصولوں پر کرو گے وہ ضائع نہیں جا سکتے۔ اگر ان سے براہ راست تمہاری ذات کو فائدہ نہ پہنچا تو تمہاری اولاد کو یا دوسرے عزیزوں کو یا اجتماع انسانی کے کسی فرد کو فائدہ پہنچ جائیگا۔ اور دُنیا میں قومی کاموں سے بڑھ کر بلند تر درجے پر کام کرنے کا حوصلہ دلائیگا۔ اور اس کا جو اثر تمہارے نفس پر مرتب ہو گا وہ آئندہ زندگی میں بھی بالآخر تمہارے لئے مفید ثابت ہوگا۔

(ح) هُوَ خَيْرًا وَّأَعْظَمَ أَجْرًا: (وہ اجر کے لحاظ سے بہت اچھا اور بہت بڑا ہے)

بین الاقوامی کام زیادہ شاندار کام ہے | بیشک تم آج قومی درجے پر کام کر رہے ہو۔ اور یہ کوئی بلند درجے کا کام نہیں ہے۔ لیکن آگے چل کر تم اسی قومی کام کے نتیجے کے طور پر بین الاقوامی کام کرنے کے قابل ہو جاؤ گے جس کا اجر تمہیں اس سے

Marfat.com

بہت زیادہ اور نہایت شاندار شکل میں ملے گا پس اعلیٰ درجات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

(ط) وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: (اور اللہ سے معافی مانگتے رہو بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنیوالا ہے)

قیام ضبط کی ضرورت | اس قومی اور بین الاقوامی کام میں کبھی کبھار غلطی ہو جایا کرے تو اسے اصول بنا کر نہ بیٹھ جاؤ۔ بلکہ اصول وہی ہیں جو قرآن حکیم میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ غلطی ہو جائے تو اس کو غلطی سمجھ کر اس سے بازگشت کرو۔ از سر نو قرآن کے اصولوں پر قائم ہو جاؤ اور اس طرح اپنی جماعت کا ضبط (Moral Discipline) نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رکھو۔ اس طرح کرتے رہو گے تو غلطیوں کے نتائج سے محفوظ رہو گے۔ جو شخص اعترافِ قصور کر کے بلند درجہ حاصل کرنے کی کوشش میں چل بسا وہ ایسا ہی ہو گا جیسے اس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا اور اُسے وہی اجر ملے گا جو اس کے بھائیوں کو ملیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ اس قسم کی لغزشیں معاف کر دیا کرتا ہے چنانچہ اس کا عام قاعدہ یہ ہے کہ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا (یعنی اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں)

Marfat.com

خلاصۃ الکلام

Marfat.com

Marfat.com

خلاصۃ الکلام

اس سورت (المزّمل) میں مندرجہ ذیل مضامین آتے ہیں:-

(۱) قرآن حکیم کی تعلیم انقلابی ہے۔ اس لئے اسے خواص و عوام دونوں بیک وقت پھیلایا جائے (آیات ۲-۷)

(۲) اس تحریک انقلابی میں کام کرنے والے صرف خدا پر بھروسہ رکھ کر کام کریں۔ غیر قرآنی نظام والوں سے کسی رعایت و اعانت کی امید نہ رکھیں (۸-۹)

(۳) اس تحریک کا مقابلہ قومی اور بین الاقوامی حلقوں میں سرمایہ پرست اور ملوکیت پرست لوگوں سے پیش آئے گا (۱۱)

(۴) انقلابی جماعت شروع شروع میں تشدد اور جنگ سے پرہیز کریگی۔ البتہ تیاری کے بعد وہ حسب ضرورت لڑ سکتی ہے (۱۰، ۱۱)

(۵) انقلابی جماعت ان خوشحال لوگوں سے جواب طلب کرے گی۔ جو مساکین وغیرہ کی خدمت میں اپنا مال صرف کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی اسی اصول پر ہر ایک فرد سے جواب طلبی ہوگی (۱۱تا۱۴)

(۶) انقلاب عمومی سے پہلے قومی انقلاب لانا ضروری ہے (۱۵)

(۷) ابتدائی کارکنوں (Pioneers) کو قرآن حکیم کا بالاستیعاب (Intensive) مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ گو بعد میں اس قاعدے میں نرمی

Marfat.com

کی جا سکتی ہے (آیات ۲۰ تا ۲۴ مع آیت ۲۰/۷)

(۹) اس انقلاب کی بنیاد تعلق باللہ اور تنظیم مساکین پر ہوگی (۲۰/۷)

(۱۰) یہ انقلابی تحریک اصولاً سرمایہ پرستی کی مخالف ہوگی۔ اس لئے سود کو جائز نہ رکھے گی (۲۰/۷)

(۱۱) اس تحریک میں کام کرنے والے ہمیشہ اپنے کام کا جائزہ لیتے رہیں۔ اور غلطیوں کی اصلاح کرتے رہیں اور اس طرح جماعت کا ڈسپلن (Discipline) قائم رکھیں (۲۱/۷)

Marfat.com

سُورَةُ مُدَّثِّرْ

Marfat.com

Marfat.com

بین الاقوامی انقلاب کے اصول

Marfat.com

Marfat.com

تفسیر سورۃ مدثر

بین الاقوامی انقلاب کے اصول

سورۃ مزمل کے ساتھ ربط سورۃ مزمل میں شخصی ـــــ داخلی ـــــ انقلاب کا ذکر تھا۔ اور انفرادی فکر کی اصلاح کی گئی تھی۔ چنانچہ اس میں بالصراحت کہا گیا تھا۔ کہ:۔

(۱) قُمِ الَّیْلَ .... وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ

(۲) وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ

(۳) وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ؕ

اس تعلیم کے مطابق حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے انفرادی طور پر ملتے رہے اور اُن کو قرآنی انقلاب سے روشناس کراتے رہے۔ اس عرصے میں کچھ لوگ اس انقلاب کو قبول کر کے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ وہ بھی ضمنی طور پر اسی طرح کام کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا۔ کہ اس انفرادی انقلاب کو اجتماع میں لائیں۔ چنانچہ سورۃ مدثر میں حکم دیا گیا ہے کہ:۔

Marfat.com

(۱) قُمْ فَاَنْذِرْ۔ (اُٹھ اور لوگوں کو اس آنے والے انقلاب سے ڈرا)

(۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (خدا کی بزرگی کا اعلان کر) اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآنی انقلاب اجتماع انسانی میں آجائیگا۔

(۳) اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۔ یہ انقلاب تاریخ انسانی کے بہت عظیم الشان واقعات میں سے ہے۔ اور یہ ساری نوعِ بشر کے لئے ڈراوا ہے۔

اس سے بھی ظاہر ہے کہ اس ڈراوے کو عوام تک پہنچانا مقصود ہے۔ چنانچہ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے علانیہ تبلیغ شروع کردی اور آپ عوام کو بیش از بیش تیزی کے ساتھ قرآنی انقلاب کی دعوت دینے لگے۔

سورہ مدثّر کا مضمون | قرآنی انقلاب جامع انسانی انقلاب ہے۔ یعنی انسانیتِ اعلیٰ کے جملہ تقاضے پورے کرنے والا انقلاب ہے۔ اس لئے اس کی بنیاد جن اخلاق پر ہے ان کی طرف شروع کی آیات (۱-۲/۷) میں اشارہ کرنے کے بعد اس انقلاب کے مخالفین کی ذہنیت کا تجزیہ (Psychological Analysis) نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے (آیات ۱۱-۲۵) اور پھر دکھایا گیا ہے کہ دُنیا میں یہ ذہنیت پیدا ہو جائے تو دوسری زندگی میں اس کا ظہور کس طرح ہو گا۔ (آیات ۲۶-۳۰)

اس کے بعد بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن کا عالمگیر انقلاب قومی اور بین الاقوامی منازل میں سے گزرے گا۔ تو اس کی کامیابی کے اسباب کیا ہوں گے (آیات ۲۶-۴۹) اور جو لوگ اسے مان لیں گے ان کی ذہنیت کیسی ہوگی اور جو

Marfat.com

نہ مانیں گے ان کی ذہنیت کیسی ہو گی (آیات ۵۰-۵۶)

الغرض اس سورت میں قرآنی انقلاب کے اخلاق اور ابتدائی اصولوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور مخالفین کی ذہنیت کی تشریح کی گئی ہے۔ اور اس انقلاب کی انتہائی کامیابی کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (اے مدثر!)

مدثر کے معنی | لفظ مزمل کی تشریح کے دوران میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ موطا امام مالکؒ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام اَلْمَاحِیْ بھی ہے۔ جس کے معنی خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاتے ہیں۔ کہ یمحوا اللّٰہ بِیَ الْکُفْرَ (یعنی میرے ذریعے سے اللہ تعالے کفر کو محو کرے گا) چنانچہ لغوی طور پر دَثَّرَ کے معنی اَھْلَکَ[عـ] (ہلاک کرنا) بیان کئے گئے ہیں جو بالکل اَلْمَاحِیْ کے معنوں کے مرادف ہیں۔ پس مُدَّثِّر کے معنی ہیں دنیائے انسانیت سے ہر قسم کا ظلم و جور مٹانے والا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام مِلّت حنیفیہ یعنی حضرت ابراہیمؑ کے اصول حیات کے دوبارہ زندہ کرنے سے کریں گے۔ جو آپ کی گھٹی میں پڑی تھی۔ اور جس کے نمائندے قریش تھے۔

نبی اکرم صلعم کی سیرت پر ایک نکتہ | سیرت نبوی (علیٰ صاحبھا التحیّة والسّلام) کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مِلّت حنیفیہ ابراہیمیہ کے قیام کے لئے طبعاً بے تاب تھے۔ آپ کی تربیت بھی قریش کے اونچے گھرانوں میں ہوئی۔ جن

عـ المنجد اور الاقرب الموارد

Marfat.com

ہیں اس ملّت کی اچھی اچھی باتیں باقی تھیں؎۔ پھر وہ انقلاب کا زمانہ تھا۔ فارس اور روم آپس میں لڑ رہے تھے اور چاہتے تھے کہ دُنیا کی اقوام کو اپنے قبضے میں لائیں۔ ان سیاسی اور جنگی حالات کا اثر قریش پر بھی پڑ رہا تھا۔ کیونکہ ان کے تجارتی تعلقات ان دونوں ممالک کے ساتھ تھے۔ اور ان ملکوں میں ان کی کافی آمد و رفت تھی۔ چنانچہ قریش کا سمجھدار طبقہ سیاسی میلانات کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

(۱) ایک طبقہ قیصر کی طرف مائل تھا۔

(۲) دوسرا طبقہ کسریٰ ایران کی طرف مائل تھا۔

(۳) تیسرا طبقہ ان دونوں سے الگ تھا اور حنیفیت پر قائم تھا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم طبعاً اس تیسرے گروہ کے سرگرم رکن تھے۔ یہ گروہ اگرچہ اقلیت میں تھا۔ لیکن عرب پر قریش کی سیادت قائم کر کے آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قسم کی قیادت کی طبعی خداداد استعداد بھی موجود تھی۔ آپ کو اس انقلاب میں کامیابی کے لئے جس ہدایت کی ضرورت تھی اور جس کے لئے آپ سرگرداں تھے

؎ یہ خیال غلط ہے کہ قریش اور اہلِ عرب افریقہ کے وحشیوں کی طرح بالکل وحشی لوگ تھے۔ جن میں کوئی انسانی خوبی باقی نہ رہی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ قریش اور اکثر اہل عرب میں ملّتِ حنیفیہ کا اچھا خاصہ حصّہ باقی تھا۔ جیسے آج کل مسلمانوں کی تباہی کے باوجود ان میں اپنے بزرگوں کی بہت سی اچھی باتیں موجود ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو حجۃ اللہ البالغہ جلد اوّل صد ۱۲۴

Marfat.com

(وَوَجَدَكَ ضَالًّا)[ع] وہ خداوند تعالیٰ نے فراہم کر دی (فَهَدٰى)[ع]

آپ قرآن حکیم کے ذریعے سے دنیائے انسانیت میں جو انقلاب پیدا کرنا چاہتے ہیں اس کا لازمی نتیجہ ہو گا کہ انسانی معاشرہ (سوسائٹی) میں سے ہر قسم کا ظلم خواہ وہ خدا اور بندوں کے تعلقات میں ہو یا بندوں کے باہمی تعلقات میں یعنی روحانی ہو یا اقتصادی سب مٹا دیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ خدا کے ساتھ صحیح طریق پر تعلقات قائم کئے جائیں گے۔ اور انسانیت میں معاشیات معاشرت اور اقتصادیات میں ایک نظم جدید پیدا کیا جائیگا۔ اس انقلاب میں کسی خاص قوم یا ملک کی خصوصیت نہ ہو گی۔ بلکہ وسیع ترین معنوں میں عالمگیر اور ہمہ گیر ہو گا۔

اسلام کا جامع انقلاب دُنیا میں اب تک جو انقلابات ہوئے ہیں وہ سب کے سب جزوی انقلابات ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی عالمگیر اور جامع انقلاب نہیں ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری امام انقلاب ہیں۔ جن کی دعوت جامع عالمگیر انقلاب کے لئے ہے۔ اور آپ نے اس جامعیت کا بہترین نمونہ سرزمین حجاز میں قائم کر کے دکھا دیا جسے دُنیا اب تک اس حیثیت سے جانتی اور مانتی ہے۔ آپ کے انقلاب میں اس وقت کی مہذب اقوام کا بیشتر حصّہ آ گیا۔ اور سب کو خدمت انسانیت کے ایک نقطے پر جمع کر کے نہ صرف یہ کہ ان کے تعلقات ان کے خالق کے ساتھ درست کر دیئے۔ بلکہ ان کے آپس کے تعلقات بھی درست کر دیئے۔ اب جب کبھی کوئی جماعت جامع بین الاقوامی انقلاب پیدا کرنا چاہے گی اُسے آپ ہی

ع خدا تعالیٰ نے تجھے سرگرداں پایا۔ ع پھر ہدایت دی۔

Marfat.com

کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ جو جماعت اس لائحہ عمل کے خلاف اور لائحہ عمل لے کر اُٹھے گی وہ یا تو سرے سے ناکام رہے گی یا صرف جزوی طور پر کامیاب ہوگی۔ چنانچہ فرانس۔ جرمنی۔ ٹرکی اور روس کے انقلابات اس اصول کی بیّن مثالیں ہیں۔ ان انقلابوں میں وہ جامعیت نہیں ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیدا کردہ حجازی انقلاب میں تھی۔ جس نے بعد میں قیصر و کسریٰ کو بھی ہضم کر لیا۔

الغرض ہمارے نزدیک اَلْمُدَّثِّرُ کے معنی ہیں المھلک الکفر یعنی انسانیت میں سے ہر قسم کا کفر (انکار) نکالنے والا وہ انکار خواہ خدا کے حقوق کے متعلق ہو یا انسانوں کے حقوق کے متعلق یہ انقلاب اسے انسانیت میں سے نکال باہر کرے گا۔

اس لفظ میں جو مبالغہ پایا جاتا ہے۔ وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا طبعی اور فطرتی عزم و استقلال ظاہر کرتا ہے۔ جو اس کفر کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے بارے میں ان کے دل میں پوشیدہ ہے۔

(۲) قُمْ (اُٹھ)

انقلاب میں اشاعت کی ضرورت | یعنی اے وہ کہ تو دُنیائے انسانیت سے ہر قسم کا ظلم اور کفر مٹانے کا تہیّہ اور پختہ عزم کئے ہوتے ہے۔ ہم سے ہدایت لے اور محنت سے کام کر۔ اور جن لوگوں تک تیری آواز پہنچ سکتی ہے ان کو انسانی انقلاب کا یہ پیام سُنا دے۔ اور ایسے لوگ تیار کر جو یہ انقلابی تعلیم دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں۔ ایسے خاص لوگوں کی مرکزی قوت رانوں کو

Marfat.com

کھڑے ہو کر قرآن حکیم کی تعلیم پر تدبر کرنے ہی سے پیدا ہو سکتی ہے جس کا ذکر سورۂ مُزَّمِّل میں آچکا ہے۔ چنانچہ تجربے نے ثابت کر دیا کہ اس شبانہ تعلیم نے وہ لوگ پیدا کر دیئے جنہوں نے اس انقلاب کو فارس اور روم تک پہنچا دیا۔ اور پھر آگے وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اسے حبشیوں ترکوں اور ہندیوں تک پہنچا دیا۔ اب پھر یہ انقلاب پہلو بدل رہا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کی دعوت ہندوستان سے یورپ کی اقوام تک پہنچے گی۔

فَاَنْذِرْ (اور ڈرا)

قسم قسم کے ظلموں کی وجہ سے انسانیت جس تباہی کے غار کی طرف جارہی ہے۔ اس سے لوگوں کو خبردار کر دے۔ وہ غافل ہیں اور بے خبر۔ اگر وہ بیدار نہ ہوئے تو وہ اپنے ظلموں کے آپ ہی شکار ہو جائیں گے۔

(۲) وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (اور اپنے پروردگار کی بڑائی بول)

انقلاب کا اصولِ اوّلین: انسانی قانون سے بغاوت — کوئی شخص اپنے گھر میں یا خاندان میں بڑا ——— کبیر ——— ہوتا ہے۔ کوئی اپنے شہر میں بڑا ہے۔ کوئی اپنی قوم یا شاید بہت سی اقوام میں بڑا مانا جاتا ہے۔ لیکن تو ان میں سے کسی کو بڑا نہ مان۔ بلکہ صرف خداوند تعالےٰ کو بڑا مان ——— گھر میں۔ خاندان میں۔ قوم میں اور تمام اقوام میں اس کے سوا کسی کو بڑا نہ مان۔ ہر جگہ اسی کی پادشاہی تسلیم کر۔ کوئی ایسی حکومت تسلیم نہ کر جو ایسے قانون کے ماتحت نہ ہو جو تمام انسانیت کے لئے یکساں ہو۔ خدا کی بزرگی کا اعلان ان معنوں میں کر کہ اس کے سوا کوئی کائنات کا مالک اور خالق نہیں۔ اس کا قانون تمام کائنات میں جاری ہے۔

Marfat.com

اسی کا قانون نوعِ انسان میں جاری ہوگا۔ جب تو لوگوں کے سامنے خُدا کی ہمہ گیر بادشاہی کا اعلان کرے تو کسی سے نہ ڈر۔ بلکہ جو لوگ خداوند قدوس کو چھوڑ کر اَوروں کو اپنے اوپر حکمران مانتے ہیں ——— مثلاً بزرگ خاندان، سوسائٹی، پیر، اُستاد، حاکم، بادشاہ ——— ان کو خبردار کردے کہ ان کا یہ فعل انسانیت عامہ کے لئے مضرت رساں ہے۔ صحیح پوزیشن یہ ہے کہ جو شخص خاندان، شہر، قوم یا مجمع اقوام میں بڑا ہے وہ اپنے آپ کو خدائے وحدہ لاشریک ہی کا نائب سمجھے اور صرف اسی حیثیت سے کام کرے۔ یہ وہ روح ہے جو حنیفیت انسانی سوسائٹی میں پیدا کرنا چاہتی ہے یعنی وہ چاہتی ہے کہ انسانی معاشرے (سوسائٹی) میں سے ملوکیت (Imperialism) اور علمی سرمایہ داری (Brahmanism) کا قطعی خاتمہ کر دیا جائے۔ اور ہر شخص کا خدا کے ساتھ براہِ راست تعلق پیدا کرکے اسے انسانیت کا خادم بنا دیا جائے۔

قرآنی سیاست کی تشریح قرآن حکیم نے اپنا قانون چلانے کے لئے جو سوسائٹی پیدا کی اس کا نام السابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رکھا ہے (یعنی مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے لوگ اور وہ لوگ، جنہوں نے ان سابقین کی خوبی کے ساتھ پیروی کی) یہ جماعت اپنے امور کا انتظام کرنے کے لئے اپنے میں سے ایک شخص کو بڑا مان لیتی ہے۔ اور اسے اپنا امیر قرار دے لیتی ہے۔ یہ امیر ان میں قانونِ الٰہی کے ماتحت انتظام کرتا ہے۔ لیکن انتظام کی تمام طاقت حقیقت میں خود اس جماعت کے پاس رہتی ہے۔ یہ ہے وہ سیاست جو قرآن حکیم نے پیدا کی۔

Marfat.com

چنانچہ حج کے موقع پر آج تک مسلمان یہ الفاظ کہتے ہیں۔ کہ الحمد والنعمة لك والملك لك لا شریك لك (سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اور سب نعمت کا تو ہی مالک ہے۔ حکومت صرف تیری ہی ہے اور اس میں تیرا کوئی شریک و سہیم نہیں ہے) قرآنی سیاست کے مطابق قوت رہنمائی ان لوگوں میں مرکوز ہوتی ہے۔ جو قرآن سب سے زیادہ جانتے ہیں اور سابقین اولین کی پیروی کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلعم کے لئے مشورہ واجب تھا

امیر ان کے مشورے ہی سے کام کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ (آل عمران) (اور ان سے تمام معاملات میں مشورہ کر لیا کر اور جب تو پختہ ارادہ کر لے تو پھر اللہ پر بھروسہ کر) علامہ جصاص الرازی الحنفی اس آیت کی ذیل میں لکھتے ہیں کہ یہ مشاورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اختیاری نہ تھی بلکہ واجب تھی۔

حضرت علیؓ کا نظریہ

عن علیؓ قال: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم عن العزم فقال مشاورة اهل الرای ثم اتباعهم
(تفسیر ابن کثیر و در منثور عن ابن مردویہ)

یعنی حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ آیت قرآنی فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ٥ میں "عزم" سے کیا مراد ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ امیر کا اہل الرائے سے مشورہ کرنا اور پھر اس مشورے کا پابند ہونا ہی عزم ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔ کہ :-

Marfat.com

وَامرھم شوریٰ بینھم (سورہ شوریٰ) (یعنی مسلمان اپنے تمام معاملات میں باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں)

حضرت عمرؓ کا نظریہ | حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ لاخلافۃ الا عن مشورۃ (کنز العمال) یعنی خلافت بغیر مشورے کے خلافت نہیں رہتی۔

الغرض رَبَّکَ فَکَبِّر کے معنی یہ ہیں۔ کہ انسان کسی دوسرے انسان کو اپنے اوپر حاکم نہ مانے خواہ وہ کوئی ہو۔ یہ حق صرف حق سبحانہٗ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ لَاطَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ (جس بات میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی کی اطاعت انسان پر واجب نہیں ہے) اس لئے تمام حاکم اس کے نائب بن کر اس کا حکم چلا سکتے ہیں اور بس۔

جو جماعت اب حقیقی مالک کے سوا کسی دوسرے کی غلامی میں مبتلا ہوگئی ہو۔ اور اس کا قانون ماننے پر مجبور ہوگئی ہو اس کی حالت، تبدیل کرنے کے لئے سب سے پہلا اصول کار یہ ہے۔ کہ اس کے ذہن میں بٹھایا جائے کہ اس ایک کارساز حقیقی کو تمام کائنات اور تمام انسانیت کو قانون دینے والا مان لے۔ کیونکہ وہی ایسے قوانین دے سکتا ہے۔ جن میں افراد۔ جماعات اور اقوام بلکہ ساری نوع انسان کے مفادات اور فطرت کا خیال رکھا گیا ہو۔ وہ جماعت ہر ایسی طاقت کو تسلیم کرنے سے انکار کردے جو اس منبع قانون کے ماتحت رہ کر ضمنی قواعد (Eye-laws) نہیں بناتی۔

پس انقلاب کا پہلا مثبت نظریہ یہ ہے کہ غیر صالح نظام

Marfat.com

(Unhealthy Social Structure) کی جگہ صالح نظام (Healthy Social Structure) قائم کیا جائے۔ جس کی خشتِ اوّلیں یہ ہو کہ خدا تعالیٰ ہی سب سے بزرگ و برتر ہے اور کائنات اور نوعِ انسان کے لئے قانون کا منبع ہے۔

خضوع یا اخبات الی اللہ حکمتِ ولی اللّٰہی میں اسے خصلتِ خضوع یا اخبات کہتے ہیں۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان اپنے آباء و اجداد، مرشدین، معلمین اور صالح حکام کی تعظیم کرتا ہے۔ اور جب ان کے سامنے جاتا ہے تو اپنے قلب میں ایک قسم کا عجز اور ان کے لئے ایک خاص قسم کی محبت اور عزت کے جذبات پاتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ وہ بزرگ مجھے کوئی حکم دے تو میں فوراً اس کی تعمیل کر کے اسے خوش کروں۔ اس احساس کا نام اخبات ہے۔

اس جذبے کا نفسیاتی تجزیہ اگر انسان کائنات کی ساخت پر غور کرے اور اس کے عجائبات پر فکر و تدبّر کرے تو وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنے دل میں خضوع کا جذبہ محسوس کرتا ہے جس میں وہ کسی کو شریک کرنا نہیں چاہتا۔ اب وہ اپنے آباء و اجداد، مرشدین و معلمین اور صالح حکام کی اطاعت کو بھی اسی خضوع کے ماتحت لے آتا ہے۔ مثلاً وہ دیکھتا ہے کہ میرے بزرگوں کا حکم خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے اور اگر اسے خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف پاتا ہے تو اطاعت نہیں کرتا۔ ایسے ہی وہ اپنے بادشاہوں اور حاکموں کے حکموں کو جانچتا ہے۔ ان کی اطاعت اسی حد تک کرتا ہے جس حد تک وہ خدا تعالیٰ کے احکام کے خلاف نہ ہوں۔ وہ اپنے بزرگوں اور حاکموں

Marfat.com

کی اطاعت اور نافرمانی کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتا ہے۔

یہ اخبات الی اللہ انسانیت کا ایک طبعی جذبہ ہے۔ اور انسان کا ایک بنیادی خلق ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اور اپنا لباس پاک رکھ)

لباس کی پاکیزگی اس انقلاب کے لئے کوئی خاص نشان (Emblem) یا وردی (Uniform) کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بین الاقوامی انقلاب ہے جو ہر قوم میں ظاہر ہوگا۔ البتہ ایک شرط ہے۔ وہ یہ کہ لباس پاک ہو اور اخلاق کی پاکیزگی میں مدد دینے والا ہو۔

اس کا نتیجہ لباس کی پاکیزگی بدن اور بیرونی ماحول کی پاکیزگی کو چاہتی ہے۔ بدن انسانی بعض چیزوں کو طبعاً نجاست میں تبدیل کر دیتا ہے جیسے بول و براز (ان غلاظتوں سے نفرت کرنا بھی انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ انسان ان نجاستوں سے پاک ہو کر ایک قسم کی فرحت اور انبساط اپنے نفس کے اندر پاتا ہے۔ اِس احساس کا نام طہارت ہے۔ جو حکمت ولی اللّٰہی میں انسانیت کا ایک بنیادی خُلق ہے۔

نفسیاتی نجاستوں سے اجتناب اسی طرح انسان نفسیاتی غلاظتوں یعنی جوش غضب، بھوک۔ پیاس اور دیگر شہوات وغیرہ سے طبیعت کو پاک کرلے تو بھی ایک قسم کا سکون اور سرور محسوس کرتا ہے۔ جو ان حالتوں کی موجودگی میں نہیں ہوتا ایسے ہی بُرے کلام، بُرے فکر اور بُرے فعل سے صحت مند انسان کو طبعی انقباض محسوس ہوتا ہے۔ جسے وہ صحت مزاجی کے لئے دُور کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

Marfat.com

اس کا نتیجہ | انسان خلق طہارت میں کمال حاصل کر لے تو وہ عالم مثال کی قوتوں سے ملحق ہو جاتا ہے۔ اور اپنے نفس میں ایک قسم کی مستقل مسرت محسوس کرتا ہے۔ اس سے اخبات الی اللہ کو تقویت ہوتی ہے۔

انقلاب صالح کی دوسری مد | لباس کی پاکیزگی جیسے اوپر بیان کیا جا چکا ہے بدن اور ماحول کی پاکیزگی کو ضروری قرار دیتی ہے۔ پس جو جماعت انقلاب قائم کرنے کی کوشش کرے وہ اس سہ گانہ پاکیزگی کو لازم جانے تمام ترقی کرنے والی جماعتیں طہارت کی عامل ہوتی ہیں۔ اور جب وہ طہارت کے بلند مقام سے گر جاتی ہیں تو ارتجاع (Reaction) میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

قومی پیمانے پر پاکیزگی کا التزام قومی مزاج کی صحت کی علامت ہے۔

(۵) والرجز فاھجر (اور گندگی سے دور رہ)

باطنی پاکیزگی | ظاہری پاکیزگی کے ساتھ باطنی پاکیزگی کا بھی خیال رکھ۔ اس ناپاکی سے بھی نفرت کر۔

امام الائمہ کے نزدیک بُرائی ـــــ اِثم ـــــ کا معیار شخصی نہیں بلکہ نوعی تقاضا ہے۔ بُرائی وہ فعل ہے جسے عام تندرست انسانیت قبول کرنے سے انکار کر دے۔ چنانچہ امام ولی اللہ سعادۃ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

اعلم أن للانسان کمالا تقتضیہ الصورۃ النوعیۃ وکمالا یقتضیہ موضوع النوع من الجنس القریب والبعید و سعادتہ التی یضرہ فقدھا ویقصدھا اھل العقول

Marfat.com

المستنفیمۃ قصدا مؤکدا ھوالاول (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول صفحہ ۵۰)

(یعنی واضح رہے کہ انسان میں دو قسم کے کمالات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اس کی صورت نوعیہ کے تقاضے سے پیدا ہوا دوسرے وہ جو اس کی جنس قریب (یعنی حیوانیت) اور جنس بعید (یعنی جمادیت) تقاضا کرتی ہے لیکن سعادۃ جس کی عدم موجودگی سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور جسے ہر صاحب عقل سلیم حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔ وہ اول الذکر ہے (یعنی نوعی تقاضے کے مطابق)

پس شقاوت (بدبختی اور برائی) وہ ہو گی جو انسان کے نوعی تقاضے کے خلاف ہو اسے قرآن حکیم کی اصطلاح میں مُنکرؔ قرار دیا گیا ہے انسانیت کے اندر یہ برائی خواہ شہنشاہیت (Imperialism) کے ذریعے سے آئی ہو یا نازیت (Nazi-ism) کے ذریعے سے یا کسی اور ازم (ism-) کے ذریعے سے۔ اسے قبول کرنے سے یکسر انکار کر دینا انقلاب برپا کرنے والی جماعت کے لئے لازم ہے۔

انقلاب صالح کی تیسری مد | پس انقلاب برپا کرنے والی پارٹی کے پروگرام کی تیسری مد (Item) یہ ہے کہ وہ غیر صالح نظام کی روح کو بھی قبول نہ کرے۔

حکمت ولی اللّٰہی کی اصطلاح میں اسے سماحت کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت امام الائمہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

اصلِ ایں ہمہ خصلت (یعنی شعبہ ہائے سماحت کہ مذکورہ شدہ۔ ناقل) یک چیز است وآں غالب بودنِ راتے کلی بر دواعی خسیسہ بہیمیہ واز

Marfat.com

مباشرت اشباح وشعب این خصال الخ (ھمعات: ھمعہ ۱۷)
(یعنی سماحت کے تمام شعبوں کی اصل بنیاد ایک چیز ہے۔ اور وہ یہ
کہ بہیمیت اور اس کی تمام شکلوں پر انسان کے نوعی تقاضے (رائے
کلی) غالب رہیں)

(۶) ولا تمنن تستکثر (اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ زیادہ چاہے)

انتفاع کا امتناع | جب تو کسی پر احسان کرے تو اپنے حق سے زیادہ معاوضہ طلب نہ کر۔ یہ خلق عدالت کے منافی ہے۔ مثلاً یہ جائز نہیں کہ تو ان کو جو تعلیم دیتا ہے اس کا اجر طلب کرے۔ اور اپنے لئے مال و دولت جمع کرے۔ اپنے کسی مزدور کو چار آنے دے کر اس سے دس آنے کا کام لینا انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ آج سرمایہ دار طبقہ اپنی آمدنی میں محتاجوں کا حق سمجھتا ہی نہیں بلکہ وہ مزدوروں کو اسی کا احسان جتاتا ہے۔ کہ اس نے مزدوروں کو کام پر لگا رکھا ہے۔ اور انہیں بھوکوں مرنے سے بچاتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مزدوروں کو صرف اتنی خوراک دیتا ہے جس سے وہ مریں نہیں اور سرمایہ پرست کے سرمائے میں اضافہ کرنے کے لئے زندہ رہیں۔ کوئی انقلابی جماعت اس قسم کے ظلم کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے دوسرے انسان کی محنت سے ناجائز فائدہ اُٹھانا اور قدرِ زائد (Surplus Value) پیدا کرنا تو ایک طرف رہا۔ ایسا احسان کرنے کی بھی ممانعت کر دی جس کا بدلہ زیادہ لینے کی خواہش ہو۔

انقلاب کا بنیادی اصول | انقلابِ صالح کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ انسانیت کو ظلم و ستم سے محفوظ کر کے اس میں رفاہِ عامہ کے ادارے قائم کئے جائیں نہ کہ

Marfat.com

اپنے انتفاع (Exploitation) کا صیغہ کھول لیا جائے۔ اگر باپ اپنے بیٹے سے یا اُستاد اپنے شاگرد سے حد سے زیادہ کام لینے لگ جاتے گا۔ تو بیٹا یا شاگرد نافرمان ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر حکومت رعایا سے حد سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا شروع کر دے گی تو سلطنت درہم برہم ہو جائیگی۔

سرمایہ پرستانہ نظام کی بربادی کے اسباب۔ شاہ ولی اللہ کے نظریات

کسی نظام حکومت کی بربادی کے عموماً دو ہی سبب ہوا کرتے ہیں یعنی حکام کی عیاشی اور کام سے گریز اور ٹیکسوں کی بھرمار۔ چنانچہ حجۃ الاسلام امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ:۔

وغالب سبب خراب البلدان فی ھذا الزمان شیئان أحدھما تضییقھم علی بیت المال بأن یعتادوا التکسب بالاخذ منہ علی أنھم من الغزاۃ أومن العلماء الذین لھم حق فیہ اومن الذین جرت عادۃ الملوک بصلتھم کالزھاد والشعراء اوبوجہ من وجوہ التکدی ویکون العمدۃ عندھم ھو التکسب دون القیام بالمصلحۃ فیدخل قوم علی قوم فینغصون علیھم ویصیرون کلاً علی المدینۃ، والثانی ضرب الضرائب الثقیلۃ علی الزراع والتجار والمحترفۃ والتشدید علیھم حتی یفضی الی اجحاف المطاوعین واستئصالھم والی تمنع اولی باس شدید وبغیھم۔

Marfat.com

وانما تصلح المدینة بالجبایة الیسیرة واقامة الحفظة بقدر الضرورة فلیتنبه اھل الزمان لھذہ النکتة۔ واللہ اعلم (حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۴۵)

یعنی آج کل جو شہر برباد ہو رہے ہیں تو اس کے دو بڑے سبب ہیں :۔

(۱) ناحق مال بٹورنا | لوگ سرکاری بیت المال کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور مختلف بہانوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ ہم سپاہی ہیں ہمیں پنشن ملنی چاہیئے۔ یا ہم زمرۂ علماء سے ہیں ہمیں کوئی جاگیر وغیرہ ملنی چاہیئے یا وہ لوگ زاہد اور شاعر کی حیثیت سے آتے ہیں جن کو صلہ دینا بادشاہوں کی عادت میں داخل ہے یا اسی قسم کے اور بہانے بناتے ہیں۔ اور اس طرح وہ بیت المال میں سے روپیہ حاصل کرتے ہیں۔ وہ بیت المال سے مشاہرے تو حاصل کرتے ہیں۔ لیکن اسکے عوض میں کام کوئی نہیں کرتے۔ رفتہ رفتہ اس قسم کے لوگوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور پھر وہ ایک دوسرے کے لئے تنگی کا باعث ہو جاتے ہیں اور شہر پر بار بن جاتے ہیں۔

(۲) گراں بار ٹیکس | شہروں کے برباد ہونے کا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ حُکّام کاشتکاروں، تاجروں اور پیشہ وروں پر بھاری ٹیکس لگاتے ہیں اور ان کی وصولی کے لیئے انہیں بہت تنگ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جو لوگ بخوشی ٹیکس ادا کرتے ہیں ان کا استیصال کر ڈالتے ہیں اور جو لوگ سخت ہوتے ہیں وہ ٹیکس ادا کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور

Marfat.com

بغاوت اختیار کر لیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شہر آسان ٹیکسوں اور ضرورت کے مطابق محافظینِ کار مقرر کرنے ہی سے ابھار سکتا ہے۔ ہمارے زمانے کے لوگ اس نکتے سے تنبیہ حاصل کریں۔

ایک اور جگہ رومی اور ایرانی ملوکیتوں کی حالت قلمبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

کسریٰ و قیصر کی تباہی کی مثال

اعلم ان العجم والروم لما توارثوا الخلافة قرونا کثیرة وخاضوا فی لذة الدنیا ونسوا الدار الآخرة واستحوذ علیهم الشیطان تعمقوا فی مرافق المعیشة وتباهوا بها وورد علیهم حکماء الآفاق یستنبطون لهم دقائق المعاش ومرافقه فمازالوا یعملون بها ویزید بعضهم علی بعض ویتباهون بها حتی قیل انهم کانوا یعیرون من کان یلبس من صنادیدهم منطقة او تاجا قیمتها دون مائة الف درهم اولا یکون له قصر شامخ وآبزن وحمام وبساتین ولا یکون له دواب فارهة وغلمان حسان ولا یکون له توسع فی المطاعم وتجمل فی الملابس وذکر ذلک یطول وما تراه من ملوک بلادک یغنیک عن حکایاتهم فدخل کل ذلک فی اصول معاشهم وصار لا یخرج من قلوبهم الا ان

Marfat.com

تمزع وتولد من ذلك داء عضال دخل فی جميع اعضاء المدينة وآفة عظيمة لم يبق منهم احد من اسواقهم ورستاقهم وغنيهم وفقيرهم الا قد استولت عليه واخذت بتلابيبه واعجزته فی نفسه واهاجت عليه غموما وهموما لا مرجاء لها وذلك ان تلك الاشياء لم تكن لتحصل الا ببذل اموال خطيرة ولا تحصل تلك الاموال الا بتضعيف الضرائب على الفلاحين والتجار واشباههم والتضييق عليهم فان امتنعوا قاتلوهم وعذبوهم وان اطاعوا جعلوهم بمنزلة الحمير والبقر يستعمل فی النضح والدياس والحصاد ولا تقتنى الا ليستعان بها فی الحاجات ثم لا تترك ساعة من العناء حتى صار ولا يرفعون رؤسهم الى السعادة الاخروية اصلا ولا يستطيعون ذلك وربما كان اقليم واسع ليس فيهم احد يهمه دينه ولم يكن ليحصل ايضا الا بقوم يتكسبون بتهيئة تلك المطاعم والملابس والابنية وغيرها ويتركون اصول المكاسب التی عليها بناء نظام العالم وصار عامة من يطوف عليهم يتكلفون محاكاة الصناديد فی هذه الاشياء والا لم يجدوا عندهم حظوة ولا كانوا عندهم على بال وصار

جمهور الناس عيالا على الخليفة يتكففون منه تارة على انهم من الغزاة والمدبرين للمدينة يزعمون برسومهم ولا يكون المقصود دفع الحاجة ولكن القيام بسيرة سلفهم، وتارة على انهم شعراء جرت عادة الملوك بصلتهم، و تارة على انهم زهاد وفقراء يقبح من الخليفة ان لا يتفقد حالهم فيضيق بعضهم بعضا وتوقف مكاسبهم على صحبة الملوك والرفق بهم وحسن المحاورة معهم والتملق منهم وكان ذالك هو الفن الذى تتعمق افكارهم فيه وتضيع اوقاتهم معه (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۰۵-۱۰۶)

ایرانیوں اور رومیوں کی عیاشی جب ایرانیوں اور رومیوں کو حکومت کرتے صدیاں گزر گئیں اور دنیوی تعیش کو انہوں نے اپنی زندگی بنالیا اور آخرت تک کو بھلا بیٹھے اور ان پر شیطنت غالب آگئی تو اب انکی زندگی کا حاصل یہ بن گیا کہ وہ عیش پسندی میں منہمک ہو جائیں۔ چنانچہ ان میں ہر ایک شخص دادِ عیش دینے لگ گیا۔ اور اس پر اترانے لگا۔ یہ دیکھ کر دنیا کے ہر گوشے سے علماء اور حکماء۔ ان کے اردگرد جمع ہونے لگ گئے جو ان کے لئے سامان عیش مہیا کرنے کے لئے عجیب عجیب دقیقہ سنجیوں اور نکتہ آفرینیوں میں مصروف نظر آنے لگے۔ اور اس سلسلے میں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش اور ان ایجادوں پر فخر کرنے لگے حتیٰ کہ ان امرا اور سرمایہ داروں کا یہ حال ہو گیا کہ جس کسی کے پاس

Marfat.com

ایک لاکھ درہم سے کم مالیت کا پٹکا یا ٹوپی ہوتی تھی اسے بخیلی کا عار دلایا جاتا تھا۔ ایسے ہی انہوں نے عالی شان سر بفلک محل آبزن اور حمام بے نظیر پائیں باغ سواری کے نمائشی جانور۔ خوبصورت غلام اور حسین باندیاں اپنی زندگی کے لئے لازم قرار دے لیں۔ اور زندگی کی ضرورت اصلی اسے سمجھ لیا کہ صبح و شام عیش و نشاط کی محفلیں ہوں جن میں طرح طرح کے کھانے وسیع دستر خوانوں پر چنے ہوں اور خود لباس فاخرہ پہنے ہوتے ہوں۔

اٹھارھویں صدی کی دِلّی کی حالت

الغرض ان ملوکِ ایران و روم کی یہ داستان پاستان کہاں تک بیان کی جاتے۔ تم اپنے زمانے کے پادشاہان دہلی کی جو حالت دیکھتے ہو وہی ان ملوک ایران و رومہ کی حالت کا قیاس کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔

ان ملوک و امرا۔ کی زندگی کے یہ طور طریقے رفتہ رفتہ عوام کے نظامِ معاش کے اصل اصول بن گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ سوسائٹی میں سے ان خرابیوں کا استیصال ناممکن ہوگیا۔ اس کی یہی ایک صورت باقی رہ گئی۔ کہ ممکن ہو تو یہ چیزیں کھرچ کھرچ کر لوگوں کے دلوں میں سے نکال ڈالی جائیں۔ پادشاہوں اور امیروں کی اس طرح عیاشانہ زندگی بسر کرنے سے بہت سے خطرناک امراض پیدا ہوگئے جو حیاتِ معاشری (Social Life) کے ہر شعبے میں داخل ہوگئے اور یہ حالت ایسی ہمہ گیر ہوگئی کہ وبا کی طرح ساری مملکت میں سرایت کرگئی۔ اور اس سے نہ بازاری بچا نہ دہاتی۔ نہ امیر محفوظ رہا نہ غریب۔ یہاں تک کہ ہر شخص

Marfat.com

اس کی خرابیاں دیکھ کر مگر علاج نہ پاکر عاجز آگیا۔ اور بے حد و نہایت مالی مصائب میں مبتلا ہو گیا۔

ٹیکسوں کی بھرمار اس ہمہ گیر مالی مصیبت کا سبب یہ تھا کہ یہ سامانِ عیش کثیر دولت صرف کئے بغیر حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ اور یہ مال خطیر کاشتکاروں اور تاجروں وغیرہ پر نئے ٹیکس لگانے اور پہلے کے لگے ہوئے ٹیکس بڑھانے کے سوا حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ پھر ان لوگوں کو طرح طرح سے تنگ کر کے ٹیکس وصول کئے جاتے تھے۔ اور اگر ٹیکس دینے سے انکار کرتے تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی اور انہیں گرفتار کر کے طرح طرح سے عذاب دیا جاتا تھا اور اگر وہ اطاعت شعاری کے ساتھ ٹیکس ادا کرتے رہتے۔ تو ان سے ٹیکس وصول کرتے کرتے ان کو گدھوں اور بیلوں کے درجے پر پہنچا دیا جاتا۔ جن سے آبپاشی، فصل کاٹنے اور گاہنے کا کام لیا جاتا ہے۔ اور جن کو صرف اس لئے زندہ رکھا جاتا ہے کہ ان سے حاجت براری کی جاتی ہے۔

عوام کی حالت اس تنگ حالی اور بے سرو سامانی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ عوام ٹیکس ادا کرنے اور اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے کمانے کے سوا اور کوئی کام کر ہی نہیں سکتے۔ چہ جائیکہ سعادتِ اُخروی کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔ اور رفتہ رفتہ ان میں اس طرح فکر کرنے اور سوچنے کا مادہ ہی فنا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ملک کے ملک میں ایک شخص بھی ایسا نہیں رہتا کہ وہ مادی اسباب کے

Marfat.com

حصول سے اوپر نظر اٹھا کر غیر مادی کائنات کے اصولِ حیات کے مطابق بھی کوئی حرکت کر سکے۔

انسانی معاشرہ پر خطرناک اثر اس فاسد معاشی نظام میں سامان عیاشی جہاں مال خطیر کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے وہاں ان کے حصول کے لئے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کو ان عیاشیوں کے لئے طرح طرح کے کھانے اور عیاشی میں مدد دینے والی دوائیں تیار کرنے اور لباس فاخرہ ایجاد کرنے اور عالیشان محلات بنانے کے پیشے اختیار کرنے پڑتے ہیں جن کی وجہ سے پیشے رہ جاتے ہیں۔ جن پر انسانی معاشرے (Human Society) کی ہستی کا مدار ہے۔

یہ مصیبت صرف بادشاہوں اور امیروں کے طبقے ہی میں بند نہیں رہ جاتی بلکہ رفتہ رفتہ عوام جن کا واسطہ ان امیروں سے پڑتا ہے اپنے امیر آقاؤں کی ریس کرنے لگ جاتے ہیں۔ ورنہ انہیں ان آقاؤں کی نگاہوں میں عزّت و احترام نصیب نہیں ہوتا اور نہ ان کے درباروں میں قدر ہوتی ہے۔

بیکاری کی مصیبت اس طرح رفتہ رفتہ امیر و غریب سب لوگوں کا بار کفالت بادشاہ پر آپڑتا ہے۔ اور وہ اس سے روزینہ طلب کرتے ہیں۔ مثلاً ایک طبقہ تو جہاد کئے بغیر مجاہد باپ دادا کے نام سے وظیفہ خوری کرتا ہے۔ دوسرا طبقہ مدبرین مملکت کے نام سے پل رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ خود اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کرتے صرف اپنے باپ دادا کے نام

Marfat.com

کو کھاتے ہیں۔ ایک گروہ بادشاہ اور امراء کی قصیدہ خوانی کر کے ان کے خوانِ کرم سے زلہ ربائی کرتا ہے۔ کوئی صوفی اور فقیر بن کر دعا گوئی کے بہانے مالی استحصال کرتا ہے۔

پھر ان لوگوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے۔ یہانتک کہ ایک دوسرے کے لئے معاشی تنگ حالی کا موجب بن جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کسب معاش کے بہترین مفید ذرائع کے بجائے ان لوگوں کا ذریعہ امرا کی مصاحبت اور ندیمی چرب زبانی اور چاپلوسی رہ جاتا ہے۔ اور اب اہل فکر کے افکار انہی "فنون لطیفہ" میں دقیقہ سنجی کرنے میں وقف ہو جاتے ہیں اور وہ انہی میں اپنے اوقاتِ عزیز ضائع کرنے لگ جاتے ہیں۔"

یہ وہ حالت ہے جب دُنیا میں انقلاب آتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جب قرآن نے انقلاب کی دعوت دی۔

(۷) ولربّك فاصبر (اور اپنے رب پر صبر کر)

انقلاب کے لئے استقامت کی ضرورت

صاحبِ اقتدار لوگ جن کے مستقل مفادات (Vested Interests) کو اس "انسانی" پروگرام سے زک پہنچنے کا اندیشہ ہوگا۔ وہ اپنی طرف سے انتہائی کوشش کریں گے کہ تمہیں اس پروگرام سے ہٹا دیں لیکن تم قرآن کے اس بین الاقوامی پروگرام پر ڈٹے رہو۔ ہر مصیبت کا استقلال کے ساتھ مقابلہ کرو اور کسی لالچ یا دھمکی میں نہ آؤ۔ اگر مخالفین تمہیں انقلاب کی تعلیم سے باز رکھنے کے لئے مشروط طور پر حاکم بھی بنانے کے لئے تیار ہو جائیں تو بھی یہ "اعزاز" قبول نہ کرنا اور اگر تمہیں دھمکیاں دیں تو خدا پر بھروسہ رکھ کر کام جاری

Marfat.com

رکھنا۔اور اسی کوشش میں لگے رہنا کہ تمہارے رب کا قانون نافذ ہو۔

خلاصہ | حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جو حکم دیا گیا تھا کہ قُمْ فَأَنذِرْ (اٹھ کر ان لوگوں کو ڈراؤ) اس کی تفصیل ختم ہوگئی۔اور "ڈرانے" کا مقصد واضح کر دیا گیا۔یعنی

(۱) خداوند تعالےٰ ہی کو تمام طاقتوں سے بالاتر تسلیم کرو۔

(۲) ہر قسم کی ظاہری طہارت (پاکیزگی) اختیار کرو۔

(۳) اخلاق و اعمال اور خیالات کی پاکیزگی اختیار کرو۔

(۴) انتفاع پسندی سے باز رہو۔

(۵) اللہ اور صرف اللہ پر بھروسہ کرو۔

اس انذار کے معنی یہ ہیں کہ اخلاق اربعہ ـــــ اخبات، طہارت، سماحت اور عدالت ـــــ اختیار کرو۔ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔جو لوگ اس انقلاب کی مخالفت کریں گے۔وہ بچ نہیں سکتے۔

قرآن کے انذار کا نتیجہ | اس انذار (ڈراوے) کے اعلان کے بعد دو قسم کے لوگ ہو جائیں گے:۔

(۱) انکار کرنے والے

(۲) ماننے والے

اب پہلے نہ ماننے والوں کا حال بیان کیا جائے گا۔اس کے بعد ماننے والوں کی کامیابی کی کیفیت بیان کی جائے گی۔

جو لوگ اس انذار کی مخالفت کرتے ہیں ان کے درجے مختلف ہونگے۔

Marfat.com

(۱) ایک آدمی اُسے سُن تو لیتا ہے۔ لیکن وہ اسے سمجھتا نہیں۔ اگر اسے سمجھایا جائے تو مخالفت ترک کر دے گا۔

(۲) دوسرا شخص اسے سمجھتا ہے۔ مگر دیکھتا ہے کہ اگر میں نے اس مسلک کی پیروی کی تو میرے مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے وہ پوری کوشش کے ساتھ اس انقلاب کی مخالفت کرتا ہے۔ قرآن اسے کافر قرار دیتا ہے۔ اگلی آیتوں میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔

(۸) فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ (جب بجایا جائے ناقور (کھو کھلی چیز)

(۹) فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ (تو وہ دن مشکل ہے)

(۱۰) عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ (منکروں کے لئے آسان نہیں)

قیامت اور انقلاب مفسرین کرام ان آیات کو قیامت پر محمول کر کے خاموش ہو گئے ہیں۔ مگر جیسے "المزمّل" کی تفسیر میں دکھایا جا چکا ہے۔ قیامت کبریٰ سے پہلے دُنیا میں قیامت صغریٰ آئے گی۔ اور وہ یوم انقلاب ہوگا چنانچہ حجاز میں وہ دن آیا تو وہ اس انقلاب کے مخالفوں کے لئے آسان نہ تھا جب ان کے لئے موت کا صور پھونکا گیا تو ابو جہل اور اس کی جماعت کا جو حال ہوا اُس کا اندازہ بدر کی جنگ سے لگایا جا سکتا ہے۔ ایسے ہی خندق کی جنگ میں مخالفین کو جس طرح راہِ فرار اختیار کرنی پڑی۔ اور جس ذلت و خواری سے پسپائی کی اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو اس مصیبت میں مبتلا ہوئے (خدا اس مصیبت سے بچائے)

الغرض وہ یوم انقلاب آنے والا ہے۔ جب تک وہ آئے خدا تعالےٰ

Marfat.com

پر بھروسہ کر کے استقامت اور استقلال کے ساتھ کام کئے جاؤ اور لڑنے بھڑنے کی طرح نہ ڈالو۔ کیونکہ تیاری کے ایام میں لڑنا اس تحریک کے لئے مضر ہو گا۔

ان آیات کے بین السطور میں یہ صاف نظر آتا ہے کہ وہ دن آنے والا ہے جب اس تحریک کے مخالفین برباد ہو جائیں گے اور ظاہر ہے کہ اس روز یہ مخالفین مسلمانوں کے ہاتھوں برباد کرائے جائیں گے۔ اسی لئے اس سورت میں بھی روز اوّل ہی سے دبی زبان اور مبہم الفاظ میں آنے والی جنگوں کا ہلکا سا تصوّر دے دیا گیا ہے۔ اس فکر کی وضاحت اگلے سال نازل ہونے والی سورت ـــــ اَلْمُزَّمِّلْ ـــــ میں کر دی گئی۔ اور کہہ دیا گیا کہ وَ اٰخرون یقاتلون فی سبیل اللّٰہ (علاوہ بریں وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں مصروف قتال ہوں گے) اس فکر قتال کی توضیح کے لئے آگے چل کر سورۂ انفال اور سورۂ توبہ نازل ہوئیں۔ جن میں جنگ کا بین الاقوامی قانون تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بین الاقوامی پروگرام کے مخالفین

Marfat.com

Marfat.com

بین الاقوامی پروگرام کے مخالفین

سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا تجزیہ قرآن حکیم کا یہ عام اسلوب بیان ہے۔ کہ وہ رجعت پسند (Reactionary) مخالفین کی ذہنی کیفیت بیان کرنے کے لئے ایک نمونے کا شخص لے لیتا ہے۔ اور پھر اس کی ذہنیت کا تجزیہ کرتا ہے۔ اگلی آیتوں میں قرآنی تحریک انقلاب کے مخالف کا اسی طرح نفسیاتی تجزیہ (Psychological Analysis) کر کے دکھایا گیا ہے۔ تاکہ سمجھدار لوگ انقلاب کی حقیقت کو سمجھ جائیں۔ کیونکہ صحیح کیفیت اور غلط ذہنیت پاس پاس لانے سے انقلاب کی اصل حقیقت اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

(۱۱) ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا (چھوڑ دے مجھے اور اُسے جسے مَیں نے اکیلا پیدا کیا)

تحریک قرآن کا ایک مخالف ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ ورثے میں اس کا کوئی شریک نہیں، لیاقت میں بھی وہ منفرد ہے۔ وہ اپنے گھرانے میں امیرانہ ٹھاٹھ سے پرورش پاتا ہے۔ (وہ جس قسم کی ذہنیت پیدا کر لے گا۔ وہ آگے بیان کی جائے گی) تم اس کی فی الحال پروا نہ کرو اسے میرے حوالے کر دو۔

وَجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا (اور مَیں نے اسے پھیلا کر مال دیا)

Marfat.com

وہ جوان ہوتا ہے۔ تو تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت کے کارخانوں کا مالک ہوتا ہے۔ وہ مادی ترقی میں لیاقت سے کام کرتا ہے تو اُسے خوب مال و دولت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

(۱۳) وَبَنِينَ شُهُودًا (اور بیٹے جو (آنکھوں کے سامنے) موجود رہتے ہیں)

اس کی اولاد اس کے سامنے رہتی ہے۔ کیونکہ اس کے کچھ بیٹے کھیتوں میں کام کرتے ہیں اور کچھ کارخانوں میں لہو پسینہ ایک کر رہے ہیں۔ یہ چوپال یا کلب روم (.Club-room) میں دوستوں کی محفل میں بیٹھا اِدھر اُدھر کی لپوں میں وقت گزارتا ہے۔

(۱۴) وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا (اس کے لئے بڑی فراخی پیدا کر دی)

وہ اپنے سرمائے کی ترقی سے مطمئن ہے۔ اگر کسی موقعے پر فصل میں غلہ کم ہوتا ہے تو کارخانے سے خوب نفع ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک مد کی کمی دوسری مد سے پوری ہو جاتی ہے۔ اور اس کا نفع بڑھتا رہتا ہے۔

ایک شخص ہے جو اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اور ان کا تنہا وارث ہے۔ مال و منال سے سرفراز ہے۔ صاحب اولاد کثیر ہے۔ بہت سی مدّات سے آمدنی کا مالک ہے۔ ایسے شخص کی ذہنیت سرمایہ پرستانہ ہو جانا تعجب انگیز نہیں۔ اور ایسا ہی شخص اپنے قبیلے کا سردار یا برادری کا چوہدری بھی بن جایا کرتا ہے

(۱۵) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ (پھر وہ لالچ رکھتا ہے۔ کہ اور بھی دوں)

باوجود اتنی دولت ثروت کے وہ ننانویں کے پھیر میں ہے۔ اسکی زردوستی کی یہ حالت ہے کہ وہ ہر وقت متمنی رہتا ہے کہ اس کے سرمایے میں اضافہ ہوتا

Marfat.com

رہے اور اس کے مناصب میں ترقی ہوتی رہے۔ یہ اس کی سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا صحیح نقشہ ہے۔ وہ صرف اپنے سرمایے اور منصب میں ترقی کا خواہشمند رہتا ہے۔ مزدوروں اور کمیروں کی فلاح کا نام تک نہیں لیتا اور غریب طبقے کو ترقی دینے والی تعلیم کی مخالفت شروع کر دیتا ہے۔

(۱۶) كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (ہرگز نہیں، وہ تو ہماری آیتوں کا مخالف ہے)

لیکن ایسے مخالف سرمایہ پرست کو ہرگز بڑھنے نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ وہ انقلابی پروگرام (Revolutionary Programme) کا مخالف ہے۔ بلکہ اپنی ارتجاعی جماعت (Reactionary Party) کا رہنما بن کر اس بین الاقوامی انقلاب کی تحریک کی مخالفت میں زور لگائے گا۔ لیکن کیا وہ اس انقلاب کے مقابلے میں آکر کامیاب ہوگا؟ ہرگز نہیں (کلّا) کیونکہ یہ تو اپنے اور اپنی اولاد کے سوا کسی کو لیڈر دیکھ ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ انسانیت کا بھلا اس میں ہے کہ جو بہتر ہو وہ انقلاب کا لیڈر بنے۔ یہ دنیا میں انقلاب کس طرح لائے گا۔ یہ تو اپنے ہی مال و متاع کے بڑھانے کی فکر میں ہے یہ انسانیت کی بہتری کے لئے کچھ صرف کرنا جانتا ہی نہیں۔ یہ تو بین الاقوامی انقلاب (World Revolution) سے منہ موڑے ہوئے ہے جس کے نشانات صاف نظر آرہے ہیں (انّہ لاٰیتنا عنیدا)

(۱۷) سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا (اسے چڑھاؤں گا سخت چڑھائی)

سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا انجام | ایسا شخص انقلاب صالح کے رہنما (حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں کیسے بڑھ سکتا ہے؟ اس کی ہر ایک ترقی، ترقیٔ معکوس ہوگی۔ یہ اپنی ارتجاعی پارٹی (Reactionary Party) کے بل بوتے پر نوع انسانی کے سب سے بڑے بین الاقوامی لیڈر کو گرا کر ابھرنا چاہتا ہے۔ تو یہ ارتجاعی (Reactionary) اپنے خیال میں اونچا بھی جا رہا ہوگا تو حقیقت میں گر رہا ہوگا۔ جتنا زیادہ اونچا جائے گا اتنا ہی وہ زیادہ شدید عذاب میں مبتلا ہوگا۔ اور مرنے کے بعد جہنم میں اُسے اس الٹی چڑھائی کی مشق کرنی ہوگی۔ وہ جہنم میں ایک پہاڑی پر چڑھے گا لیکن اس کے پاؤں ترقی کی طرف نہیں جائیں گے۔ بلکہ اوپر چڑھ کر پھر گرتا جائیگا۔ مگر اپنے ذہن میں خیال کرے گا کہ میں چڑھ رہا ہوں۔ وہ جہنم میں اس خیالی غلطی میں مبتلا رہے گا۔ اور چڑھنے اور گرنے کی مصیبت میں پھنسا رہے گا۔

(۱۸) اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (اس نے سوچا اور دل میں اندازہ لگایا)

مخالفانہ جانچ پڑتال | یہ مخالفِ انقلاب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کے متعلق سوچتا ہے اور دل میں اندازہ لگاتا ہے کہ یہ تحریک کن کن منازل میں سے گزرے گی۔ اور کہاں تک ترقی کر سکے گی۔

(۱۹) فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (کمبخت نے کیا اندازہ لگایا)

اس ارتجاعی نے اس انقلابی تحریک کے متعلق غلط اندازہ لگایا۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ یہ چند قبائلِ عرب میں ایک وقتی ہیجان پیدا کر کے ختم ہو جائیگی۔ لیکن اُسے کیا معلوم کہ یہ محض قبائلی یا قومی تحریک نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی تحریک ہے۔

Marfat.com

(۲۰) ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (خدا غارت کرے! کیا سوچا اس نے)

اس نے اس تحریک کے متعلق غلط اندازہ لگایا اور اپنی اس غلطی کی وجہ سے اس دنیاوی زندگی میں اور پھر اس کے جزوِ ثانی ——— اُخروی زندگی میں ——— ناکام ہوگا (مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (سورہ بنی اسرائیل : ۷۲) (جو اس دُنیا میں کور باطن رہا۔ وہ دوسری زندگی میں بھی کور چشم ہی اُٹھے گا) اور ناکامی اور نامرادی سے دوچار ہوگا۔ اس کی ارتجاعی تحریک (Reactionary Movement) ناکام رہے گی اور وہ ہلاک ہوجائے گا۔

(۲۱) ثُمَّ نَظَرَ (اس نے پھر نگاہ ڈالی)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی انقلابی تحریک کا اندازہ لگانے کے بعد وہ پھر غور سے دیکھتا ہے کہ آیا اس تحریک کا کوئی پہلو میری نظر سے مخفی تو نہیں رہ گیا؟

(۲۲) ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ (پھر اس نے تیوری چڑھائی اور ترش رو ہوا)

وہ اس انقلابی تحریک کے ساز و سامان (ظاہری ضعف اور کمی سرمایہ) کو نظرِ حقارت سے دیکھتے ہوئے تیوری چڑھاتا ہے (عَبَسَ) اور جس طرح ابتدا میں ہر انقلابی تحریک پر لوگ ترش روئی کا اظہار کرتے ہیں یہ بھی اس تحریک پر ترش روئی کا اظہار کرتا ہے (بَسَرَ)

(۲۳) ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ (پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا)

پھر اس تحریک کو کمزور سمجھ کر منہ موڑ لیتا ہے اور اپنے ارتجاعی پروگرام

Marfat.com

(Reactionary Programme) کی کامیابی کے خیال سے پھولا نہیں سماتا (استکبر)

(۲۴) فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (پھر بولا اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جو چلا آتا ہے)

مخالفانہ پراپیگنڈہ | اب وہ اس انقلابی تحریک کے خلاف پراپیگنڈا شروع کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ اس تحریک کے پروگرام کو قبول کر کے اس نئی پارٹی میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان کے متعلق کہتا پھرتا ہے۔ کہ یہ لوگ سحر زدہ ہیں۔ یہ تحریک چونکہ عوام کو اٹھانا چاہتی ہے۔ اس لئے عوام ہی اس میں زیادہ تر شامل ہوتے ہیں۔ ان کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فلاکت زدہ لوگ ایک خوش آیند مستقبل کے تصوّر کے سحر میں مبتلا ہیں۔ جو کبھی شرمندہ تصدیق نہ ہوگا۔

(۲۵) اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (اور کچھ نہیں یہ ایک انسان کی بنائی ہوئی بات ہے)

وہ اس انقلابی پروگرام کے خلاف یہ بھی کہتا پھرتا ہے کہ یہ پروگرام الہامی تھوڑا ہی ہے جو انسانیت کے لئے مستقلاً مفید ہو۔ اس کے پیچھے خدائی امداد بھی نہیں ہے۔ کہ یہ ضرور کامیاب ہو۔ بلکہ یہ تو اس انسان (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کا خود ساختہ پروگرام ہے۔ جو اس شخص اور اس کے خاندان ہی کے کام آئے گا۔ یعنی یہ شخص اپنے یا زیادہ سے زیادہ اپنے خاندان کے حق میں انقلاب پیدا کر کے بیٹھ جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ عوام کو

Marfat.com

اس تحریک سے الگ کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اسے انسانیت عامّہ کی تحریک سمجھ کر اس کے ساتھ اپنے مفادات وابستہ نہ کر بیٹھیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ اس انسان کا بتایا ہوا پروگرام ہے۔ اس قسم کا ہم بھی بنا سکتے ہیں۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم دعوے کرتے ہیں کہ ان کی دعوت تمام اقوام میں پھیل جائے گی۔ اوران سب پر غالب آجائے گی۔ اور یہی اس دعوت کی سچائی کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ یہ خدا کی جانب سے ہے۔ لیکن مخالفین اس تحریک کو ایک عام وقتی تحریک کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عام بات ہے ایسی تحریکیں اُٹھا ہی کرتی ہیں۔ ہم بھی اس قسم کا پروگرام بنا سکتے ہیں۔ یہ مخالف جب اس دُنیا سے کوچ کرے گا تو سیدھا جہنم میں ڈالا جائیگا۔

(۲۶) سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ (عنقریب اسے آگ میں ڈالوں گا)

ارتجاع کا انجام | اس ارتجاعی (Reactionary) کے لئے اس ظلم اور بداخلاقی کی آگ سے بچنا محال ہے۔ جو وہ اپنے لئے پیدا کر رہا ہے۔ وہ اس میں ڈالا جائے گا۔ ایسے ہی انقلاب لانے والی پارٹی اسے دُنیا میں سزا دے گی وہ زندہ رہا تو ان کے ہاتھوں سے بچ نہ سکے گا۔

(۲۷) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ (اور تو کیا سمجھے کہ آگ کیسی ہے؟)

انسان ابھی اس جہنّم کی حقیقت سے واقف نہیں۔

(۲۸) لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ (وہ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے)

یہ آگ نہ تو میدان مقابلہ ہی میں رجعت پسندوں (Reactionaries)

Marfat.com

کو رہنے دیگی اور نہ آئندہ زندگی میں ان کا پیچھا چھوڑے گی۔

(۲۹) لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ (جھلس دینے والی آدمی کو)

جہنّم کی حقیقت | یہ جہنّم جس میں یہ سرمایہ پرست ڈالا جائے گا عجیب مقام ہے۔ اس کی حقیقت سے انسان ابھی اچھی طرح واقف نہیں ہے۔ اس میں جس آگ سے واسطہ ہوگا وہ انسان اپنے ساتھ اس دُنیا سے لے جاتا ہے۔ جس طرح بدن انسانی کے اندر صفرا، سودا، بلغم، اور خون چار خلطیں ہیں اور ان کی خرابی (سڑاند) سے بدن کے اندر حرارت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان کا جسم جھلسا جاتا ہے۔ ایسے ہی انسان کے نسمی جسم (Nismic Body) میں جو اس مادی جسم کے اندر پرورش پا رہا ہے۔ انسان کے بُرے اخلاق اور بُرے اعمال کے نتائج جمع ہو رہے ہیں۔ وہ مختلف قسم کے "زہریلے مادے" جو انسان کے بدن میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ جب یہ انسان جہنّم میں جائے گا۔ وہاں وہ خاص خاص قسم کے "آگ" کے ذخیروں کے پاس سے گزرے گا تو جس قسم کا زہر جس قسم کی "آگ" سے متاثر ہو سکتا ہے اس قسم کی "آگ" سے متاثر ہو کر اندر ہی اندر بھڑک اُٹھے گا۔ اور اس کی سوزش درونی کا اثر نسمہ انسانی پر ظاہر ہوگا۔ چنانچہ سورۂ ھُمَزَہ میں اس آگ کی طرف اِن لفظوں میں اشارہ کیا گیا ہے:

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۧ

یہ وہ خوفناک حالت ہوگی جس سے بچنے کے لئے انسان سب کچھ کرنے کو تیار ہوگا۔ لیکن وہاں کچھ نہ بن سکے گا۔ اور اُسے اپنے کئے کی پوری

Marfat.com

پوری سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور جس طرح بدن انسانی کے اندر سے سارا زہر خارج ہوئے بغیر صحت حاصل نہیں ہو سکتی ایسے ہی نسمۂ انسانی میں سے زہریلے اخلاق کا اثرات خارج ہوئے بغیر صحت روحانی حاصل نہ ہو سکے گی۔

پس انسانیت کے مصالح کلیہ (Human Weal) اور رفاہ عامہ (Public Weal) کے مخالفین کے لئے قوانین انسانیت کی خلاف ورزی کرنا معمولی بات نہیں۔ جو لوگ فطرت انسانی کی خلاف ورزی کریں گے ان کو یہ آگ جلاتی رہے گی۔

(۳۰) عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (اس پر انیس ہیں)

ایک نفسیاتی نکتہ | انسان کی رُوح میں انیس مرکز ہیں[۵] جن کے ذریعے سے وہ اپنی تکمیل کرتی ہے۔ جو لوگ روحانی سلوک کے عامل ہیں وہ انہیں خوب جانتے ہیں۔ ان انیس[۱۹] مراکز کے مطابق جہنم میں بھی اصلاح کے انیس[۱۹] مراکز ہیں اور ہر ایک مرکز کا ایک جداگانہ "محکمہ" سمجھنا چاہیے۔ ہر روحانی "مرکز" کی خرابی کی جداگانہ سزا ہو گی۔

---

[۵] انیس مراکز یہ ہیں:۔ (۱-۵) حواس خمسہ ظاہری (۶-۱۰) حواس خمسہ باطنی یعنی حس مشترک واہمہ، متخیلہ، حافظہ اور قوت متخرکہ (۱۱) قلب (۱۲) قوت مدرکہ (۱۳) سر یعنی قلب اور عقل کے بطن (۱۴) روح (۱۵) خفی یعنی بطن السر (۱۶) اخفی یعنی بطن الخفی (۱۷) انانیۃ کبریٰ (۱۸) نور القدس (۱۹) البحر البحت یعنی انانیت کبریٰ اور نور القدس کا بطن جو تجلی الٰہی کا نمونہ ہے۔ ان کی تفصیل کے لئے حجۃ الاسلام امام ولی اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

Marfat.com

(۳) (ا) وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِکَۃً (اور ہم نے
دوزخ کے جو داروغے رکھے ہیں وہ فرشتے ہیں)

اس "آگ" کے جو انیس [19] مہتمم ہیں وہ انسان نہیں فرشتے ہیں۔ جن کی قوت کا یہ مخالفین انقلاب اندازہ نہیں لگا رہے ہیں۔ چنانچہ پہلی ہی آگ جو بدر کے مقام پر بھڑکی اس میں انسانوں کے دوش بدوش فرشتوں کی مثالی قوتوں نے بھی مخالفین انقلاب کو فنا کر کے رکھ دیا۔

(ب) وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَھُمْ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا (اور
ان کی جو گنتی رکھی ہے۔ تو وہ ان منکروں کے جانچنے کے لئے ہے)

اس تعداد کا ذکر منکرین کے فہم کے امتحان کے لئے ہے کہ آیا وہ اس کی حقیقت کو سمجھ کر اس سے ڈرتے ہیں اور تحریکِ انقلاب کو قبول کرتے ہیں۔ یا مذاق اڑا کر عذاب کے مستحق بنتے ہیں۔

(ج) لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ (تاکہ وہ لوگ جن کو
کتاب مل چکی ہے یقین حاصل کریں)

لیکن یہ تورات اور انجیل کو ماننے والی جماعت اور ایسے ہی ہر وہ جماعت جس میں الہامی علوم پائے جاتے ہیں۔ جن میں مثالی قوتوں کا ذکر آتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اس انقلابی تحریک کو دل سے مان چکے ہیں ان کی عقل و دانش اس کی تائید کرتی ہے۔ وہ بھی اس کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ ہندو فلاسفی اور ایرانی حکمت میں بھی ان قوتوں کی طرف اشارے موجود ہیں۔

(د) وَّیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا (اور جو لوگ اب نئی شریعت پر

Marfat.com

ایمان لاچکے ہیں وہ اپنے یقین میں بڑھیں)

اور یہ حکیمانہ اشارے قرآن حکیم کے انقلابی پروگرام پر ایمان کی زیادتی کا باعث ہوں گے اور ان کو اپنے پروگرام کی کامیابی کا اور بھی پختہ یقین ہوجائیگا۔

(ہ) وَلَا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور وہ لوگ جن کو کتاب دی جاچکی ہے اور وہ لوگ جو اب (اس شریعت پر) ایمان لاچکے ہیں وہ کسی شک میں نہ پڑیں)

پہلی کتابی جماعت کے صحیح علوم رکھنے والوں اور نئی انقلابی جماعت کے ارکان کے دلوں میں اس انقلاب اور دنیوی اور اُخروی نتائج کے متعلق کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔ اہل کتاب ایک انقلابی لیڈر ــــــ حضرت موسےٰ علیہ السّلام ــــــ کی رہنمائی .... کے نتائج دیکھ چکے ہیں۔ اور اہل عرب ــــــ اُمّی گروہ ــــــ جو اس رسول انقلاب کے پیرو بن رہے ہیں۔ وہ بھی اس پروگرام کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رکھتے۔

(و) وَلِیَقُوْلَ الآیہ

(اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ کہینگے کہ اس تمثیل کے بیان کرنے سے اللہ کا کیا منشا ہے ؟)

اس کے برخلاف ایک تو وہ لوگ جن کو اس انقلابی پروگرام کی کامیابی کا پورا یقین نہیں ہے اور ان کے دلوں میں اس کی رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی کامیابی کو دیکھ کر حسد کی بیماری پیدا ہوگئی ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں

Marfat.com

جو اس پروگرام کے کھلم کھلا مخالف ہیں کیونکہ یہ پروگرام ان کے خاص مفادات (Vested Interests) کا مخالف ہے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ اس انقلابی پروگرام میں کمزوری ثابت کرنے کے لئے اعتراض کرتے ہیں کہ اس انیس کے عدد کے تمثیلی بیان سے کیا غرض ہے؟ حالانکہ انہیں کم سے کم اتنی موٹی سی بات تو معلوم ہونی چاہیئے۔ کہ ہمارے اخلاق اور اعمال کی خرابیوں کے مطابق جہنم میں ان کے علاج کا انتظام ہونا چاہیئے اور جب حکیم علی الاطلاق انہیں بتاتا ہے کہ انیس قسم کے محکمہ ہائے علاج جہنم میں موجود ہیں تو انہیں یقین آجانا چاہیئے۔ کہ یہ درست ہے لیکن یہ مخالفین چونکہ انقلابی ذہنیت نہیں رکھتے۔ اس لئے سوسائٹی کی اصلاح کا فکر ان کے ذہنوں میں آتا ہی نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ لوگ سوسائٹی کی اصلاح کی طرف مائل نہیں ہوتے اور جو لوگ اس میں انقلاب برپا کرنے کے لئے جان و مال کی قربانی کرنے کے لئے آمادہ ہیں ان کے خلاف صف آرا ہو گئے ہیں۔

(ح) كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ (یوں اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے)

یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں یعنی انسانیت کی ترقی کی تدابیر سوچنے کے بجائے اِدھر اُدھر کی باتوں میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے انکی کج فہمی کا ان کی اس شامتِ اعمال کے باعث خداوند تعالٰے اب ان کو کسی نئی حکمت سے سرفراز نہیں کرے گا۔

قرآن کی انقلابی تعلیم سب کے لئے کھلی ہے۔ ہر شخص اسے قبول

Marfat.com

کر کے اصلاح حال کر سکتا ہے۔ لیکن جو اس انقلاب میں حصہ نہ لینا چاہے اور انہیں[19] بین[20] کی کج بحثیوں میں پڑ جائے تو خدا کی مشیت اسے مزید روشنی دینا نہیں چاہتی۔ جو روشنی دی گئی ہے اسے استعمال کر کے جو شخص راہ راست پر چل نکلتا ہے مشیت ایزدی اس کے لئے مزید رہنمائی کا سامان بہم پہنچا دیتی ہے۔ ورنہ وہ ایک گمراہی سے دوسری گمراہی کی طرف نکلتا چلا جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ منزل مقصود سے بہت دور جا پڑتا ہے۔

(ط) وَيَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ (اور جسے چاہتا ہے راہ دیتا ہے)

جو لوگ اس انقلابی پروگرام کو قبول کر لینگے مشیتِ الٰہی ان کی مزید دستگیری کرے گی۔ چنانچہ ایک اور جگہ فرما دیا ہے کہ

الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (جو لوگ ہماری طرف آنے کے لئے سرگرم سعی ہو جائیں گے۔ ہم ان کو اس راہ پر چلنے کے لئے کئی راستے کھول دینگے)

یعنی جب کوئی انسان خدا کی طرف چل کھڑا ہوتا ہے تو مشیت الٰہی اس کی دستگیری کرتی رہتی ہے۔ اور جہاں اس کے راستے میں کوئی پتھر آجاتا ہے اس کے ہٹانے یا اس کے اِدھر اُدھر سے ہو کر گزر جانے کی راہ بتا دیتی ہے۔ وہ علم اور عمل کی روشنی میں برابر چلتا رہتا ہے۔ اور ہر مشکل سے بچ نکلنے کے راستے نکالتا رہتا ہے۔ اس طرح قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم اپنے ماننے والوں کی رہنمائی کا باعث بنتی رہتی ہے۔

(ی) وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (اور تیرے رب

Marfat.com

Marfat.com

آگے بڑھنے کی دعوت

Marfat.com

Marfat.com

آگے بڑھنے کی دعوت

(۳۲) کَلَّا (ہرگز نہیں)

ارتجاع غالب نہیں آسکتا یہ سرمایہ پرست جو تحریک قرآنی کی مخالفت کرتا ہے (اَدْبَرَ) خیال کرتا ہے کہ اُس کا مسلک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک پر غالب آئے گا وہ اس پر اینٹھ رہا ہے (اِسْتَکْبَرَ) یہ اس نے غلط سمجھا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ ہوگا (کَلَّا)

وَالْقَمَرِ (قسم ہے چاند کی)

انقلاب کی پہلی منزل عرب پر قبضہ قرآنی انقلاب کی تدریجی ترقی کو قمر کی روشنی کے بڑھنے پر قیاس کرنا چاہیئے۔ یہ پروگرام مختلف منازل میں سے گزر کر پہلے تو سرزمین عرب میں ہلال سے بدر بن کر چمکے گا اور عرب قوم کو بین الاقوامی انقلاب کی سنٹرل کمیٹی (Central Committee) بنا دے گا۔

(۳۳) وَالَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ (اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیرلے)

پھر یہ چاندرات گزر جائیگی یعنی قومی انقلاب پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتے گا۔

(۳۴) وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ (اور صبح کی جب وہ روشن ہو جاتے)

بین الاقوامی منزل اور اس کے بعد اس عرب پارٹی کی کوششوں سے بین الاقوامی انقلاب کی صبح نمودار ہو گی۔

(۳۵) اِنَّھَا لَاِحْدَی الْکُبَرِ (یہ واقعہ تاریخ انسانی کے عظیم الشان

Marfat.com

واقعات میں سے ہے)

رفتہ رفتہ آفتاب عالمتاب کی خواب ربا اور بیدار کن روشنی کی طرح یہ عالمگیر انقلاب بھی ساری انسانیت کو بیدار کر دے گا۔ اور ہر کہ ومہ اس سے فیضیاب ہوگا۔ یہ انسانیت گیر انقلاب (World Revolution) کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ بلکہ یہ تاریخ انسانی کے عظیم الشان انقلابوں میں سے کامیاب ترین انقلاب ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ انقلاب کا آغاز پہلے عرب میں ہوا۔ قریش کی کامیابی سے عرب اس انقلاب میں شامل ہوگئے اور عرب مل کر بین الاقوامی انقلاب کی ایک منزل کے قافلہ سالار بنے۔

(۳۶) نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ (یہ نوع انسان کو ڈرانے والا ہے)

مخالفین کو جنگ میں سزا ملے گی | یہ بین الاقوامی انقلاب کا پروگرام کسی خاص خطہ زمین یا کسی خاص قوم کے لئے نہیں ہے کہ وہ ملک یا خطہ اس کے ذریعے سے اپنا تفوق (Imperialism) قائم کرکے دوسرے ممالک یا اقوام سے انتفاع (Exploitation) شروع کر دے۔ بلکہ یہ انقلابی تعلیم ساری نوع انسان کے لئے ہے اور جو انقلاب اس کے مطابق پیدا کیا جائے اس میں تمام انسانوں کے مفادات جو اسے تسلیم کرلیں محفوظ رہنے چاہئیں اور جو اسے قبول نہ کریں ان کے ساتھ بھی انصاف سے کام لیا جائے۔ لہٰذا ہر زمانے اور ہر ملک کے خود پرست جابر و ظالم حکمرانوں کو اس انقلابی تعلیم سے ڈرنا چاہیے۔ اور اپنے آپ کو اس کے ماتحت کرلینا چاہیے۔ تاکہ وہ انقلاب کے دنیاوی خطرناک

Marfat.com

نتائج اور اخروی عذاب سے بچ جائیں۔

اس آیت میں آنے والی جنگوں کی طرف نہایت لطیف اشارہ بشکل انذار موجود ہے۔ جو اس تعلیم کے انقلابی ہونے کی بیّن دلیل ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا اعلان چنانچہ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو حکم ہؤا کہ اپنے خاندان والوں کو اس آنے والے انقلاب کے نتائج سے ڈرائیں تو آپ کوہِ صفا پر تشریف لے گئے۔

فھتف یاصباحاہُ فقالوا من ھذا؟ فاجتمعوا الیہ فقالُ ”ارأیتُم ان اخبرتُکم ان خیلاً تخرج من صفح ھذا الجبل اکنتُم مصدّقیّ“؟ قالوا ”ما جربنا علیک کذباً“ فقالُ ”انی نذیرٌ بین یدی عذابٍ شدیدٍ“

آپ نے بلند آواز سے فرمایا۔ یاصباحاہُ (فریاد! فریاد!) لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ کون ہے؟ خیر پھر سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ سُنتے ہو۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کی جانب سے ایک لشکر نکلے گا۔ تو کیا تم میری بات سچ مان لوگے؟ سب نے کہا ہم نے آج تک تجھے جھوٹ بولتے نہ سُنا نہ دیکھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ”تو میں تمہیں آنے والے خوفناک عذاب سے ڈراتا ہوں۔“

جن لوگوں نے ”آنے والے خوفناک عذاب“ سے بچنا چاہا وہ آپ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور جو اس میں شامل نہ ہوئے وہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے اور دوسری زندگی میں اس عذاب کے زیادہ شدید تسلسل میں جا پھنسے۔

Marfat.com

(۳۷) لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَن يتقدم او يتاخّر (اب یہ تم سے ہر ایک کے لئے ہے کہ وہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے)

انقلاب میں آگے بڑھو | اب یہ فیصلہ خود تمہیں کرنا ہے کہ تم اس انقلاب کی صف اوّل (Vanguard) میں جگہ لینا چاہتے ہو یا پیچھے رہنے والوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ یہ فیصلہ انسان کو خود اپنی رائے سے کرنا چاہیے جو شخص اپنی رائے سے انقلابی نہیں بنتا وہ انقلابی نہیں کہلا سکتا۔ انقلاب سمجھنے کے لئے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ اس انقلاب کی صف اوّل میں جگہ لیں گے ان کو تکالیف پیش آئیں گی لیکن آخر کار وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن جو اس تحریک میں حصہ لینے میں پیچھے رہ جائیں گے وہ شکست کھا کر خزیٌ فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب کے مصداق ٹھیریں گے۔ (یعنی دنیاوی زندگی میں سخت ذلّت (غلامی) کا عذاب اور مرنے کے بعد کی زندگی میں اس سے بھی زیادہ شدت کا احساس عذاب) چنانچہ جن لوگوں نے تقدم اختیار کیا ان میں سے صدیقِ اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، عثمان غنیؓ اور علی مرتضٰےؓ اور حضرت حمزہؓ اور صہیب رومیؓ ہیں۔ ان کی کامیابی روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، اور جو پیچھے رہے ان میں سے ابو جہل اور ابولہب اور ابولہب کی بیوی وغیرہ ہیں۔ جو دنیا سے ناکام گئے۔ اور مرنے کے بعد ان کی یہ ناکامی اور ان کے دیگر مظالم ان کے ساتھ گئے۔ جنہوں نے ان کے لئے مکمل عذاب جہنم پیدا کر دیا ہے اب آگے بڑھنے والوں اور پیچھے رہنے والوں کا تذکرہ ۴۸ تک چلا گیا

Marfat.com

ہے۔ سب سے پہلے ۳۸ میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے

(۳۸) کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ رَهِينَةٌ (ہر ایک جاندار اپنے کئے میں پھنسا ہے)

پیچھے رہنے والے برباد کر دیئے جائینگے

انسان کی ساخت ایسی ہے کہ جو کام کرتا ہے اس کی پوری جوابدہی کے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا پس جو شخص پیچھے رہے گا۔ اُسے اپنی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اس کی یہ رجعت پسندی (Reaction) اور انقلاب دشمنی اس کے نفس پر ایسی چھا جائیگی کہ وہ اپنی اس ذہنیت کے نتائج سے کبھی چھٹکارا نہ پا سکے گا۔

خداوند تعالےٰ نے انسان کو جو قوتیں عطا فرمائی ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اُن کو اُن کی فطرت کے مطابق کام میں لا کر چلا دی جائے۔ جو شخص ان قوتوں کو چلا نہیں دیتا بلکہ غلط کاریوں کے نیچے دبا کر صالح ترقی سے روکتا ہے۔ اسے اس کا نقصان پورا کرنا ہو گا۔ اور عذاب برداشت کرنا ہو گا۔ اس کے یہ ارتجاعی اعمال بے نتیجہ نہ رہیں گے۔

انسان کے اعمال کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟ امام ولی اللہ کا نظریہ

حجۃ اللہ علی الارض امام الائمہ امام ولی اللہ محدث دہلوی (انار اللہ برھانہ) فرماتے ہیں کہ:۔

اعلم ان الاعمال التی یقصدھا الانسان قصدًا مؤکدًا والاخلاق التی ھی راسخۃ فیہ تنبعث من اصل النفس الناطقۃ ثم تعود الیھا ثم تتشبث بذیلھا و تحصی علیھا (حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۸)

(یعنی واضح رہے۔ کہ جس قدر کام انسان اپنے پختہ ارادہ سے کرتا ہے اور جس قدر

Marfat.com

اخلاق انسان میں پختہ ہو جاتے ہیں ان کا بیج پہلے تو انسانی روح ہی میں سے نکلتا ہے اور پھر پھیلنے کے بعد انسانی روح ہی کی طرف واپس آجاتا ہے (چونکہ نکلنے کے وقت وہ بیج چھوٹا ہوتا ہے۔ اور واپس ہونے تک وہ پھیل چکا ہوتا ہے اس لئے وہ واپسی میں) روح کے ذہن سے ملحق ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔"

گویا ہر شخص کے اعمال اسکے نسمے میں محفوظ رہتے ہیں اور مرنے کے بعد جب مادی بدن اتر جائیگا تو یہ اعمال نہایت واضح شکل میں اُسے محسوس ہونے لگ جائیں گے پس ہر شخص کو اس انقلاب کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیئے تاکہ وہ اپنے قویٰ کو فطری ترقی دے سکے اور ایسی سوسائٹی پیدا کر سکے جس میں رہ کر وہ اچھے اعمال اپنے نسمے کے اندر جمع کر سکے۔

اب ان لوگوں کا ذکر آتا ہے جنہوں نے آگے بڑھ کر کام کیا۔

اِلَّآ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِ (سوائے ان کے جو دائیں طرف والے ہیں)

انقلاب کے پیشرو | جو لوگ دنیا میں قرآن حکیم کا انقلاب برپا کرنے میں سبقت کرتے ہیں وہ سابقین (Pioneers) تو کامیاب ہوتے ہی ہیں انکے علاوہ ان کے دست راست بننے والے بھی پیچھے نہیں رہتے وہ بھی کامیاب و کامران ہوتے ہیں اور سند کامیابی اپنے دائیں ہاتھ میں پاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کا حق ادا کیا یعنی اللہ نے جو قوتیں عطا کی تھیں ان کو حق کی راہ میں پوری طرح استعمال کیا۔

ان کے مقابلے میں ایک جماعت اصحاب شمال کی ہے۔ جو ناکام رہتی ہے۔

السابقین اور اصحاب الیمین کی کامیابی کا راز معلوم کرنا ہو تو ان ناکام رہنے والوں کی کامیابی کے اسباب خود ان کی زبانی سُن لیں۔ تاکہ کامیاب انقلابی پروگرام کی مدات .... واضح ہو جائیں۔

جو لوگ پیچھے رہ گئے ان کا تذکرہ آگے ۴۸ تک آتا ہے۔

Marfat.com

بین الاقوامی پروگرام کی تفصیل

Marfat.com

Marfat.com

بین الاقوامی پروگرام کی تفصیل

(۴۰) فِی جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ (وہ باغات میں ہیں پوچھتے ہیں)

(۴۱) عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ (مجرموں سے)

ارتجاع کا نفسیاتی تجزیہ اصحابِ یمین، جنّت میں پہنچ جاتے ہیں اور مصیبتوں سے نجات پا لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ غور کرتے ہیں کہ اب جو لوگ عذاب میں مبتلا ہیں وہ کیوں عذاب میں مبتلا ہیں۔ چنانچہ وہ جہنمیوں سے ان کی ناکامی کے اسباب دریافت کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ :۔

(۴۲) مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ؟ (تم کو اس دوزخ میں کس چیز نے لا ڈالا؟)

تم اس ناکامی کے عذاب میں کس وجہ سے مبتلا ہوئے؟ کچھ سمجھے بھی؟ اس عذاب کو دیکھ کر جس کی خبر تمہیں پہلے دی گئی تھی اب تو سمجھ آ گئی ہوگی؟

فائدہ: جس مجرم کو اس کی سزا ملنے کے وقت یہ علم نہ ہو کہ اسے کس جرم میں سزا مل رہی ہے۔ اسے اس سزا سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جہنم میں پہنچ کر مجرم خود ہی جان لیں گے کہ انہیں کس کس جرم کی سزا مل رہی ہے سزا اور جرم میں خاص مناسبت ہوگی۔ چنانچہ مجرم اپنے جرائم آپ بتاتے ہیں کہ :۔

(۴۳) قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (وہ کہنے لگے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)

(۱) تعلق باللہ کی ضرورت وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یعنی سعادتِ انسانی کے اس پروگرام پر عمل نہ کرتے تھے جو اتحادِ فکر، اجتماعیت اور

Marfat.com

مساوات وغیرہ بیسیوں بھلائیاں سکھاتا ہے۔ اور جس کا انتہائی معراج تعلّق باللہ ہے۔

یاد رہے کہ انسان کے قلب میں خداشناسی کی جو قوّت مضمر ہے اُسے نماز ترقی دیتی ہے تو انسان کے اندر ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا وہ اس آئینے میں خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یہ تجلّی جو اس کے قلب میں اُسے نظر آتی ہے انسانِ کبیر ——— امامِ نوعِ انسانی ——— کے قلب کی تجلّی کا پرتو ہوتی ہے۔ یہاں تک ترقی کر جانے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان انسانیت کے تقاضوں کو خدا کا حکم سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا کا یعنی مسکینوں اور کمزوروں کا خادم سمجھنے لگ جاتا ہے۔ جیسے کسی دوسرے بندے کے حقوق سلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے پس وہ ہر وقت خدمتِ انسانیت کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور اسے خدا کی عبادت کا جزو جانتا ہے۔

اِس کی مزید کیفیت سورۂ ماعون میں بیان کی گئی ہے۔ جہاں فرمایا:-
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝ (یعنی جو لوگ اپنے یتیموں اور بے کس مسکین ہمسایوں کو (جن کا ذکر ماعون کی ابتدائی آیتوں میں آیا ہے) برتنے کی چیز بھی نہیں دیتے ——— مفت نہیں کہ یہ تو بہت دُور کی بات ہے بلکہ اُدھار ——— وہ اپنی صلوٰۃ (تعلّق باللہ) کے مقصد سے غافل ہیں۔ اس لئے اب جو وہ نماز پڑھتے ہیں تو یہ محض دکھاوے کی نماز ہے)

Marfat.com

(۴۴) وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ (اور ہم کسی مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے)ؔ

(۲) مساکین کی تنظیم کی ضرورت | جب ہم اپنے نفس کی ضرورت ——— تعلق باللہ ——— کو بھلا بیٹھے تو پھر دوسروں کی ضرورت کا بھی احساس ہم میں مردہ ہوگیا نماز کے ذریعے سے اپنے خالق کے ساتھ تعلق نہ جوڑا۔ خدمت خلق کا جذبہ اپنے اندر پیدا نہ کیا۔ دوسروں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر کرنے کی کوشش نہ کی اور عام لوگوں کی مادی اور عقلی ضرورتیں پوری کرنے کا جتنا سامان ہم کرسکتے تھے وہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس عذاب میں مبتلا ہوگئے مسکینوں کو کھانا کھلانے کے معنی یہ نہیں کہ بھک منگے پیدا کئے جائیں بلکہ یہ کہ بیکار لوگوں کو تعلیم اور کام اور کام کے ذرائع بہم پہنچا کر سوسائٹی کے مفید رکن بنایا جائے۔

(۴۵) وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ (اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ مل کر بحثیں کیا کرتے تھے)

بیکار مباحثے | ہم انسانیت کی خدمت کرنے کے بجائے فلسفیانہ موشگافیوں اور دوراز کار بحثوں میں پڑ گئے اور کمزوروں کو کمزور رکھ کر اُن کا خون چوسنے کے فلسفے کے جواز میں بڑی بڑی بحثیں کرنے لگ گئے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ بیکاروں (The unemployed) کو کام پر لگانے کے ذرائع پر غور کرتے۔ اور جو لوگ

ؔ ان دونوں آیتوں کے مضمون ——— نماز اور اطعام مسکین ——— کو قرآن حکیم میں اقیموا الصلوٰۃ وَاٰتوا الزکوٰۃ کے جملے کے ذریعے سے سینکڑوں مرتبہ دہرایا گیا ہے۔

Marfat.com

خدا سے تعلق جوڑنا بھول گئے ہیں ان کو اس طرف متوجہ کرتے اور انہیں علم دیتے۔

(۴۶) وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ (اور ہم جزاء اعمال کے وقت کا انکار کرتے تھے)

(۳) اعمال کی ذمہ داری سے انکار | یہ سب کچھ اس لئے کر گزرتے تھے کہ ہم اس کمزور محتاج اور مظلوم کی اپیل کے نتائج اور آخری فیصلے کے دن کا یقین نہ رکھتے تھے اور ہم اپنے آپ کو اپنے اعمال کے لئے کسی کے آگے جواب دہ نہ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی ہم سے اس ذمہ داری اور جوابدہی کا ذکر کرتا اور یاد دلاتا تو ہم اسے جھٹلاتے تھے۔

(۴۷) حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ (یہاں تک کہ آگئی یقینی بات)

ہم سمجھتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے پنجے میں ہیں۔ ان سے جس طرح چاہیں کام لیں۔ اور ہماری اس حالت میں کبھی انقلاب نہ آئے گا۔ لیکن انقلاب تو یقینی تھا۔ مگر ہم اسے یقینی نہ جانتے تھے۔ آخر موت و ہلاکت کے انقلاب نے ہماری آنکھیں کھول دیں۔

(۴۸) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (ایسے لوگوں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دیتی)

چونکہ فطرت مسخ ہو چکی ہے اور انسانیت کے اصلی جوہر خراب ہو چکے ہیں۔ اس لئے جب تک وہ تمام زہر جو نسے میں گھس گیا ہے۔ خارج نہ کیا جائے ترقی محال ہے۔ اس سلسلے میں کسی کی سفارش بھی کام نہیں دیتی۔

دوبارہ انذار | اب پھر انقلاب کے مخالفوں کو غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے۔ کہ وہ

Marfat.com

سوچیں اور سمجھیں اور اس انقلاب کو قبول کریں۔

(۴۹) فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ؟ (پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اس یاددہانی (قرآن حکیم) سے روگردانی کر رہے ہیں)

پہلی آیت میں جو آیا تھا کہ قُمْ فَأَنْذِرْ اس کے مطابق یہ انذار (ڈراوا) ہے۔ اور انہیں یاد دلایا گیا ہے کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ قرآن حکیم کا انقلاب ٹل جائے گا۔ یہ ہو کر رہے گا اور مخالفین کی کوئی طاقت اسے روک نہ سکے گی۔ ان کو چاہئے کہ اسے فوراً قبول کرلیں اور اس سے اعراض کر کے نقصان نہ اٹھائیں۔

(۵۰) كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ (گویا گدھے ہیں بدکنے والے)

انقلاب کی تمثیل | یہ ارتجاعی لوگ (Reactionaries) آگے بڑھنا شیر کے منہ میں جانے کے برابر سمجھتے ہیں

(۵۱) فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (بھاگتے ہیں شیر سے)

یہ اس آنے والے انقلاب کے تصوّر سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے گدھا شیر سے دہشت کھاتا ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ آخر اس انقلاب سے عوام کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تو کیا یہ رُک سکتا ہے؟ پھر مساکین اور یتامیٰ کی حالت کی اصلاح کرنا انسانیّت کا لازمی جزو ہے۔ یہ اس سے کیوں بھاگتے ہیں؟ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ انقلابی تعلیم انسان میں شیری پیدا کر دیتی ہے۔ وہ ہر چیز سمجھتا ہے اور اپنے فیصلے سے آگے بڑھتا ہے ؎

نہ خورد شیر نیم خوردہ سگ ۔۔۔ ور بسختی بمیرد اندر غار

قرآن حکیم ان کو خود سوچنے کی دعوت دیتا ہے۔ اس سے اعراض کرنا گدھا پن

Marfat.com

ہے۔ مگر جو جھوٹا کھانے کی غلاظت میں مبتلا رہنا چاہیں۔ اور خود غور و فکر نہ کریں۔ وہ بھلا قرآن حکیم کی کیا قدر کر سکتے ہیں؟

(۵۲) بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً

(بلکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اسے الگ الگ صحیفہ دے دیا جائے)

نراج پیدا نہیں ہونے دیا جاتے گا صحیح عالمگیر انقلاب تو ساری انسانیت کو ایک نظام میں منسلک کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی تعلیم تمام انسانیت کے لئے یکساں مفید ہوتی ہے۔ لیکن یہ سرکش چاہتے ہیں کہ ان کی مرضی کے مطابق ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ پروگریم یا چارٹر (Charter) دیا جاتا۔ تاکہ اس کی نفسانی خواہشیں پوری ہوتی رہتیں۔ یہ لوگ اجتماعی نظام کے اندر آکر انقلاب برپا کرنا چاہتے ہی نہیں۔ کیونکہ اس انقلاب سے ان کی ذاتِ خاص کو خصوصی فائدہ نہ ہو گا۔

یہ نراج (Anarchism) ہے۔ اور یہ نراجی (Anarchists) اس اجتماعی پروگریم کو قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ مساوات اور عدل کی دعوت دیتا ہے۔ اور یہ اپنے لئے زر اندوزی .... اور انتفاع کا چارٹر (Charter for Exploitation) چاہتے ہیں۔

كَلَّا (ہرگز نہیں)

انہیں کوئی انفرادی پروگریم نہیں دیا جا سکتا۔ یہ غیر طبعی مطالبہ ہے۔ یہ بیوقوف اتنا نہیں سمجھتے کہ اس سے نراج (Anarchy) پیدا ہو جاتا ہے اور کوئی منظم انسانی معاشرہ (Organised Human Society) پیدا نہیں

Marfat.com

ہو سکتا۔ حالانکہ فرد کی ترقی کا راستہ اجتماع میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لئے تعلیم ایسی ہونی چاہیئے جس سے اجتماعیت (Society) پیدا ہو۔ اور اُسے ترقی حاصل ہو ایک ایک انسان کو جداگانہ ہدایت نامہ دے دیا جائے تو یہ انفرادی اور اجتماعی ترقی کس طرح ممکن ہے؟

فائدہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قرآن حکیم پارٹی بنانی چاہتا ہے۔ وہ ایک ایک انسان کو الگ الگ سمجھانے کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔

بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ (بلکہ وہ آخرت سے ڈرتے نہیں)

یہ لوگ جو انفرادی انتفاع (Individual Exploitation) کا چارٹر (Charter) چاہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی نفسی ضروریات (Psychological Necessities) سے غافل ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے ساتھ تعلق قائم نہ کر کے اور مساکین اور غربا سے ناجائز انتفاع (Exploitation) کر کے اپنے نفس کے اندر ایسے خوفناک زہر جمع کر رہے ہیں۔ جو مرنے کے بعد پھوٹ نکلیں گے۔ اور انہیں اس طرح عذاب میں مبتلا کر دیں گے جس طرح آتشک یا سوزاک یا جذام کا زہر جسم میں جمع ہو تو حالات سازگار ہوتے ہی جسم میں سے پھوٹ نکلتا ہے اور مریض کی زندگی کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے۔ ایسے ہی یہ اپنے جسموں کے اندر انسانیت کُشی کے مختلف اعمال کے ذریعے سے جو زہر جمع کر رہے ہیں وہ جہنم کی موافق "آب و ہوا" میں ان کے جسموں سے پھٹ نکلے گا۔ اور ان کی زندگی ایک دائمی عذاب بن جائے گی۔ جس طرح مرنے کے بعد ان سے

Marfat.com

فطرتِ انسانی جواب طلبی کرے گی اور انہیں عذاب میں مبتلا کرے گی۔ اسی طرح اس دُنیا میں انقلابی جماعت اُن سے جواب طلبی کرے گی۔ اور ان کو مبتلاء عذاب کرے گی۔

انقلاب سوسائٹی کے اندر سے پیدا ہوتا ہے

کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آنے والا انقلاب بیرونی اثرات کا نتیجہ ہوگا؟ یا آنے والا عذابِ جہنم ان کے نفسوں کے باہر کی قوتیں پیدا کریں گی؟

(۵۴) كَلَّآ (ہرگز نہیں)

بلکہ وہ انقلاب خود اُن کے اپنے نفسی حالات پیدا کر رہے ہیں۔ اگر ان کی ذہنیت درست ہوتی اور یہ سب کے ساتھ انصاف کرتے ہوتے تو یہ انقلاب نہ آتا۔

اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ (اب بھی قرآن حکیم جو آیا ہے تو ان کی یاددہانی کے لئے آیا ہے)

قرآنی انقلاب کے تجربے کی دعوت

اگر یہ لوگ اپنی خفتہ انسانیت کو بیدار کرلیں۔ اور انقلاب کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوں تو ان کے لئے اچھا ہے۔ قرآن حکیم ان کو ان کی بھولی ہوئی انسانیت یاد دلانے آیا ہے۔ اور وہ بتاتا ہے کہ انسانیت کے متعلق ان کے کیا فرائض ہیں۔

(۵۵) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (جو کوئی چاہے اسے یاد کرے)

عیاں راچہ بیاں۔ انسان آج بھی انسانیت کو بروئے کار لاکر دیکھ لے تو اسے معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم کی تعلیم اس کے لئے کس قدر مفید ہے اور اس کی خفتہ روح کے کس قدر مناسب حال ہے۔ جب وہ دنیا میں اس تعلیم کے نتائج حاصل

Marfat.com

کرکے کامران ہوسکتا ہے۔ نویہی نتائج زیادہ واضح طور پر حیاتِ مابعد الممات (The Life Hereafter) میں اسے حاصل ہو جائیں گے۔ اس لئے جو شخص دنیوی صلاح اور اُخروی فلاح حاصل کرنی چاہتا ہے۔ وہ اس انقلابی پروگریم کو قبول کرلے۔ جو کسی خاص انسان یا خاندان کی ترقی کا کفیل نہیں ہے۔ بلکہ ساری نوع انسان کی سعادت کا ذمہ دار ہے

(۵۶) وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّآ أَنْ يَشَآءَ ٱللَّهُ (مگر اس سے وہ اسی صورت میں نصیحت پاسکتے ہیں کہ اللہ چاہے)

جو لوگ اس یاددہانی سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں وہ مشیتِ الٰہی اور حکمت الٰہی پہلے سے معین کر چکی ہے۔ وہی اس کام کو بجالائیں گے۔ جو لوگ قرآن کی ہدایت سے ہدایت یاب ہوتے ہیں وہ اتفاقاً نہیں ہو جاتے۔ بلکہ یہ طے شدہ فیصلہ ہے کہ جن اشخاص میں فلاں فلاں باتیں ہوں گی وہی ہدایت پائیں گے۔ پس انسان کو اپنے اندر وہ شرطیں پیدا کرنی چاہئیں۔ تب وہ ہدایت پاسکتا ہے۔

هُوَ أَهْلُ ٱلتَّقْوَىٰ وَأَهْلُ ٱلْمَغْفِرَةِ (وہ تقویٰ کا اہل ہے اور وہ مغفرت کا اہل ہے)

انقلاب عدل قائم کرے گا | اس کی مشیت اور حکمت کے مطابق یہ دو قسم کے لوگ ہدایت پاسکتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ کہ تقویٰ کے معنی ہیں یہ آیت:۔

اِن اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاءِ ذی القربیٰ

Marfat.com

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَا وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ۔

(بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔ اور فحشا اور منکر سے اور بغاوت سے منع کرتا ہے)

اس آیت کی رو سے تقوے میں عدل شامل ہے۔

پس جو لوگ اپنی استعداد کے مطابق عدل کرتے ہیں وہ جب عدل کامل کی تعلیم پاتے ہیں تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن حکیم سے انتباہ حاصل کر سکتے ہیں۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو بے سوچے سمجھے حق کی مخالفت کر بیٹھتے ہیں مگر اپنے ظلموں پر اصرار نہیں کرتے جب انہیں متنبہ کیا جاتا ہے تو وہ باز آ جاتے ہیں۔ یہ اہل مغفرت ہیں۔

قرآن حکیم ان دو قسم کی ذہنیت کے لوگوں کو بیدار کرے گا۔

خداوند تعالےٰ سے ہرگز یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ انصاف کو چھوڑ کر کسی انسان کو بخش دے گا۔ کیونکہ وہ خود اہل تقویٰ یعنی عادل ہے۔ البتہ اگر انسان ایک جگہ غلطی کرے مگر متنبہ ہو کر دوسرے موقع پر اعلےٰ درجے کی نیکی کرے تو وہ اُسے بخش دیتا ہے۔ یہ اس کی عدالت کے منافی نہیں ہے۔ پس اللہ سے معافی مانگنے کے لئے انسان اپنی غلطی کا ازالہ کرے اور کوئی بہتر نیکی کرے تو وہ بخش دیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

خلاصۃ الکلام

(۱) صالح انقلاب پسند کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ انسانیت کو ترقی دینے والے قانون کے خلاف جو غیر صالح نظام موجود ہوئے قبول نہ کیا جائے (ص ۱-۳)

(۲) صالح انقلاب پسند ہر قسم کی پاکیزگی کا خیال رکھتا ہے اور اس کا آغاز لباس کی پاکیزگی سے کرتا ہے۔ اور وہ اپنے بدن اور ماحول کو بھی پاک رکھتا ہے (ص ۴)

(۳) صالح انقلاب پسند کسی قسم کی خیالی اور علمی ناپاکی کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس لئے وہ ہر غیر صالح نظام کا انکار کر دیتا ہے (ص ۵)

(۴) صالح انقلاب پسند ہر قسم کے انتفاع (Exploitation) کا مخالف ہوتا ہے۔ اور کسی انسان پر کسی قسم کا ظلم نہ خود کرتا ہے نہ اسے برداشت کرتا ہے (ص ۶)

(۵) صالح انقلاب پسند تادم مرگ محض خدا پر بھروسہ کر کے کام کرتا ہے اور مشکلات سے گھبرا کر اپنے لائحہ عمل پر شک کرنے نہیں لگ

Marfat.com

جاتا (ے)

(۶) قرآن کا انقلاب سرمایہ پرستانہ ذہنیت کے خلاف ہے (ے ۸ تا ۲۵)

(۷) اس ذہنیت کا انجام دنیا میں ناکامی ہوگا۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی میں دردناک عذاب (ے ۲۶ تا ۳۱)

(۸) قرآن کی تعلیم بین الاقوامی تعلیم ہے (ے ۳۱ تا ۳۶)

(۹) یہ بین الاقوامی تعلیم قومی درجے سے ترقی کرکے بین الاقوامی درجے پر پہنچے گی اور مساکین کی تنظیم کرے گی اور ان کا تعلق اللہ سے قائم کریگی۔ مخالفین ناکام رہیں گے (ے ۳۷ تا ۵۶)

Marfat.com

نظرِ بازگشت

مُزّمّل اور مُدّثّر کا تقابُل

یہ دونوں سُورتیں ——— المزّمّل اور المُدّثّر ——— مکّی دور کی ابتدائی سُورتیں ہیں۔ اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے منصبِ نبوّت پر قائم ہونے کے پہلے ہی سال میں اُتری ہیں۔ ان دونوں کے مضامین باہم ایسے مربوط ہیں کہ ایک دوسرے کا تتمہ معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ جو چیزیں مُزّمّل میں مفصل ہیں ان کی طرف مُدّثّر میں اجمالی اشارات پائے جاتے ہیں۔ اور جو مُزّمّل میں مجمل بیان ہوئی ہیں ان کو مُدّثّر میں قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اس انقلابی تعلیم کو روئے زمین پر متمکن کرنے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی۔ اس لئے مزّمل میں آپ کو رفقاء کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے لئے نمازِ تہجّد ——— قیامِ شب ——— مقرر کی گئی۔

Marfat.com

تاکہ ان رفقاء کی تیاری تعلیم و مصاحبت سے کریں۔ اس کے بعد دوسری سورت یعنی تزمیل ـــــ تیاریِ رفقاء ـــــ کی غرض بیان کر دی گئی۔ یعنی یہ کہ آپ دنیا ئے انسانیت سے ہر قسم کے ظلم کو محو کرینگے اور معاشرۂ انسانی کو ہر قسم کی پاکیزگی سے معمور کریں گے۔ انسانی زندگی کو بین الاقوامی معیار پر بلند کرنے کے لئے چار اخلاق انسانوں کے اندر پیدا کئے جائیں گے۔ یعنی

(۱) اللہ کی طرف اِخبات (جھکنا) ـــــ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

(۲) طہارت ـــــ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ

(۳) سماحت ـــــ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

(۴) عدالت ـــــ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرْ

ان اُخلاقِ اربعہ کے علاوہ شعائر اللہ ـــــ وہ چیزیں جن میں تجلّیات الٰہی کا ظہور ہوتا ہے ـــــ سے تعلق قائم کرنے کے لئے حکم دیا گیا کہ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔ جس سے مراد یہ ہے کہ تعلق باللہ اپنے وسیع تر معنوں میں صرف قرآن حکیم میں مرکوز ہے

اس طرح قرآن حکیم کے آنے والے انقلاب کا مجمل خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ انقلاب، جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے، سرمایہ پرستانہ ذہنیت کے خلاف ہے۔ سورۂ مُزّمّل میں اس کا اجمالی ذکر وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ میں کیا گیا تھا۔ لیکن مُدَّثِّر میں اس کا قدرے تفصیلی ذکر آیات ۱۱ تا ۲۵ میں کیا گیا ہے۔ اور سرمایہ پرستانہ ذہنیت کا نہایت باریک نفسیاتی

Marfat.com

تجزیہ کر کے دکھایا گیا ہے۔ کہ اس ذہنیت کا انسان فارغ البال ہونے کے باوجود زراندوزی کرتا ہے اور ذرائع پیداوار کو اپنے قبضے میں محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے اور جہاں کسی تحریک سے جو عوام کے فائدے کے لئے جاری کی جائے۔ اس کے ذاتی مفادات کو ذرا سی بھی ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اس تحریک کے خلاف عملی اقدامات شروع کر دیتا ہے۔ جس کا آغاز غلط فہمی پیدا کرنے والے پراپگنڈا سے ہوتا ہے۔ اور انجام عملی عناد پر ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ اس تحریک عوام (Mass Movement) کو روکنے کے لئے متوازی تحریک (Parallel Movement) کے پروگرام بھی وضع کرنے کی ٹھان لیتا ہے۔ لیکن انقلاب صالح کی تحریک صحیح خطوط پر چل رہی ہو تو مخالف تحریک کبھی کامیاب نہیں ہوتی اور مخالفین مرنے کے بعد اپنے ساتھ داغ ناکامی لے جاتے ہیں۔ جو ہمیشہ ان کے لئے سوہان روح بنے رہتے ہیں۔ اور دوسری زندگی میں ان کے لئے المناک عذاب کا باعث بن جاتے ہیں۔

کوئی انقلابی تحریک خواہ کتنی بھی عالمگیر نوعیت کی کیوں نہ ہو اوّل دور میں بین الاقوامی عناصر کو جمع نہیں کر سکتی۔ اس کی طبعی رفتار یہ ہوتی ہے۔ کہ ایک خطے کے افراد جو ایک زبان بولتے ہیں ایک صاحبِ فکر کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ مضبوط جماعت بن جاتی ہے۔ یہ بین الاقوامی کام کی مرکزی جماعت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

Marfat.com

مُزّمّل میں ذرا تفصیل کے ساتھ اور مُدّثّر میں اجمال کے ساتھ قرآنی تحریک کے اس پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ بایں ہمہ دونوں سورتوں میں اس تحریک کے اصلی رنگ ——— بین الاقوامیت ——— کی طرف صریح اشارے موجود ہیں۔

دونوں سورتوں سے بین الاقوامی تحریک کے جو اصولِ کار نکلتے ہیں وہ حسب ذیل معلوم ہوتے ہیں :۔

(۱) تبلیغ و تنظیم
(۲) تعلق باللہ کا قیام
(۳) مساکین کی منظم خدمت
(۴) ظاہری پاکیزگی کا التزام
(۵) خیالات و افعال کی پاکیزگی کا استمرار
(۶) سرمایہ پرستی کا ہر شکل و صورت میں استیصال خواہ وہ ذہنی ہو یا صوری
(۷) انفرادیت کی اجتماع کے ساتھ وابستگی۔
(۸) انسان میں اپنے افعال و اعمال کی ذمہ داری کے احساس کی بیداری
(۹) ہر شخص اپنی ذمہ داری پر انقلاب میں شامل ہو۔
(۱۰) دنیا میں بین الاقوامی انصاف و عدل قائم کرنے کا تہیّہ

کیا قرآنی انقلابی تحریک کے سوا اور بھی کوئی تحریک کامیاب

Marfat.com

ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔

قرآن ہر ایک انسان کو اُس کی ذمہ داری یاد دلاتا ہے۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؟ کوئی ہے جو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر اس انقلاب میں تقدّم کرے ؟

Marfat.com

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

اور ہم چاہتے ہیں کہ ... جن کو کمزور بنا دیا گیا ہو ان پر احسان کریں یعنی انہیں ... اور ... وارث بنا دیں ... (القرآن الحکیم)

قرآنی دستورِ انقلاب

یعنی

سورۂ مزّمّل اور سورۂ مدّثّر

کی

حکیمانہ تشریح

از

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی

جس میں امام الائمہ، حجۃ اللہ فی الارض، امام ولی اللہ محدث دہلوی کے فلسفے کے مطابق دکھایا گیا ہے کہ قرآنِ حکیم کا منشا اقتصادی اور علمی سرمایہ داری کے خلاف عالمگیر انقلاب ... کرنا ہے

بیت الحکمت، لاہور

طبع اول

تعداد اشاعت

297
6 قر
18

Marfat.com